نثر مرمی نثار چکیدۂ قلم گوہر رقم جناب استاد الفضلا معلم العلما مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مدظلہ

اگرچہ میں یہہ کتاب لاجواب میں اول سی آخر تک دیکہی سچ یہہ ہے کہ ایسی کتاب اس زمانہ مین دیکھی نہ سنی مضمون ایک خوبی سے ہر منست کے کمالکی دلیل ہی اور کیون نہو یعرف الرجال بالمقال زیادہ کہنا خضرات دیکہنی والے خود دیکہہ لینگی کہ یہہ کتاب چکیدۂ قلم گوہر رقم جناب سرآمد اولیا عمدۃ الفضلا مولوی محمد عمر صاحب ناصر الاسلام مد اللہ ظلہ حامدا ومصلیا۔ اما بعد الحمد والصلوٰۃ فقد رئیت ہذا الکتاب المستطاب العجاب المصاب الذی ہو فصل الخطاب فوجدتہ حقا ناطقا عن الارتیاب وکوکبا طالعا عن مطلع الصدق والصواب فلا یکذبہ الا المتعصب الکذاب ولا یصدقہ الا المؤمن علی رب الارباب الذی یطلب عن جنابہ النجاۃ وحسن المآب فقط قطعہ تاریخ تالیف منہ سلمہ

کتاب جمیل جلیل المرام	مزیل لوہم الد الخصام	نہی رشتہ ستے نفی المقام
صحیح نجیح الفتیح لکل الہمام	زدم خیمہ بالائے عرش خیال	کہ ایم نشان سن اختتام
چو حساد وین سر بریدہ شدند	ندا شد زہے مغز علم کلام	الضاء اشاح انور جیر ایا الارواح
الفلاح الناس عن فیوض الاصلاح	ز راس الکتاب واذ قطعتہ الہم سے	بالنور کمشکات فیہا مصباح

قطعہ تاریخ انطباع عقائد الاسلام از نتائج طبع نکتہ سنج نکتہ دان جناب منشی حبیب الدین احمد صاحب المتخلص بہ نادان سلمہ

ہوئی علم کلام میں جس وقت	صاحب المتخلص نادان سلمہ	زیب مطبع عقائد الاسلام
دور و نزدیک جتنی تہی احباب	فکر تاریخ میں تہے صبح و شام	ہاری اک جا میں بہی تہا کہ مجہی
پیک فرخندہ نے دیا پیغام	بیٹہے اوس وقت اپنی دل سے کہا	کر خبر ہے تجہے دل ناکام
شہرہ جس کا فن کلام میں تہا	ہوگئی آج وہ کتاب تمام	کوئی تاریخ کہہ کہ میں تو ہون
کشتۂ تیغ گردش ایام	جون سنی یہہ بات میری منہ سی	دل غمناک اپنے دلکو تمام
از سر انبساط کہنے لگا	بے لبس اب ختم ہوگیا ہے کلام ۱۲۹۸	از منشی شیخ محمد ادریس صاحب
چوست مطبوع این نفیس نوائین	بو ضع دلکش وبا طرح نادر	بمن گفتند بہر سال طبعش
	دلم گفتا کتاب مقبول خاطر ۱۲۹۸	

اشتہار

عقل و نقل متفق ہین اسپر

کہ انسان کی نجات عقائد کے صحت بغیر محال ہی کہ

خاص عقائد ہے مین ایک مذہب کو دوسرے سے زیادہ فضیلت حاصل ہے

کہ اس فن مین علما نے صدہا کتابین تصنیف کی ہین اور بہت سے رسالے تالیف فرمائے

ہین مگر اردو زبان مین بعبارت سلیس کہ جس مین کل عقائد نہایت وضاحت سے مذکور ہون اور عقیدہ

مین ہر مذہب کے ادلہ بہی مسطور ہون دہریون اور منکرون کی شکوک کا جواب ہو اہل کتاب کی جواب تحقیقی

الزامی ہین جو ایک کتاب ہو رد و اثبات مین تہذیب سے خطاب ہو اب تک نظر نہ آئی تہی اور یہی امر مقصود

اب تک صورت نہ دکہلائی تہی لیکن سنہ ۱۳۰۵ محمد ہر ایک تحریر کہ خاطر سے خواست آخر کار پردہ تقدیر سے

خوش قسمتی سے کتاب عقائد الاسلام ہاتھ آئی اور اہل مطبع نے کمال صحت و خوبی سے طبع کرائی اور چہپا

جاہتا تہا اور نہایت عمدہ کتاب ہے آج جو دیکہا اس مین یہ سب امور بین ہین ہر سب عمدہ کتاب ہو طالب اب

مشتریون کو بشارت ہی زندہ دلون روشن ضمیرون کو مژدہ اور بشارت ہی کہ جلد اس مجموعہ خوبی کو خریدیں کہ

ورنہ چند روز مین کل نسخے تبرک کی طرح اٹہہ جائینگے آج کل کرنے والے کف افسوس

ملین گے اور بہت پچہتائین گے قیمت بلا محصول ایک روپیہ اور جو ایکبار طلب فرمائین تو علاوہ

قیمت کی چار آنہ محصول ہوا کرینگے اور اگر دو آنہ محصول بہیجین تو تین بار تین کتابیں کو طلب فرمائین فقط

المشتہر محمد عبد الرشید مہتمم عقائد الاسلام اندرون بلے کوچہ ساہوکان

اطلاع — یہ کتاب موجب قانون نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء داخل رجسٹری گورنمنٹ
ہو گئی ہی کوئی صاحب بے اجازت مصنف قصد
طبع نہ فرمائین

العبد
ابو محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ

ان الدین عند اللہ الاسلام

الحمد للہ المنعام

کہ علم کلام میں جو کل علوم دینیہ کے اصل اور سب سے

افضل اور اشرف اور جسکا سیکھنا ہر خاص و عام پر فرض تام ہے یہہ کتاب مفید نام

مسمے بہ

عقائد الاسلام

کہ جسکے مصنف

مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب سلمہ دہلوی نے کمال تفصیل سے ادلہ عقلیہ نقلیہ کے ساتھ عقائد

اسلام کی ثبوت اور مخالفین کے کل شبہات کی جواب کا

التزام کیا ہے —

دہلی مطبع مجتبائی میں بصحت تمام چھپی

ص ۳ ج ۹۴ مقاصد الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی نوالہ + والصلوۃ والسلام علی محمد المقدر حسنہ وجمالہ + وعلی اہل بیتہ وآلہ مقدمہ انسان
خیال کرے کہ دنیا مین ہمیشہ کوئی نہین رہا ہے آخر ہر شخص ایکروز یہانسی جاویگا اور آخرت مین اپنا
کیا پاویگا پس ضرور ہے کہ یہانسی کچہہ کمال حاصل کرلیجاوے تاکہ وہانکی عذابون سی بچے اور عیش و
آرام وہانکی پاوے اور وہ کمال یہہ ہے کہ اپنی خالق کے سب احکام کو جانے اور مانے اور ان احکام کی دو
قسم ہین ایک وہ کہ جنمین ہاتہہ پاؤن وغیرہ اعضاء کی عمل کی حاجت ہو جیسے نماز روزہ حج زکوۃ
دوسرے وہ ہین کہ جنمین اعضاء کی عمل کی احتیاج نہو بلکہ انکا صرف مان لینا ہے کافی ہو جیسا اللہ تعالے کو
ایک جاننا اور سب اوسکو سمیع وعلیم والبصیر سمجہنا یا قیامت کو اور جنت ودوزخ کو حق سمجہنا سو علماء رحمہم اللہ
نے لوگونکی آسانی کی لیے قرآن واحادیث سی پہلی قسم کے احکام کو نکالکر تفصیل سی جدا مرتب کیا اور
اس علم کا نام فقہ رکہا اور دوسرے قسم کی احکام کو الگ تفصیل سے لکہا اور اوس علم کا نام علم
عقائد رکہا سوال نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض کی زمانہ مین یہہ علوم تدوین نہوی تہی پہر
کیونکر دینی علوم ہوگئے جواب اوسوقت خیر تہین کہ جسکی نسبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یون

فرمایا ہی ﷺ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الحدیث ان علوم کی تدوین اور ترتیب کی احتیاج
نہ تھی کیونکہ حضرت کی برکت صحبت سی اون لوگونکی ذہن صاف اور طبیعتین پاک تھین اور کج طبع و اہل فساد بھی کم
تھی پس اوس زمانہ کی بعد طرح طرحکی واقعات پیش آئے علما ربانی اونھین احکام کو کہ جو مجملًا قرآن و احادیث
مین مذکور تھی مرتب اور مدلل کرکے باب و فصول و حسب احتیاج اونکی مواقع پر تفصیل سی الگ الگ جمع کیا
علی ہذا القیاس روز بروز اور بہت سی علوم کہ جنکی طرح طرح ترقی ہوئی گئی تدوین ہوتی گئی اور اس علم عقائد کو علم
کلام بھی اسوجہ سی کہتی ہین کہ جب یہ علم تدوین ہوا تو ہر مسئلہ کی اول مین بجای لفظ بیان اور بحث کی لفظ
کلام لایا کرتے اور یون کہا کرتی تھی الکلام فی کذا یعنی کلام شروع ہی فلان مسئلہ مین پس اس سبب سے اسکو
علم کلام کہنی لگی یا اسوجہ سی کہ اس علم کی بنا اکثر نقلی اور عقلی دلیلون پر ہی لہذا اس سی مخالف کی دل مین بے
تاثیر ہوتی ہی بخلاف اون علوم کی جو فقط عقلی یا نقلی ادلہ پر مبنی ہین اور لفظ کلام مشتق کلم سے ہی کہ جسکی معنی
لغت مین زخم کرنیکی ہین چونکہ یہ علم مخالف کی دلمین بسبب زیادتی تاثیر کی زخم کرتا ہی اسکو کلام کہنی لگے
یا یہ وجہ ہی کہ کلام الٰہی کی اس علم مین زیادہ تحقیق ہی اسلئی اسکو کلام کہنی لگی یا یہ وجہ ہی کہ جسطرح حکمائے
یونان نی منطق کو کہ جس سی مقابل کی رد کرنیکو نطق یعنی گویائی پیدا ہوجاتی ہی تدوین کیا اسی طرح
حکمائی اسلام نی مخالفونکی رد کرنیکے واسطی علم کلام کہ جسکی سبب سی مخالف کی سامنی کلام کرنیکی قدرت
پیدا ہوجاتی ہی تدوین کیا پس جسطرح منطق کو بسبب قوت دینی نطق کے منطق کہنی لگی اسی طرح اس علم کو
بسبب قادر کرنے اوپر کلام کرنیکی کلام کہنی لگی یہ علم سب دینی علمون سی اشرف ہی کیونکہ اسمین عقائد
دینی کا ذکر ہے اور عقیدہ کی صحت پر سب عبادات کا مدار ہی کیونکہ اگر عقیدہ خراب ہی تو کوئی عبادت
قبول نہین ہوتی اور یہ سب علوم دینیہ کی اصل بھی ہی کیونکہ اس علم مین اللہ تعالٰے کی ذات اور صفات
خصوص کلام اور نبوت وغیرہا ایسی چیزونکا ثبوت ہی کہ جنپر سب علوم دینیہ کا مدار ہے اور انپر موقوف ہین
پس ہر مسلمان کو چاہیی کہ اول اس علم کو حاصل کری تاکہ عقائد درست ہوجاوین اوسکی بعد سب عبادات
درجہ قبولیت پاوین **فائدہ** اس علم کا یہ ہی کہ انسان اپنی عقائد درست کرکے جنت الفردوس مین
ہمیشہ آرام پاوی اور دوزخ کی سخت عذابونسی کہ جو بسبب فساد عقیدہ کی ہونگی چھوٹ جاوی **المقصود**

ماتریدی کہ جو تین واسطے سی امام ابوحنیفہ رح کے شاگرد ہین اور سنہ تین سو تینتیس ہجری
مین وفات پائی اور ماترید جو سمرقند کے قریب ایک گانو ہے وہان کے رہنے والے تہی اور ابو الحسن
اشعری کہ جو قریب اسی زمانہ کی تہی یہہ دونون شخص اہل سنت والجماعت کی علم عقائد مین امام
ہین مسئلہ تکوین وغیرہ چند تحقیقات مین انکا باہم اختلاف ہی باقی ہر مسئلہ مین متفق ہین سو مسئلہ اختلافیہ مین
شافعی لوگ امام ابو الحسن اشعری کے تابع ہین اسوجہہ سی انکو اشعریہ کہتی ہین اور حنفی لوگ امام ابو منصور کے
تابع ہین اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتی ہین ۔ اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی لوگ ہین اور اہل
حدیث بہی انہین مین داخل ہین ان متقدمین کے عہد مین علم عقائد مین عقائد دینیہ کہ جو قرآن و احادیث
سی ثابت تہی مذکور ہوتی تہی منطق اور فلسفہ کو دخل نہ تہا جسطرح کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہ کی کتاب
مین مذکور ہین البتہ متقدمین فرقہ معتزلہ کے رد کرنیکا زیادہ اہتمام کرتے تہے انکو عوام [illegible]
معتزلہ کی حدوث یون ہوئی ہے کہ ایک شخص واصل بن عطا اپنی شیخ حسن بصری رح کی مجلس مین
یہہ کہنی لگا کہ کبیرہ گناہ کرنیوالی نہ مومن رہتا ہی نہ کافر ہوتا ہی حسن نے فرمایا قد اعتزل عنا یعنی یہہ شخص ہم سے
اہل اسلام سی الگ ہوگیا سو آخر رفتہ رفتہ واصل کی گروہ کو معتزلہ کہنی لگی علی ہذا القیاس جو جو لوگ جمہور اہل اسلام سے
عقائد مین مخالف ہوتی گئی انکی فرقونکی جدا جدا نام مقرر کئی گئی یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر کی مطابق جمہور اہل اسلام
مین سی تہتر فرقے نکلی وہ سب کے سب گمراہ ہین اگر انکی عقائد کفر تک نہ پہنچی ہونگی تو انجام کار دوزخ سی نجات پاوینگی تہتر وان
فرقہ جمہور اہل اسلام کا کہ جسکا نام اہل سنت و فرقہ ناجیہ ہی اور خاص جناب صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل و اصحاب کی طریقہ پر
سو وہ راہ راست پر ہی چنانچہ اسکی تحقیق آگی آویگی انشاء اللہ تعالی معتزلہ اور شیعہ سوای بعض مسائل مثل مسئلہ امامت
کے اکثر جا عقائد مین متفق ہین واصل کی بعد انکی پیرو مدت دراز تک اپنی عقائد کو فلسفہ سے مدلل کرکی لوگونکو
بہکاتی رہی اور جمہور اہل اسلام مین سے کسی نے انکی رد کرنیکا اہتمام کیا یہانتک کہ امام ابو الحسن اور انکے
استاد ابو علی جبائی معتزلی مین مسئلہ صلح مین کہ جسکا ذکر آگی آویگا گفتگو شروع ہوئی ابو علی نی الزام
فاش کہایا اور سکوت اختیار کیا پہر تو ابو الحسن اور انکی پیروون نے عقائد حقہ کا اثبات اور مخالفین خصوصا
معتزلہ کا خوب ہی رد کرنا شروع کیا گویا متقدمین مین مخالفین کا رد کرنا انہین سی شروع ہوا ہے

جب خلفای عباسیہ کی عہد میں منطق اور فلسفہ کا یونانی زبانسی عربی مین ترجمہ کیا گیا تو متاخرین
نی منطق اور فلسفہ کو تا کہ مخالفین اور خصوص حکمای کا فریق کا اونہین کی ادلہ سی خوب دہو علم کلام مین داخل
کردیا یہانتک کہ اس فن کی کتابونکو طبعیات اور الہیات و ریاضیات سی بہر دیا پس ایسی کلام کو علمای
محققین نی برا کہا ہی اور اسکی پڑہنی پڑہانی سی منع کیا ہی کیونکہ اسکی شغل سی اکثر شرعیات کی انکار کرنیکی
خصوص کر جہان انکی رای کی مخالف ہوتا ہو جاتی ہی آیات قرآنیہ یا احادیث صحیحہ کی جمہور صحابہ اور
تابعین کی برخلاف اپنی قواعد ممہدہ اور اقوال مسلمہ کی طور پر کہ وہ قواعد اکثر رای اور استدلال پر مبنی ہوتے
ہین اور کہین محض حکمای یونان وغیرہ کی تقلید ہی ہوتی ہی تاویلات رکیکہ اور توجیہات باطلہ کرنیکی نوبت آ جاتی
ہی اور بعض فلاسفہ کی مرید اور حکمای فرنگ کی فن جاننی والے تو بیدہڑک انکار ہی کر بیٹہتی ہین چنانچہ
اس ملک ہندوستان کی لوگ نصاری کی حکومت کی سبب سے بہت سی ایسی ہو گئی ہین ان لوگون نے دین
کی ہر ہر امر کو اپنی رای کی تابع کر لیا ہی پس جس چیز کو اپنی رای کے موافق دیکہتی ہین اوسپر ایمان لاتے
ہین اور جہان مخالف پاتے ہین یا منکر یا ماول ہو جاتی ہین گو دار مدار تکلیف شرعی کا عقل پر ہے اور اسی لئے جہان
رسول نہین آئے ہین اونکی لوگون پر صرف توحید ہی فرض ہی کیونکہ توحید کا حق ہونا عقل سی دریافت ہو سکتا ہی
اور باقی احکام مین وہ لوگ ماخوذ نہونگی لیکن ہر وقت مین ہر شخص کی عقل صواب پر نہین ہوتی ہی
اور کیونکر ہو سکتی ہی حالانکہ عقل نامعلوم چیز کا ادراک چند معلومات سی ترتیب دیکر حاصل کرتی ہی اور وہم
باعث غلطی کا ہوتا ہی بسا اوقات عقل کا مزاحم ہو جایا کرتا ہی پس کبہی اون معلومات مین کہ جو مبادی ہوتے
ہین غلطی واقع ہو جایا کرتی ہی کہ جو اوس مطلوب کیواسطی مبادی نہین ہوتے ہین وہ مبادی نظر کی لئی ہو جایا
کرتی ہین اور کبہی اوس ترتیب مین غلطی واقع ہو جایا کرتی ہی کہ جسکو مقدم کرنا تہا موخر کر دیا یا کسی مقدمہ کے
کوئی شرط فوت ہو گئی علی ہذا القیاس اور یہی وجہ ہی کہ ایک عاقل کی رای دوسرے کی رای کی برخلاف ہوتی
ہی بلکہ کبہی ایک ہی عاقل کی رای اوسکی دوسری رای کی مخالف پڑتی ہی پس کبہی ایک نتیجہ صحیح قرار
دیتا ہی پہر کبہی اوسیکو غلط بتاتا ہے چنانچہ اس امر مین ہمارا بیان کافی ہی کہ کل حکماے
یونان اور فرنگ وغیرہ کے دو فریق ہین اونمین سے ایک فریق کہ جسکی حکیم افلاطون رئیس ہی

اونکی یہہ ہی کہ سات آسمان اور عرش و کرسی کہ جنکو فلک ثامن اور فلک الافلاک کہتی ہین ثبت سے موجود
ہین اور دوسرا فریق کہ جسمین حکیم **فیثاغورس** ہی اسکا انکار کرتا ہی اور دونون فریق اپنی اپنی مدعا پر
دلائل لاتی ہین اور شاہدات پیش کرتی ہین پس ضرور ہے کہ دونون فریق مین سی ایک غلطی پر ہوگا پس جب
کل حکماء مین سی ایک فریق کا فریق غلطی پر ہوا تو دوسرے فریق کا کسی اور جگہہ غلطی پر ہونا کچھ بھی بعید نہین
اور جب بہت سے حکماء ایک ظاہر چیز مین اندھی گرے تو پہر ایک شخص کی رائی کا خصوص امور آخرت مین
کیا اعتبار ہی پس یہ اس قابل نہین ہی کہ اسکی اعتماد پر انبیاء علیہم السلام کی اقوال یا قران و غیرہ کتب الہیہ
مین شک کیا جاوی یا اونکی ظاہری معنی کو چھوڑ دیا جاوی کیونکہ وحی مین کسیطرح کی غلطی واقع نہین ہوتی
ہی **پس** جب نبی علیہ السلام کا کوئی قول بسند صحیح ثابت ہو جاوی اوسپر یقین لانا چاہیی اور اوسکو ماننا چاہیی
اور جسکی رای اوسکی مطابق نہو تو اوس قول نبوی علیہ السلام کو کسوٹی اوسکی غلطی کی لئی تصور کرنا چاہیی اور
جسکے رای مطابق ہو اوسکو صحیح اور درست قرار دینا چاہیی **الحاصل** متاخرین کی کلام مین معروف بنا
اچہا نہین ان متقدمین ہی عقائد دینیہ کو قرآن اور احادیث سی مدلل کیا کرتی تہی اور مخالفون کے
شبہات کا جواب دیا کرتے تہی چنانچہ قرآن مجید مین بہی اللہ تعالی نے اثبات حشر کے لئی بہت سی حجتین قائم
فرمائی ہین اور مشرکون کو رد شرک مین بہت سی الزام فاحش دی ہین **کما قال تعالی** لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ
لَفَسَدَتَا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بہی ابن زبعری کو اوسکی اعتراض پر الزام فاحش دیا تہا لیکن منطق
اور فلسفہ وغیرہ علوم کو دخل نہ دیتی تہی سو ہم **بہی** اپنی اس کتاب مین متقدمین ہی کی طریقہ کو اختیار کرین گی
ان شاء اللہ تعالی **مرتبہ** اس کتاب کا یہ ہی کہ پہلی کچہ لکہنا پڑہنا ضرور ہے کہ جس سی یہ کتاب خوب سمجھہ مین آوے
اور اسکا ہر ایک مسئلہ ذہن نشین ہو جاوی حاصل کرلے پہر اس کتاب کو دیکھی پہر اگر خلایق دنیاوی مین مصروف
ہو جاویگا یا غیر جنس لوگونکی صحبت کا اتفاق پڑیگا تو عقائد مین کسی طرح کا فتور نہ آویگا اور ملاحدہ و یہود و نصاری
کی بہکانی اور گمراہ کرنی سی دین مین کچہ قصور نہ آویگا **مسلمانون** کو واجب ہی کہ اس علم کو سیکہین اور
اپنی بچون اور بچیونکو سکہاوین تاکہ بلیات دنیوی اور اخروی سی نجات پاوین اور تاکہ اونکی فطرۂ سلیمہ محفوظ رہے
اور اوائل عمر مین عقائد حقہ نقش حجر ہو جاوین بالخصوص اس زمانہ مین کہ ہر طرف سے گمراہی کا زور ہی اور گمراہ لوگونکا

کہ شیاطین الانس مین ہونگی وکو جمین نقل شور ہی اللّھم اھدنا الصراط المستقیم بوجہ نبیک الکریم وضح ہوکر
جن چیزون کی عقیدہ متعلق ہی یا تو وہ ایسی ہین کہ عالم برزخ مین یا آخرت مین اونکا پایاجانا خاص نہین ہے
دنیا ہی اول باب مین مذکور ہونگی یا وہ عالم برزخ ہے مین پائی جاتی ہین تو وہ دوسرے باب مین درج ہونگی یا وہ
خاص عالم حشر ونشر مین پائی جاوینگی تو تیسرے باب مین لکھی جاوینگی اور جن چیزون مین کچھ عمل کو بھی
دخل ہی لیکن اہل حق اور فرق ضالہ مین مابہ الامتیاز اور متنازع فیہ ہین اونکو اور کلمات کفر کو خاتمہ مین
ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالے **باب اول** اس باب مین چند فصلین ہین **فصل اول** خالق جہان کے

فصل اول

اثبات مین معلوم ہو کہ اللہ تعالی کی موجود ہونے مین کسی عقلمند کو شک نہین ہی بلکہ اوسکا موجود ہونا
ہر شخص پر آفتاب سی زیادہ روشن ہی اور اس امر کا یقین کرنا ہر شخص کی فطرۃ مین داخل ہی کما فی
القرآن فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا الآیۃ وفی الحدیث ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الحدیث لہذا
انبیا علیہم السلام اپنی امتون کو توحید سکھایا کرتے تہی اور اللہ کے موجود ہونے مین گفتگو کیا کرتے تہی کیونکہ
اسکا ہر ایک شخص کو اقرار تہا پس عاقل کی لئی اوسکی ہونی پر دلیل کی حاجت نہین ہی وہ خود عالم کی احوال
مین نظر کرکے یقین کرلیگا کہ بیشک کسیکی پیدا کی ہوئی یہہ زمین وآسمان حجر وشجر انسان وحیوان پیدا ہوی ہین آخر
کوئی تو ہی کہ جسنے اونکو معدوم سی موجود کردیا ہی اور نیستی سی ہستی مین لایا ہی اور پہر جسطرح چاہتا ہی انمین
تصرف کرتا ہے جسطرح سی کہ کسی تخت کے دیکھنے سے یقین کامل ہوجاتا ہی کہ کوئی نکوئی اسکا بنانی والا
ضرور ہے کیونکہ خود بخود اسکا ہونا محال ہی کیسلیے کہ سبز درخت کی تختون اور لوہی کی کیلون کی ایسی آپ سی جڑ
جمع ہونیکی کیا مجال ہے پس جسطرح کہ تخت کی بنانے والیکا بن آنکھہ کی دیکھی یقین کامل ہوجاتا ہی
اسیطرح مخلوقات کو دیکھکر اونکی خالق اللہ رب العالمین کی ہونیکا یقین کامل ہوجاتا ہی اور بن دیکھی
اونکو یقین آتا ہی کیا خوب کہا ہے ایک اعرابی نے البعرۃ تدل علی البعیر واثر الاقدام علی المسیر فسماء ذات
ابراج وارض ذات فجاج الا تدل علی الصانع اللطیف الخبیر یعنی جبکہ اونٹ کی مینگنی دیکھکر بن دیکھی اونٹ کی ہونیکا یقین
کامل ہوجاتا ہے اور اسیطرح آدمی یا کسی اور کے نقش پا دیکھنی سی یقین آتا ہی کہ بلاشبہ یہہ نقش پا کسی کسی کے
پاؤن سی ہوا ہی تو پہر کیا برجون والی بلند آسمان اور کشادہ رستونکی زمین دیکھنی سے اللہ صانع عالم

رطوبت وغیرہ کے ہونیکا یقین ہوگا الغرض جسطرح کہ مصنوعات کو دیکھکر اونکی صانعوں کا یقین ہر عاقل کو ہوتا ہے
اسیطرح اللہ کے مصنوعات زمین و آسمان حجر و شجر و حیوان انسان کے دیکھنے سے اونکے بنانیوالے اللہ تعالیٰ کا یقین ہر شخص کو
حاصل ہوتا ہی پس اونکے واسطے اور دلیل کی ضرورت نہیں ہی لیکن بعضے لوگ کہ اونکی چشم حق بین نابینا ہی بدون
دلیل کے اون کی تسکین نہیں ہوتی ہے گو اونکی ہونی پر دلیل لانا عین بیہودہ ہی تاہم اونکی موجود ہونیپر دلیل لانی
ہی لہذا دلیل بیان کرتا ہوں پہلے ہم مقدمہ دلیل ہر ایک چیز کے اصل میں حقیقت ہی مثلاً جو
چیزیں کہ ہمیں دکھلائی دیتی ہیں جیسا کہ انسان حجر و شجر وغیرہ وہ واقع میں موجود ہیں محض وہم و خیال ہی نہیں ہیں
جیسا کہ سونا دیکھتے ہیں ایسا اور یہ نہیں ہی کہ جس چیز کو ہمنے جیسا خیال کر لیا وہ چیز ویسی ہی ہی مثلاً درخت کو
اگر ہم انسان سمجھ لیویں تو وہ انسان ہی اور اگر اوسکو کچھ اور سمجھ لیویں تو وہ اور ہی جنانچہ بعض احمقوں کی یہی رائے ہے
اور اونکو سوفسطائیہ عندیہ کہتے ہیں مقدمہ دوم اور اشیاء کی حقایق سے موجود ہونے پر ہمکو اونکا علم بھی حاصل
ہوجاتا ہی یعنی ہم اون چیزونکو جانتے ہیں یہ نہیں ہی کہ ہمکو کوئی چیز معلوم نہیں ہی اور ہمکو کسی چیز کا علم نہیں
ہی جنانچہ بعض نادان کہ جنکو سوفسطائیہ لاادریہ کہتے ہیں اسکے قائل ہیں پس جب یہ ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں
کہ کل عالم (یعنی سوائے ذات و صفات اللہ تعالیٰ کی) زمین و آسمان حجر و شجر وغیرہ سب کے سب حادث ہیں یعنی آگے
پہلے نہیں تھی اب موجود ہوئے ہیں) پس جب تمام عالم حادث ہوا تو ضرور ہی کہ اوسکا کوئی محدث یعنی پیدا کرنیوالا
ہوگا کسلیے کہ پیدا کرنا بدون کسی پیدا کرنیوالیکی ممکن نہیں ہی کیونکہ فعل بدون فاعل کے ہرگز نہیں ہوسکتا ہی اور
پیدا کرنیوالا تمام عالم کا اللہ تعالیٰ ہے کسلیے کہ اوسکے سوا ہر چیز عالم میں داخل ہی اور یہی مدعا ہے
آب رہا عالم کی حادث ہونیکا ثبوت سو وہ اسطور پر ہی کہ کل عالم یا عین ہی یا عرض کیونکہ اگر بذات
خود پایا جاتا ہی جیسے کہ حجر و شجر زمین و آسمان تو عین ہی اور جو بطور اگر بذات خود نہیں پایا جاتا بلکہ کسی
اور میں ہوکر پایا جاتا ہی جسطرح سیاہی سفیدی کہ کسی کپڑے میں یا اور کسی میں ہوکر پائی جاتی ہی اور خود بخود نہیں پائی جاتی
تو یہ عرض ہے اور کل اعراض حادث ہیں بعض کا حادث ہونا مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً سیاہی کی بعد سفیدی آکر
کے بعد سردی آتی ہے گرمی کے بعد ظلمت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض کا حادث ہونا اس دلیل سے ثابت ہی کہ عرض عدم کو قبول کرتا ہے
یعنی فنا ہوجاتا ہی مثلاً سفیدی جاکر سیاہی آجاتی ہی یا کسی بدن میں سردی آتی ہی گرمی دور ہوجاتی ہے

بیان حدوث اعیان

علی ہذا القیاس اور یہ ثابت ہو چکا ہی کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہیں ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہیں ہین اور یہی مدعا ہی اور **اعیان** بہی سب حادث ہین کیونکہ عین یا تو جسم ہی یا جوہر فرد کہ جسکو جزو لایتجزی کہتی ہین یعنی نہایت چہوٹا ٹکڑا کہ پہر اوسکی ٹکڑے نہو سکین پس جسم اور جوہر کو حرکت اور سکون عارض ہے کسلیے کہ اونکی واسطی مکان یا حیز یعنی ٹہیرنکی جاگہ ضرور ہی پس اگر اس اونکی پہلی ہی اس حیز یا مکان مین نہی تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور حرکت اور سکون بسبب عرض ہونیکی حادث ہین پس یہہ جسم اور جوہر کہ جسکو یہہ حرکت اور سکون عارض ہی حادث ہین ورنہ لازم آوی کہ حوادثات ازلی ہین یا حادث ہین اور قدیم کہلاوین اور یہہ محال ہی فنا ل

بیان حدوث عالم

پس جب کل اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بہی ثابت ہو گیا کیونکہ کل عالم انہین دو مین منحصر ہی **قرآن مجید** کی آیات سی بہی عالم کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہی از انجملہ یہہ آیت ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یعنی چہہ دن کے عرصہ مین اللہ نے آسمانون اور زمین کو بنایا از انجملہ یہہ آیت ہی خلق کل شئ فقدرہ تقدیرا کہ اللہ تعالی نی ہر چیز کو پیدا کیا پہر اندازہ کیا اور کل شی عین عالم ہی از انجملہ یہہ آیت ہی اللہ خالق کل شئ یعنی ہر چیز کو اللہ نے بنایا ہی اور ہر شی کو ہستی مین لایا ہے از انجملہ یہہ آیت ہی ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام اللہ نے آسمانون اور زمین کو اور جسقدر چیزین کہ اونمین ہین سب کو چہہ دن کی مقدار مین بنایا ہی اور **حدیث** مین آیا ہی کان اللہ ولا شئ معہ یعنی ازل مین ایک اللہ تہا اور کوئی چیز اوسکی ساتہہ نہ تہی ما سوا اس دلیل کی عالم کی جسقدر حالات ہین اونمین سی ایک ایک اوسکی لئی دلیل ہی از انجملہ **تصرف** ہی تمام جہان کیسی قبضہ قدرت مین ہے کیونکہ ہوا کو انکا بدل دینا پہر بادلونکا اوس پر سوار کرکے جسجگہ چاہے لیجانا پہر کہین مینہہ برسانا کہین نہ برسانا آسمانون کو ہر وقت گردش مین رکہنا کسی ستارے کو بڑا کسی کو چہوٹا کر دینا آفتاب اور ماہتاب کو نور اور جسم مین کم اور زیادہ بنانا شب و روز مین اختلاف ہونا جیسا کہ قرآن مین آیا ہی ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون کہ آسمانونکی اور زمین سکے پیدا کرنیمین

از آیات قرآن

بیان تصرف عالم

مین اور آسمان کے بدلنی مین اور کشتیون مین کہ جو انسانون کی فائدہ کی چیزین لیکر دریا مین چلتی ہین اور
اوس پانی مین کہ اوسکو اللہ نے آسمان سے اوتارا پھر اوس سے مُردہ زمین کو زندہ کیا اور اوسمین ہر قسم کے جانور
پہیلائی اور ہواؤن کی پھیرنے مین اور بادلون مین کہ جو آسمان و زمین کے درمیان ہین مسخر ہین البتہ انمین عقلمندون کے
لیے نشانیان ہین باوجودیکہ سب افلاک کا مقتضے طبعی ایک ہی پھر کہین کی جا ہی سی بالکل ساکن اور
مشابہ کی جاہی سی نہایت تیز رفتار ہوا علی ہذا القیاس سب عناصر کا مقتضے طبعی ایک ہی پھر اختلاف بعید کا
ہونا کہ مثلاً زمین کہین سی نرم اور کہین سی نہایت سخت کہین بلند اور کہین پست کہین کوئی رنگ کہین
اور رنگ اسیطرح شب و روز کا کم زیادہ ہونا انسان وغیرہ ہشیار کا باوجود اتحاد شکل نوعی کی تشخصات
مین ایسا اختلاف ہونا کہ ایک دوسری سی ممتاز رہیے اگرچہ دوسرے کی ساتھہ نوع یا جنس مین متحد اور شریک
ہے صاف دلالت کرتا ہی یہہ امور کسی قادر مختار کے اختیار سی واقع ہوی ہین کیونکہ خود بخود انکا اسطرح
ہونا ایسا محال ہی کہ جیسا پتھر کا بدون کسیکی ہلائی ہلنا اور جیسا محال ہی پس عالم کی یہہ تصرفات دیکھکر
عاقل کو یقین کامل ہوتا ہے کہ کسی مختار کی کرنیسے یہہ امور ہوتی ہین جسطرح کہ پتلی کی حرکات و سکنات
دیکھکر عاقل جان لیتا ہی کہ پس پردہ کوئی شخص اسکو حرکت دے رہا ہی اور وہ تصرف کرنیوالا تمام عالم
کی لیئے اللہ تعالی ہی کیونکہ اوسکی سوائی ہر چیز عالم مین داخل ہی اور عالم یا جزو عالم کا تصرف
کرنا عالم یا جزو عالم مین محال ہے اسسے ضرور ہوا کہ وہ تصرف کرنیوالا غیر عالم کی ہونا چاہیی اور وہ غیر عالم
اللہ ہی اور یہی مدعا ہے ازانجملہ تربیت ہی کہ ہر شے کو درجہ بدرجہ اوسکی کمال تک پہونچانا ہے
اور شیا فشیا پرورش کرتا ہے اسلئے قرآن مین سب سی اول اسکی یہی صفت مذکور ہوئی ہے کما قال اللہ
تعالی الحمد للہ رب العالمین کہ سب تعریفین ہین اللہ کو کہ جو تمام عالم کا مربی ہے لہذا ہر ممکن کو ہر وقت اپنی بقا
مین اوسکی طرف حاجت رہتی ہی پس اگر یہہ ممکنات خود بخود ہوتی تو ایک ہی بار ہو جاتی اور اپنے
کمالات حسب دلخواہ حاصل کر لیتے اور کوئی کسی سی کسی بات مین کم نہوتا کیونکہ جو اپنی ذات مین کسی کا محتاج
نہین ہی تو وہ اپنی صفات مین بہی کسی کا محتاج نہین ہی اور کبھی کوئی چیز فنا نہی نہوتی کیونکہ جو اپنی وجود
مین اور جمیع صفات مین کسیکا محتاج نہین اور خود بخود ہی تو وہ فنا نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی چیز کبھی

متغیر ہوتی کیونکہ تغیر غیر کے طرف احتیاج سی ہوا کرتا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ عالم مین یہہ پانچون اوصاف
پائی جاتی ہین کیونکہ عالم دفعۃً نہین ہوا جیسا کہ ستۃ ایام کا لفظ اسپر صاف دلالت کرتا ہی اور بہت سے
چیزونکا تدریجا پیدا ہونا مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی اور کمالات مین بہی ہر ایک چیز دوسری سی متفاوت ہے
آفتاب کا نور زیادہ ماہتاب کا کم ایک آدمی دوسری سی قوۃ وطاقت مین کم زیادہ ہی ایک درخت دوسری سی
بڑا چہوٹا ہی علی ہذا القیاس اور صدہا چیزین عالم کی بالمشاہدہ فنا ہوتی ہین اور روز بروز متغیر ہوتی ہین
پس معلوم ہوا کہ عالم خود بخود نہین ہی پس ضرور ہی کہ اسکی لئی کوئی اور شخص خالق اور مربی اور موجد ہو
وہ اللہ تعالی ہے از انجملہ انتظام وتدبیر عالم ہی آسمان سی زمین تک اور عرش سی فرش تک تمام
عالم مین ایک عجیب نظام رکہا ہوا ہی کہ عاقل کی عقل حیران اور دانشمند کا فہم سرگردان ہی جیسا کہ قرآن
شریف مین آیا ہی خلق السموت والارض بالحق یکور اللیل علی النہار ویکور النہار علی اللیل وسخر الشمس
والقمر کل یجری لاجل مسمی الآیات کہ اللہ نے بنایا آسمانون اور زمینون کو حق سی لپیٹتا ہی رات کو دن پر اور دن کو رات پر اور
مسخر کیا سورج اور چاند کو کہ ہر ایک چلتا ہی ایک وقت معین تک وقال یدبر الامر من السماء الی الارض
کہ تدبیر کرتا ہے ہر کام کی آسمان سی زمین تک وقال ہو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ
ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا ومنکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجلا
مسمی ولعلکم تعقلون کہ اللہ وہ ہے کہ جسنی تمکو اول خاک سی بنایا پہر نطفہ سی پہر علقہ سی بنایا پہر لڑکا بناکر
باہر لایا پہر بعض تمسی جوانی کو پہنچتا ہی پہر بوڑہا ہوتا ہی اور بعض تمسی پہلی ہی مرجاتا ہی یہہ اسلئی کہ اپنی
اجل مقرر تک پہونچو اور سمجہو پس گردش افلاک سی شب وروز کا ہونا پہر ہر موسم کا بدلنا اول مہینی پر
ماہتاب کا اول شب مین نکلنا موسم پر برسات کا ہونا عین انتظام ہی اگر ان مین سی کسی چیز میں فتور
آوی تو سب کارخانہ درہم برہم ہوجاوے علی ہذا القیاس اول انسان کا مادہ منی غذاؤن سی ہونا پہر
چالیس روز کی بعد رحم مین اوسکا علقہ ہونا پہر مضغہ پہر ہڈیون پر گوشت کا پہنانا پہر چند روز کے بعد اوسکو
باہر لاکر سمیع وبصیر کرنا عین تدبیر ہی پہر سب لوگونکو ایک شخص کی تابعدار کردینا اور حیوانات کو انکا
مسخر کرنا اور ہر شخص کو مختلف الاحوال کرنا کہ کوئی حکیم ہے اور کوئی سوداگر اور کوئی اہل حرفہ اور کوئی

کاشتکار اور کوئی نوکری پیشہ اور کوئی غنی کوئی فقیر اور یہہ ہر شخص کی دلمین ایک جداگانہ غرض پیدا کرنا
سب انتظام اور تدبیر ہے پس صرح وہی کہ اس انتظام و تدبیر کا کرنیوالا سوا عالم کی کوئی اور ہی ہی
کیونکہ عالم کا ہر ایک جز اس انتظام اور تدبیر کے لئی مجبور اور مقسور ہی کیونکہ اشرف المخلوقات انسان ہے
کو دیکھو کہ وہ اپنی تدریجاً پیدا ہونی اور فنا ہونیمین بی اختیار ہی چنانچہ جماع کی بعد معلوم نہیں ہوتا کہ رحم
مین نطفہ کب اور کس وقت علقہ اور مضغہ بنا اور پہر کب بنا ہے یا مادہ اور بعد پیدا ہونیکی ایام طفولیت
کے گذرنی اور جوانیکی آنی اور شباب کے جانی اور بالونکی سیاہ اور سفید ہونی یا بعد بیمار و تندرست ہونیمین
اور غنی اور فقیر ہونیمین محض مجبور ہے علی ہذا القیاس غذا کہانیکی بعد بہہ علم نہین کہ ہضم کب ہوا اور صفرا
سودا بلغم خون بنکر عروق مین کسطرح سی کس وقت گیا جسمین اسکو اپنی وجود و بقامین نہ اختیار ہی نہ اوسکے
اسبابکا علم ہی تو مدبر عالم تو کیا اپنی نفس کا بہی مدبر نہین ہی پس جب اشرف المخلوقات کا یہہ حال ہی تو
اور چیزونکا کیا ذکر ہے سو وہ عالم کا مدبر اور منتظم اللہ ہے ازانجملہ یہہ ہے کہ کسی حیوانی گوشت کو
برتن مین ڈالکر آگ پر جلانی سی اسکی اجزا خاک اور پانی وغیرہ جدا جدا ہو جایا کرتی ہین لہذا عقلا
ہر حیوانی بلکہ حجر و شجر وغیرہ اجسام کی اربع عناصر یعنی آگ ہوا خاک و پانی کو جز قرار دیتی ہین پس ضرور
ہی کہ کوئی اونکا ایک جا جمع کرنیوالا ہو کیونکہ خود بخود ایسے ایسی مخالف الطبایع چیزون کا اسطرحسی ایکجا
جمع ہونا اور اپنا اپنا حیز اصلی چہوڑنا محال ہی وہ جمع کرنیوالا اگر بغور دیکہی تو اللہ تعالی ہی جیسا کہ پہلی
گذرا قرآن مجید مین عالم کی بہت سی اجزا سی اللہ تعالی کی وجود کا ثبوت ہی لہذا اس امر مین بہت سے
آیات ہین کہ اونمین سی ایک ایک آیت اوسکی وجود کی لئے برہان قاطع اور حجت ساطع ہی لیکن طوالت
کے خوف سی قدر قلیل پر اکتفا کیا گیا **ف** اللہ لطیف الخبیر نہ جوہر ہی نہ عرض پس ان حواس سی
کہ جو خاص جواہر اور اعراض کی دریافت کیواسطی مخصوص ہین ہرگز محسوس نہین ہو سکتا ہی بلکہ بعض
جواہر لطیفہ بہی لطافت کی سبب سے آنکہہ سی نظر نہین آتی ہین جیسا کہ ہوا لطافت کی سبب سے دکہلائی نہیں
دیتی ہی حالانکہ اوسکی موجود ہونیمین کسیکو بہی شک نہین ہی پس اسطرح ممکن ہی کہ وہ لطیف کہ جو عرض سے
جوہر ہے نہین ہی اسی سبب حواس سے محسوس نہو سکی اور بیدون چشم باطن کی دنیا مین نظر نہ آسکی اور بہشت

وجہ یہی کہ جب کوئی چیز نہایت ظہور کرتی ہی تو نظر نہیں آتی جیسا کہ خفاش کو عین دوپہر مین آفتاب
اوسوقت اوسکا نہایت ظہور ہوتا ہی نظر نہیں آتا یا جب کوئی چیز آنکھ کے نہایت قریب ہوتی ہی تو باوجود قرب
کے دکھائی نہیں دیتی اسی طرح اللہ تعالی کا کمال ظہور اور کمال قرب مانع آرہا ہی اصلی اوسکی دیکھنی سے
دنیا مین ہر شخص عاجز ہے پس یہہ شبہہ کرنا کہ اگر اللہ تعالے موجود ہی تو دکھائی کیون نہین دیتا محض نادانی ہی

ف یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ مکان یا حیز خاص جواہر یا اجسام کیواسطی ہوتا ہی پس اللہ تعالے جو جوہر اور
جسم ہونیسی پاک ہی مکان اور حیز سے بہی پاک ہی دیکہو جب کسیکو غم یا خوشی لاحق ہوتی ہی تو اوس شخص کو
اپنی غم یا خوشی کی موجود ہونیمین کسیطرحکا شک نہین ہوتا ہی لیکن غم یا خوشی نہ جسم ہے نہ جوہر اس سبب سے
اوسکی لئی اوسکی بدن مین کوئی جای مقرر نہین وہ یہہ نہین کہہ سکتا کہ میرے سر مین یا سینہ مین یا پیٹ یا
ران مین غم یا خوشی ہی گو مجازا دلکو قرار دی لیکن حقیقت مین کوئی جای اوسکی خاص نہین کہ غم یا خوشی
وہان ہو اور اگر اوس عضو کو چیر کر دیکہین تو وہان ملی اسیطرح اللہ تعالے نہ جوہر ہی نہ جسم نہ عرض سو وہ بہی
مکانکا محتاج نہین پس اوسکی لئی بہی کوئی جای مقرر نہین کہ وہ وہان رہتا ہو ہان اوسکا ظہور ہر جگہہ ہی
پہر یہہ کہنا کہ وہ کہان رہتا ہی اور کسطرف ہی بالکل فضول ہی اوسکی آگی تمام عالم ایک ذرہ کی مانند ہی
پس جسطرح ذرہ یا گولہ کے اندر کی مخلوقات کا باہر کے موجودات کا ہونا محال سمجہنا اور یون خیال کرنا
کہ اس فضا سی کوئی چیز باہر نہین ہی اور یہی محدد الجہات ہی غلط ہی ایسا ہی بعض نادانونکا اللہ تعالے
کی نسبت ایسی شبہات اور شکوک کرنا غلط ہے اوسکی حقیقت کسیکو کیونکر معلوم ہوسکی حالانکہ نہ کوئی اوسکے
نظیر ہے نہ ہمجنس ہی ممکنات کی حقیقت تو دریافت کرنے مشکل ہی چہ جائیکہ واجب الوجود کی حقیقت
معلوم ہوسکی پس اس امر مین بادہ عقل دوڑانا موجب تباہی اور سبب گمراہی ہی کیا خوب فرمایا ہی کسینی ۔
نہ ہر جای مرکب توان تاختن + کہ جاہا سپر باید انداختن +

فصل صفات کی بیان مین

اور وہ عالم کا بنانیوالا جسکا نام اللہ ہی ایک ہے کما فی القران قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یعنی
ای نبی لوگون کو خبر دے کہ اللہ ایک ہی کیونکہ اگر دو ہونگی تو اونکی آپس مین مخالفت ممکن ہوگی اگرچہ بالفعل
اتفاق ہو مثلا اونمین سی ایک زید کو مارنا چاہی اور دوسرا اوسیوقت اوسکی لیئے زندگی چاہی پس ضرور ہی

گویا اوسکی لئی موت ہوگی یا زندگی کیونکہ وہ بولینگا اگر وقت مین پایا جانا محال ہی پس اگر اوسکو موت ہوئی
تو جسنی اوسکی زندگی چاہی تہی وہ عاجز ہوگیا اور اگر وہ زندہ رہا تو جسنے اوسکی لئی مرنا چاہا وہ عاجز ہوا
تقدیر دونون مین سی ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑا اور جو عاجز ہے وہ عالم کا پیدا کرنیوالا اور واجب الوجود ہی
نہین ہی عاجز ہرگز خدا نہین ہوسکتا ہی **سوال** ہوسکتا ہی کہ دونون اتفاق کرلین یا انمین بہہ
مخالفت ہی ممکن نہو کیونکہ اس سی محال لازم آتا ہی یا دونونکے ارادی ایک شخص پر جمع نہوسکین
جواب بالفعل اگرچہ اتفاق ہو لیکن مخالفت بہی ممکن ہی کسلئے کہ ہر ایک کو زید کی مارنی اور زندہ رکہنیکا
ارادہ ممکن بالذات ہے کما لا یخفی اور یہی معنی امکان کی ہین اور محال وہ جو خدا فرض کر نیسی لازم آتا ہی
نہ امکان اختلاف سی اور دونون کی ارادہ کا جمع ہونا بہی ممکن ہی یا ان دونونکی مرادین جمع نہین
ہوسکتی ہین کہ زید زندہ بہی رہے اور اوسیوقت مین مر بہی جاوے وہیہ برہان تمانع قرآن کی اس آیت
مستفاد ہوتی ہی لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر آسمان و زمین مین کئی خدا ہوتی تو
آسمان و زمین خراب ہوجاتے **طریق دوم** اگر دو خدا ہون تو ہم پوچہتی ہین کہ اونمین سی ایک کو دوسرےکی
مخالفت کرنیکی قدرت ہی یا نہین اگر کہو قدرت ہی تو دوسریکا عاجز ہونا ثابت ہوتا ہے کسلئی کہ جسکی مخالفت
کی دوسریکو قدرت ہوی تو وہ کیا خدا ہوسکتا ہی اور اگر کہو قدرت نہین ہی تو اب یہہ کیا خدا ہی کہ جسکو
اپنی مثل کی مخالفت کرنیکی قدرت نہین ہی ایسا کمزور اور ضعیف کیا خدائی کریگا **طریق سیوم** یہہ
ظاہر ہے کہ خالق کو اپنی مخلوق پر قبضہ و تصرف کامل ہوا کرتا ہی اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ ایک شخص کا
قبضہ اور تصرف کامل جبہی ہوتا ہی کہ دوسریکا وہان قبضہ اور تصرف کامل نہو کیونکہ ایک شی پر دو قبضہ
کامل کا جمع ہونا ظاہر البطلان ہے **سوال** دو شخصونکا قبضہ و تصرف کامل ایک جگہہ ہوسکتا ہی
جیسا کہ ایک مکان یا غلام کی دو مالک ہون اور دونون کا اوسپر قبضہ و تصرف ہو **جواب** مطلق قبضہ و
تصرف مین کلام نہین ہی بلکہ قبضہ و تصرف کامل گفتگو ہی اور بلاشک جہان ایک غلام یا مکان کے کئے
مالک ہونگی وہان قبضہ اور تصرف کامل کسیکا بہی نہوگا کیونکہ وہان ایکدوسریکی مرضی بدون تصرف نہین
کرسکتا ہی پس جب دوسریکی رضا ہی کی تابع ہوا تو قبضہ اور تصرف کامل کہان رہا ان تصرف میں ایسا

اوقبضہ غیر کامل ہر ایک شریک کو حاصل ہی جب یہہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتی ہین کہ اگر عالم کی دو خالق
ہون تو بموجب مقدمہ مذکورہ کی دونون مین سی کسی کا بہی قبضہ اور تصرف کامل عالم مین نہوگا پس جب
تصرف کامل اور پورا قبضہ نہوا تو بموجب مقدمہ اولیٰ کی خالق ہونا بہی باطل ہوگیا فتامل ہذا مما سنح لی عند التحریر
بعون اللہ القدیر **طریق چہارم** اگر دو خدا ہون تو تمام عالم خراب ہو جاوے بلکہ سرے سی عالم کا پیدا ہونا ہی
ناممکن ہو جاوے کیونکہ ظاہر ہے کہ دو شخصون کا کسی چیز مین اختلاف اسپر موقوف ہی کہ دو شخص مع ان دو کے کوئی چیز بہی ہو کہ جسمین اونکی مخالفت
ثابت ہو سکے کسلئے کہ اگر دو شخص نہونگی بلکہ ایک ہی ہوگا تو بہی مخالفت نہ پائی جاویگی کیونکہ مخالفت
ایک شخص سی بدون مقابل کی ناممکن ہی اور اسیطرح اگر کوئی چیز ہی نہوئی اگرچہ دو شخص ہون
تب بہی مخالفت نہ ثابت ہوگی کیونکہ مخالفت کسی نہ کسی چیز مین ہوا کرتی ہی پس جب یہ ثابت ہوا تو اگر عالم کی لئی دو خدا ہون اور یہہ عالم موجود و ممکن ہے
تو ہمیشہ بموجب مقدمہ مذکورہ کی اونمین مخالفت پائی جاوے یا ممکن ہو جاوے اور یہہ محال ہی کما لا یخفی علی العاقل اس لئی
دفع مخالفت کی لئی یا تو دو خدا نہوگی پس حاصل یہ ہوگا یا عالم کو موجود یا ممکن نہ کہوگی سو یہہ باطل ہی کیونکہ عالم
موجود ہی اور یہی مقصود ہی **ثابت ہوا کہ دو خدا کا ہونا باطل ہی** اور یہہ دلیل بعینہ اس آیت مین
مذکور ہی لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا توحید کی اثبات مین اور بہت سی ادلہ قویہ ہین لیکن اسمقام مین
عام فہم سمجہکر انہین چند دلیلون پر اکتفا کیا اور کلام کو طول نہ دیا **ف** اللہ تعالیٰ کو ایک سمجہنا ہر عاقل کی طبیعت
مین داخل ہی اور مخلوقات مین سی ہر چیز کی گواہی سی یہہ امر حاصل ہی کیا خوب کہا ہی کسی نی ع فی کل
شئ لہ شاہد + یدل علی انہ واحد + یعنی اگر بغور دیکہی تو ہر ایک چیز اس عالم کی زبان حال سی اوسکی ایک
ہونیکی گواہی دیرہی ہی اسلئی جسجگہ انبیا نہین آئی اور احکام شریعت وہان نہین پہنچی وہانکی لوگونپر صرف
توحید یعنی اللہ تعالے کو ایک سمجہنا اور خاص اوس سی معاملات عبودیت برتنا اور اوسکی ساتہہ کسیکو شریک نکرنا
فرض ہی اور قیامت کی روز اسی امر کا اونسی سوال ہوگا اور شرکون کی لئی شرک وبال ہوگا کیونکہ اس امر کو
وہ اپنی عقل سی جان سکتی تہی اگرچہ اور احکام کو انبیا علیہم السلام کی نہ آنیکی سبب سی نہ پہچان سکتی تہی اور اسی وجہ
سی شرک اللہ تعالے کی نزدیک ایسا سخت جرم ہی کہ اوسکی کرنے والی کو ہمیشہ جہنم مین جلایا جاویگا کما قال اللہ تعالے
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ یعنی اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشیگا اور اوسکی سوا جسی چاہی

بخشے گا اور یہی سبب ہی جس میں سب میں شریک ہیں اور بالاتفاق سب اہل عقل کی نزدیک وہی اور سب
دانشمندونکی نزدیک ہنایت بدیہی ہے **اور وہ قدیم ہی** یعنی ہمیشہ سی ہی یہہ نہیں کہ کبھی پہلی نہ تہا
پہر پیدا ہوگیا چنانچہ قرآن میں آیا ہی **ہوالاول والآخر** یعنے وہ اللہ تعالے اول حقیقی ہی کہ اوسکی لیئے
ابتدا نہیں اور آخر حقیقے ہی کہ اوسکی لیے انتہا نہیں ہی کیونکہ اگر وہ ازلی اور قدیم نہو بلکہ عدم کی بعد
موجود ہو تو بالضرور کسی اور کے پیدا کرنے سی پیدا ہوگا اور وہ پیدا کرنیوالا جملہ عالم میں داخل ہوگا کیونکہ
اسکی ذات وصفات کی سوا جو ہی عالم میں داخل ہی اور حالانکہ کل عالم کا پیدا کرنیوالا اللہ ہی جیسا
کہ ابہی ثابت ہوچکا ہی علاوہ اسکی حقیقت میں عالم کا خالق وہے اور ہوگا کہ جسنی اسکو پیدا کیا ہے
پس لازم آویگا کہ بعض عالم نی عالم کو پیدا کیا ہی اور یہہ محال ہے **اور حی ہی** یعنی اللہ تعالے زندہ ہی
اور صفت حیات اسکی لئی ثابت ہی جیسا کہ قرآن میں آیا ہے **ہوالحی القیوم** یعنی وہ زندہ اور
ہر چیز کا قایم رکہنی والا ہی کسلئے کہ مردہ صانع عالم نہیں ہوسکتا ہی **اور قدیر ہی** یعنے اسکو صفت قدرت
کی حاصل ہی کہ جسکی سبب مقدرات پر اثر کرتا ہی موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود کرسکتا ہی
آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان اور کافر کو ولی اور ولی کو کافر بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو ہفت اقلیم کا
بادشاہ بناسکتا ہی غرض کسی چیز سے وہ عاجز نہیں ہی ہر چیز پہ اسکو قدرت ہی جیسا کہ قرآن مجید میں
آیا ہی **ان اللہ علی کل شئی قدیر** یعنے اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے کسلئی کہ اگر اوسمیں صفت
قدرت حاصل نہو تو لازم آوی کہ وہ عاجز محض اور بیکار ہوجاوی پس عالم کا پیدا کرنا باطل ہوجاویگا کیونکہ
عاجز سے عالم کا پیدا کرنا محال ہی پس جب تمام عالم اوسکا پیدا کیا ہوا ہے تو اوسکو مقدور پیدایش
بہی ہی **ف** اہل اسلام کے ماسوا اکثر فرقون نی اپنی عقائد میں اللہ تعالی کو عاجز سمجہہ کر کہا ہے
چنانچہ **حکمائی یونان** نی اوسکو اوسکی مخلوقات میں تصرف کرنیسے عاجز سمجہہ کہا ہی کہ آسمان کا فنا
کرنا یا بلا واسطہ **عقول عشرہ** کی عالم پیدا کرنا وغیر ذلک کو اوس سی محال جانتی ہین اور کہتے ہین
ایسی امور کے اوسکو قدرت نہیں ہی **نصاری** کہتی ہین کہ عیسی علیہ السلام کو یہودی پہانسی پا
اور نہایت ذلت سی مارا اور عیسی خدا ہی بہت آہ و زاری کی ساتہہ فریاد کرتے تہی کہ مجہی بچاو

اوسہی پیدا اور یہہ بہی کہتی ہین کہ عیسی اور روح القدس اور خدا تعالیٰ تینون ملکر ایک ہین پس جب عیسی عاجز
خدا یا جزخدا ہوے تو گویا خدا یا جزخدا اپنی آپ کو نہ بچا سکا اور نیز یہود ویسہ کہتی تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا
یہود کہتی ہین کہ اللہ تعالی تمام شب یعقوب سی کشتی لڑتا رہا اور اونسیحا نسی یعقوب غالب آئی تہی ہنود کہتی
ہین کہ اوتار مین اللہ تعالیٰ حلول کرتا ہی اور اوتار خود خدا ہوتا ہی حالانکہ رام چندر اوتار کی بیوی کو زبردستی
سی راون لنکا کا راجہ چہین کر لیگیا تہا بہت مدت تک رام اوسکی عشق مین سرگردان رہا اور پتا نہ لگا آخر جب
حال معلوم ہوا تو راون کو شکست دینا چاہا لیکن ہنومان وغیرہ بندرونکی مدد بغیر شکست نہ دی سکا معاذ اللہ گویا
انکی اعتقاد کی بموجب خدا ایک عورت کی عشق مین مبتلا رہا اور اوسکو اوسعورتکا حال معلوم نہوا پہر راون کو بدون
امداد غیب کے نہ مار سکا علی ہذا القیاس اور بہت سی انکی عقاید ہین کہ جنسی جمیع عیوب اللہ تعالیٰ مین ثابت ہوتے
ہین (اور مرید ہے) یعنی اوسکو صفت ارادہ کی حاصل ہی کہ جسے موجود یا معدوم کرے نہین کسی مقدور گویا
انکی کہ قدرت سب پر برابر ہے جسوقت اور جسطرح چاہتا ہی حاضر کر لیتا ہی پس جو چیز ہوتی ہے اوسکی ارادے
ہوتی ہے ازل مین جو ارادہ کر لیا تہا اب اوسکی مطابق ہو رہا ہے اوسکا ارادہ ازلی ہی اور تعلقات حادث
ہین اور مشیت اور ارادہ ایک ہی ہین قال تعالیٰ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیدُ یعنی جس چیز کا وہ ارادہ کرتا ہی اوسکو اوسیوقت
کر لیتا ہی یہہ نہین کہ وہ کسی چیز کا ارادہ کرے پہر وہ چیز نہووی ورنہ عجز لازم آوی کیلئے کہ یہہ عالم کہ جسکی نظام
سی عقلاکی عقل حیران اور یہہ گوناگون عجائبات اوسمین کہ جنسی حکما سرگردان ہین بدون ارادہ کی پیدا کرنا محال
ہی کیونکہ جو افعال کہ بلا ارادہ کی خودبخود مثل مرتعش کی ہاتہہ کی حرکت کی سرزد ہوتی ہین اونمین یہہ انتظام
عجیب اور یہہ نظام غریب نہین ہوتا ہی پس حکما ہی کا یہہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ سی یہہ عالم بدون ارادہ اور
اختیار کی خودبخود بایجاب پیدا ہوا ہی اور یہہ عقیدہ اہل کتاب ہنود کا ہی کہ اللہ تعالیٰ بعض چیزونکی پیدا کرنیکا ارادہ
کرتا ہی لیکن اوس سی نہین ہو سکتین بالکل غلط اور خلاف تحقیق ہی اور انکی قائلین کی قصور فہم پر دلالت کرتا ہے
المختصر یہہ عالم اور ہر چیز اوسکی ارادہ ازلی و اختیار سی ہوتے ہے (اور علیم) یعنی اوسکو صفت علم حاصل ہے
کہ جس سی ہر ہر چیز کی اوسکو خبر ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ بکل شیء علیم اللہ تعالی کو ہر چیز کی خبر ہے
پس جو کچہہ ہو رہا ہی اور ہوا ہے اور ہوگا سبکو ذرہ ذرہ تفصیل سی روز ازل مین جان لیا تہا کہ فلان وقت فلان

شخص یہہ کام کریگا اور فلان وقت مین یہہ کچھہ ہوگا یا شک کہ اگر ساتوین آسمان پر یا تحت الثرے مین ایک
ہیکو ہلا دیا اگر کوئی شخص اپنی دل مین کسی طرحکا وسوسہ لاوے وہ بہی اوسکو معلوم ہی ‌‌بیت ‌‌برون علم یک ذرہ
پوشیدہ نیست * کہ پیدا و پنہان بنزدش یکیست * کسلئی کہ عالم کا پیدا کرنا اور پہر اسکو باقی رکہنا اور
تربیت کرنا اوسکے حسب حال ہر شخص کے حاجات روا کرنا بدون علم کی محال ہی پس **بعض حکمای**
یونان کا یہہ عقیدہ کہ اللہ تعالے زید و عمرو وغیرہ جزئیات کو کلی وجہہ اونکی عام طور سی جانتا ہی اور تفصیل سے
اونکو اوقات و حالات مخصوصہ مین نہین جانتا بالکل غلط ہی **ف** یہود و ہنود و نصارے وغیرہ کے
عقاید سی بہی مستفاد ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کو بعض چیزونکی خبر نہین نعوذ باللہ منہ **(او سمیع)** یعنی اور اوسکو
سنوائی کا وصف حاصل ہی کہ اوس سی ہر چیز کے آواز اور ہر کسیکی پکار سن لیتا ہی خواہ ساتوین زمین پر
چیونٹی کی پاؤنکی آواز ہو خواہ ساتوین آسمان پر پشہ سی کمتر جانور کی پر کی آواز ہو خواہ کوئی آہستہ سے
کچھہ کہی یا پکار کر کہی وہ سب سنتا ہی جیسا کہ قران مجید مین ہی اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ یعنی اللہ تعالی سننے والا
اور خبردار ہی کسلئی کہ ایسی صانع عالم اور جہانکی مالک کا بہرہ ہونا بڑا عیب اور سخت نقصان ہے **(او بصیر)**
یعنی اوسکو وصف بصارت حاصل ہی کہ جسکی سبب سے ہر چیز کو دیکہتا ہی خواہ کوئی چیز اندہیرے مین ہو خواہ اجالے
مین خواہ نزدیک خواہ دور خواہ رات مین خواہ دن مین خواہ کسیقدر چہوٹی ہو خواہ بڑی سبکو ہر وقت مین
ایکسان دیکہتا ہی کسیوقت مین کوئی شی اوس سی چہپی ہوئی نہین ہی کیونکہ اگر اوسمین یہہ صفت نہووی تو
وہ اندہا کہلاوے اور اندہا ہونا ایسی صانع عالم کے لئی عیب اور سخت نقص ہی لہذا قرآن مجید مین بہی یہہ
صفت اوسکی بوسطی اکثر آیات مین ثابت ہی انمنجملہ یہہ آیت ہی اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ یعنی اللہ تعالی ہر
چیز کو دیکہتا ہی کوئی شی اوسکی نظر سے غائب نہین ہی **ف** معتزلہ کہتی ہین کہ اللہ کی سمع اور بصر سے
کہ جو اوسنی اپنی ذات کی لئی ثابت کی ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر فرمایا ہی علم مراد ہی پس ان اللہ سمیع
بصیر کے یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالے خبردار ہے کیونکہ سمع اور بصر اعضا سی تعلق رکہتی ہین اور اللہ تعالی اعضا
اور جسم سی پاک ہی ہماری طرف سی یہہ جواب ہی کہ جسطرح اللہ تعالی کی ذات اور جمیع صفات مخلوقات کی ذات
اور صفات سے غیر ہی اسیطرح اوسکی سماعت اور بصارت بہی خلق کی سماعت اور بصارت سی بالکل غیر ہے

البتہ مخلوقات کو سماعت اور بصارت مین اعضا کی احتیاج ہے سنا اوس خالق کو حاصل ہو سکی لئی ایسی سمع
و بصر نہین ثابت کرتے ہین کہ جو ممکنات مین ہی پس اس ضعیف شبہ سی قرآن کی آیات صریحہ کا تاویل کرنا
جائز ہے (اور متکلم ہے) یعنی اوسکو کلام کرنیکی صفت حاصل ہی کہ جس سی کلام کر سکتا ہی
پس وہ جس سی جسطرح چاہتا ہی کلام کرتا ہے جس چیز سے چاہتا ہی منع کرتا ہی اور جسکا چاہتا ہی حکم کرتا ہے
اور جس چیز کے چاہتا ہی خبر دیتا ہی کیونکہ گونگا ہونا ایسی صانع عالم فاعل مختار کے لئی انتظام عالم کیواسطی مخل
اور خاص اوسکی حق مین بڑا سخت عیب ہی لہذا قرآن مجید مین اوسنی اپنی واسطی اس صفت کو ثابت
کیا ہی از انجملہ یہہ آیت ہی وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ یعنی اللہ تعالی نی موسی سی کلام کیا تہا پس مطلقًا
کلام کرنا سب اہل اسلام کی نزدیک مسلم اور متفق علیہ ہے اور اسکی حقیقت مین کہ کیونکر ہے اور
کسطرح ہی البتہ اختلاف ہی اور اسمین کل نو قول ہین سبکو ملا علی قاری نی فقہ اکبر کے شرح مین
تفصیل سی لکہا ہی سو اہل حق کی نزدیک جو کلام کہ خدا کی صفت ہی وہ حروف اور آواز سی مرکب
نہین ہی بلکہ وہ صرف معانی ہین جو اوسکی ذات پاک سی قائم ہین اور اوسکو کلام نفسی کہتی ہین
کیونکہ کلام اصل مین مضمون اور معانی ہی کو کہتی ہین چنانچہ اخطل شاعر کہتا ہی ؎ ان الکلام
لفی الفؤاد وانما جعل اللسان على الفؤاد دليلا یعنی کلام دل مین ہوتا ہی اور زبان اوس دل کی مضمون کی
دلالت کرتی ہے لہذا مجازًا الفاظ اور اصوات سی جو مرکب ہوتا ہی اوسکو بہی کلام کہتی ہین
پس ہم لوگ اوس مضمونکو کبہی زبانسی ظاہر کرتے ہین کبہی لکہکر بتا دیتی ہین کبہی اشارہ سی ظاہر
کر دیتی ہین اسی سبب سی اللہ تعالیکو کسیکا کام مین محتاج نہین ہے بدون زبان کی کلام کرتا ہی
پس جب زبانسی اوسکا کلام نہین تو الفاظ اور صورت بہی نہین ہی اور یہی وجہ ہے کہ اللہ کے
جسطرح اور صفات ازلی مین ایسی طرح سے صفت کلام بہی ازلی اور قدیم ہی پس اگر اوسکی
کلام الفاظ اور حروف سی مرکب ہو تو قدیم نرہے کسلئے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کسی کی پیچہی نہین
ہوتی ہے اور کلام لفظی مین تقدیم و تاخیر ہوا کرتے ہے مثلًا زید مین جب تک
ز نہ ادا کرلین گے ی ادا نہ ہو گے علی ہذا القیاس پس یہہ کلام لفظی جو حروف و اصوات سے

کلام نفسی

کلام لفظی

مرکب ہوتی ہے اوسکی صفت نہین **سوال** اگر کلام نفسی ہی اوسکی صفت ہی تو قرآن مجید کی
عبارت عربیہ اوسکا کلام نہین ہی پس اوسکو کلام خدا کہنا نچاہیے حالانکہ باتفاق جمہور اہل اسلام
جو قرآن مجید کی عبارت کو کلام الہی نکہی قطعی کافر ہے اور قرآن مین بعض جا کفار سی معارضہ کیا ہے
کہ اگر تم سچے ہو تو ہماری کلام کے مانند بنا لاؤ اور معارضہ الفاظ اور عبارتسی ہی ہوا کرتا ہی **جواب** کلام
خدا کی دو معنی ہین ایک کلام نفسی جو قدیم ہے پس یہہ صفت ازلی ابدیک اوسکو حاصل ہے
اوسکی سبب سی جس سی چاہتا ہی کلام کرتا ہے جیسا کہ ہمکو صفت کلام حاصل ہی اور ہر وقت ہمارے
ساتھ ہے گو ہم کسی سی کلام نکرین پس یہہ صفت کلام بالاتفاق ازلی ہے اور اوسکی ساتھ قائم
ہی سو یہہ کلام الہی اس سبب سی ہی کہ اوسکی صفت ہی دوسرے یہہ الفاظ اور عبارت قرآن کے
انکو کلام الہی اسوجہ سی کہتی ہین کہ یہہ سوای خدا کی کسی اور کے تالیف اور تصنیف نہین ہی بلکہ
انکو خاص اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہی پس اس معنی سی الفاظ اور عبارت قرآن مجید کی بھی کلام الٰہی
ہی سو منکر انکے کلام الہی ہونے والا بالاتفاق کافر ہے اور انہی معارضہ بھی درست ہی **پس قرآن**
مجید اور پہلی کتابین جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تہین سب کلام الہی ہین بعض
محققین اہل حدیث کا یہہ مذہب ہی کہ خدا کی کلام مین لفظ اور صوت بھی ہی کہ جسکو مخاطب
سن لیتا ہی اور یہہ قدیم ہی کیونکہ قدیم نوع کلام کو کہتی ہین اور صوت خاصہ اور الفاظ
مخصوصہ کو قدیم نہین کہتے ہین پس انکی حادث ہونی سی اوس مطلق کا حادث ہونا لازم نہین
آتا ہی جیسا کہ مطلقًا خالق ہونا اوسکی لئی صفت قدیم ہے باوجودیکہ اوسکی تعلقات حادث ہین اور اس سے
یہہ بھی لازم نہین آتا ہے کہ اوسکی لئی زبان مضغۂ گوشت بھی ہو کیونکہ اوسکی الفاظ و صوت
ہماری الفاظ اور صوت کیطرح نہین ہی بلکہ جیسا اوسکی ذات کی مناسب ہی اوسی طرح ہی نقلہ

ملا علی القاری فی شرح فقہ اکبر وقال ہذا ہو المأثور عن ائمۃ الحدیث والسنۃ انتہی (اہل حق کے نزدیک)
قرآن مجید قدیم ہے اہل سنت معانی اور مضامین کا اعتبار کرکے قرآن کو حق تعالیٰ کا علم اور
اوسکی صفت قرار دیتی ہین معتزلہ اوسکی الفاظ اور عبارت پر نظر کرکے اوسکو حادث

سے کہتے ہین کہ تقدیم و تاخیر الفاظ کا اور تیئیس[۲۳] برس مین نازل ہونا قدیم ہونے کی منافی ہے اور حادث
ہونے پر دلالت کرتا ہے البتہ معتزلہ کا یہہ شبہہ بعض حنبلی لوگون پر وارد ہوتا ہے کہ وہ الفاظ اور معانی
سب کو قدیم کہتے ہین جمہور اہل سنت پر یہہ شبہہ ہرگز وارد نہین ہوسکتا ہی کیونکہ وہ الفاظ کو قدیم نہین کہتے
ہین اور تقدیم و تاخیر الفاظ مین ہے نہ کہ معانی مین واللہ اعلم زیادہ تحقیق اس مسئلہ کلام کی بڑے
کتابون مین ہے جسکو منظور ہو وہان دیکھ لے اس مختصر مین اوسکی گنجائش نہ تھی لہذا قدر
قلیل پر اکتفا کیا **ف** ان صفات مذکورہ کو صفات ذاتیہ اور امہات الصفات بہی کہتے
ہین انکا اور سب صفات باری تعالی پر رتبہ مقدم ہے کیونکہ مثلاً اوسکی لئی حیات نہو تو خدا ہرگز
پس جب حیات پہلی ہوگی تب کچہہ اور صفات پائی جائین گی گویا صفت حیات اور صفات کے
اصل ٹہیری علی ہذا القیاس اب صفات فعلیہ کو ذکر کرتا ہون **(اور وہ مکون ہی)** یعنے
پیدا کرنیکے صفت اوسکو حاصل ہی صفات ذاتیہ کی سوا اللہ تعالی کے جسقدر اور صفات ہین جیسا مارنا
جلانا روزی دینا تندرست بیمار کرنا عزت ذلت دینا علی ہذا القیاس انکو صفات فعلیہ کہتے ہین ہمارے
سردار صفات فعلیہ اور ذاتیہ مین یہہ فرق ہی کہ جس خاص صفت سے وہ موصوف ہوا اور اوسکے
ضد سے موصوف نہوسکے تو وہ ذاتیہ ہین جسطرح کہ علم پس اللہ تعالی اوس سے موصوف ہوتا ہے اور
اور اوسکی ضد جہل اوس سے موصوف نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اوسکو کسی حال مین جاہل نہین کہہ
سکتے اور جو صفات ایسی ہین کہ اوسے اور اوسکی ضد سے دونون کے ساتہہ وہ موصوف ہوسکی
سو وہ فعلیہ ہین جیسا مارنا جلانا رزق دینا پس اوسکو زید کا مارنیوالا اور عمر کو تارنیوالا اوسکی حیات
حیات مین کہہ سکتی ہین کذا فی شرح فقہ اکبر سو یہہ سب صفات فعلیہ صفت تکوین مین داخل ہین
کر یا وہ ان سب کا مجمل ہی اور یہہ سب اوسکی تفصیل ہین پس اگر اوسکو یہہ صفت حاصل نہو تو وہ صانع
عالم نہوسکے اور بیکار ہوجاوے وقال اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ
كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ یعنے اوسکی کن کہتی ہی ہر چیز کہ جسکا وہ ارادہ کرتا ہی ہوجاتی ہے
کچہہ دیر اور ڈہیل نہین کے سامان اور اسباب اور معین مددگار کی حاجت نہین ہے

(صفت تکوین بہی اور صفات ذاتیہ کی مثل ازلی ہی لیکن عالم کو اور
ہر چیز کو اوسکی وقت پر پیدا کیا ہی) اسدتعالی کے سب صفات خواہ ذاتیہ خواہ فعلیہ ازلی
ہین یعنی ازل سی خداتعالی اون صفات سی موصوف ہی یہہ نہین کہ پہلی خداتعالی مین یہہ صفات نتہی
پہر ہوگئی بلکہ جیسی اب ہی تب ہی ہاسی اوسکی صفات ہمیشہ ہین کیونکہ اگر ازل مین اوسکی صفات نہوتی تو ناقص ہوتا اور کوئی ازل مین ان
صفات سی خالی ہوتا پہر کیسی جب یہہ صفات اوسکو حاصل ہوئے ہوا اور یہہ خداتعالی کی نسبت محال ہے نقصان اوسکی ازل مین جبکہ زمین آسمان
کچہہ نہی اوسکو حیات ہی تہی اور ارادہ اور قدرت اور علم اور سمع اور بصر اور کلام تہا علی ہذا القیاس صفت تکوین سی بہی موصوف تہا
سوال صفت تکوین بہی مکونات کی کیونکہ ازلی ہوگی حالانکہ کسی مکون کو بہی ازلی نہین کہتی ہین مثلا
صفت تکوین کی ایک قسم رزق دینا ہی پس جب تک کوئی شخص کہ جسکو رزق دیا ازل مین نہ پایا جاویگا
رزق دینا ہی ازل مین ثابت نہوگا علی ہذا القیاس عالم کا اور اوسکی ہر ہر چیز کا موجود کرنا ہی اوسکی
صفت ہی حالانکہ عالم ازلی نہین ہی نہ اوسکی کوئی چیز ازلی ہی جواب صفات فعلیہ کا ظہور البتہ غیر پر
موقوف ہے کہ جبتک کوئی غیر نہوگا یہہ صفت ظاہر نہوگے اور خود صفت کسی پر موقوف نہین مثلا ایک
شخص کو لکہنا خوب آتا ہے اور یہہ وصف اوسکو ابتدا سی حاصل ہے سو یہہ وصف ظاہر جب ہوگا کہ
وہ کچہہ لکہی گا اور خود وصف لکہنی پر موقوف نہین اگر تمام عمر نہ لکہی گا جب بہی اوسکو وہ وصف حاصل
رہیگا پس اگرچہ کوئی چیز ازل مین موجود نہ تہی اور کسی مکون کی وہان ہستی نہ تہی لیکن اوسکو وہ صفت
تکوین ازل مین حاصل تہی پس تو یہہ لازم آیا کہ صفت فعلیہ ازلی نہو اور نہ یہہ کہ مکونات ازلی
ہوجاوین بلکہ ہر مکون کی اوسکی وقت پر تکوین کی آسمان و زمین کو بہی ایک وقت خاص مین بنایا
علی ہذا القیاس (ازل سی ابتک اوسکی سب صفات بلا تفاوت اوسکین
موجود ہین) اوسکی صفات کا ازلی ہونا تو پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے اور ابدی ہونا اسلئی
کہ جو قدیم اور ازلی ہوتا ہی وہ کبہی فنا نہین ہوتا ہی پس اوسکی صفات بہی کبہی فنا نہونگی پس ثابت
ہوا کہ ابدی ہین کیونکہ ابدی وہ ہے کہ جو کبہی فنا نہو اور ہمیشہ رہی دوسری یہہ وجہہ ہی کہ اگر اوسکی
صفات کبہی اوس سی جدا ہوجاوین تو لازم آوی کہ اوسوقت وہ اون صفات سی خالی ہو اور

یہہ واجب تعالی کے لئے محال ہی قال اللہ تعالے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ یعنے وہ اول حقیقی
یعنے ازلی ہی اور آخر حقیقی یعنی ابدی ہے پس جب وہ ابدی اور ازلی ہوا تو اوسکی صفات بہی ابدی
ازلی ہین کیونکہ اوسکا بی صفات سے کسی وقت مین پایا جانا محال ہے پس تفاوت اور تغیر بہی
اوسکی صفات مین محال ہے کیونکہ تغیر یا تو یون ہوگا کہ اوسکی کوئی صفت بالکل جاتی رہے سو یہہ محال ہی
اور منافی ابدیت یا کوئی صفت کم یا زیادہ ہوجاوے سو یہہ بہی محال ہی کیونکہ زیادہ ہونا دلالت کرتا ہی کہ پہلے
یہہ صفت ناقص تہی اور نقصان اوسکے لئی منافی وجوب ہی اور کم صفت کا ہونا تو صریح البطلان ہی پس اوسکی
حیات اور علم اور قدرت ارادہ وسمع وبصر وکلام وتکوین ازل سے ابد تک یکسان ہین کبہی اونمین کمی بیشی
نہین ہوئی اور نہوگی ہان ممکنات مین تغیر ہوتا ہے مثلاً زید اگر پہلے کافر تہا پہر مومن ہوگیا یا کہڑا تہا بیٹہہ گیا
یہہ زید مین تغیر ہوا علم الٰہی مین کچہہ بہی تغیر نہین آیا علی ہذا القیاس اوسکی صفت تکوین بہی ازل سی
ابد تک ایکسان ہی پس جب اوسنے زید کو پیدا کیا یا عمرو کو بیمار کردیا تو اوسکی پیدا کرنیکی اور بیمار کرنیکی
صفت ہمیشہ سی ہے اور کچہہ تفاوت بہی اوسمین نہین ہی لیکن اوسکی تعلقات حادث ہین ف اللہ تعالی
سب عالم کا خالق اور صانع ہے پس جسطرح اوسکی ذات کسی کی ساتہہ مشابہ اور کسیکی مانند نہین ہے
جیسا کہ قرآن مین ہی لیس کمثلہ شیٔ یعنی اوسکی ذات اور صفات مین کوئی شی اوسکی مثل نہین بلکہ سب سے
الگ ہی اسیطرح اوسکی اوصاف بہی کسیکی اوصاف کی ساتہہ مشابہہ اور مانند اور متحد الحقیقت نہین
ہین پس اوسکی زندگی ہماری زندگی کیطرح نہین ہے اور اوسکی قدرت اور اوسکا ارادہ اور علم بہی
ہماری قدرت اور ارادی اور علم سے مشابہ نہین ہی اور اوسکا سننا اور دیکہنا اور کلام کرنا
بہی ہمارے سننے اور دیکہنی اور کلام کرنیکی غیر ہے ہم کانسی سنتی ہین اور آنکہہ سی دیکہتی ہین اور
زبانسی بولتی ہین وہ واجب الوجود جسنے ہمارے گوشت کی ٹکڑے مین جسکو کان کہتی ہین ایک قوت
سماع رکہدی ہی اور دوسری جا قوت بصر اور تیسرے جا قوت نطق رکہدی ہے بے کان کی
سنتا ہی اور بے آنکہہ کی دیکہتا ہے اور بے زبان کی بولتا ہے وہ ان اعضا کا محتاج نہین ہے
پس اوسکی اوصاف ہین اور ہمارے اوصاف مین لفظ مین شرکت ہے اور دونون کی حقیقت جدی

ہی تسنا ہمارسی لئی ہیچ ثابت ہی اور سارکی لئی ہی لیکن اوسکا سننا ہماسے سنی سی مغایر ہی نقط
نام ستی کا دونونکو شامل ہی **فصل تنزیہات کی بیان مین** + **(وہ کسی کا کسی چیز**
مین محتاج نہین ہے) اپنی ذات اور صفات اور کسی کام مین وہ کسیکا محتاج نہین
ہی کیونکہ اوسکی ذات اور صفات کے سوا سب عالم مین داخل ہین اور کل عالم اوسکا محتاج اور بنایا ہوا
ہے پس اگر اوسکو کسی چیز مین کسیکی طرف حاجت ہونا لازم آوے کہ اسد اپنی محتاج کا محتاج ہوجاوے
اور یہہ محال ہے لہذا اوسکی ما سوا ہے ہر چیز ممکن ہی اور وہ واجب ہی کما قال تعالی یَآ اَیُّھَا النَّاسُ
اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ یعنے تم سب لوگ اسد کے محتاج ہو اور وہ ہر چیز سے
بے پروا یعنی اپنی ذات اور صفات مین غیر محتاج اور سراہا گیا ہی **(اور نہ عرض ہے)**
عرض وہ ہی کہ جو کسی اور مین ہوکر پایا جاوی جیسی سیاہی سفیدی کہ بدون کسی جسم کے ہرگز
نہین پائی جاتی ہے پس اگر اسد تعالے بہی ایسا ہو تو اوسکو غیر کی طرف احتیاج ثابت
ہوجاوے اور یہہ محال ہی کما مر **(اور نہ جسم ہی)** جسم اوسکو کہتی ہین کہ جس مین
لمبان چوڑان دل ہو جیسا درخت پتہر آدمی وغیرہ اور یہہ ثابت ہوچکا ہے کہ جسم
مین اجزا ہوا کرتے ہین اور کوئی جسم بے اجزا کے نہین ہوتا ہے خواہ وہ ہیولی وصورت ہون خواہ
وہ اجزا لایتجزے ہون خواہ اجزا ثانویہ اربع عناصر آب آتش ہوا خاک ہون مثلا پس اگر اسد
تعالے کی لئی بہی بدن ہو تو اوسکو بہی اپنی اجزا کی طرف حاجت ہوجاوے اور اجزا کا محتاج کہلاوے
دوسرے جو چیز اجزا سی مرکب ہوتی ہے تو ضرور کسی مرکب کی ترکیب دینی ہی ہوتی ہے کیونکہ
اپنی آپ اجزا جمع نہین ہوسکتی ہین پس اگر خدا کے لئے بدن ہو تو کسی اور شخص ترکیب دینے والے کی
طرف حاجت ہوجاوی تیسرے ہر مرکب حادث ہوتا ہے پس اگر خدا کے لئے بدن
ہو تو مرکب ہونے کی سبب سے قدیم نہ رہے گا بلکہ حادث ہوجاوی گا نعوذ باللہ سے اور بیہود
کمینہ بے عقل ہین کہ اسد تعالے کو اجزا سے مرکب کہتے ہین اور بیہودہ بیہود اوسکے
لئے بدن ثابت کرتے ہین **(پس نہ اوسکی لئی کوئی رنگ ہی نہ بو ہی)** کیونکہ رنگ اور

اور بو خاص جسم مین پیدا ہوا کرتی ہین اور بدون بدن کی رنگ اور بو نہین پائی جاتی ہین پس جب
اللہ تعالی کی لئے بدن نہین تو رنگ اور بو بھی نہین پس وہ سیاہ ہی نہ سفید ہے نہ زرد ہی نہ نیلا
شلا نہ اوسمین خوشبو ہی نہ بدبو ہی نہ لمبا ہی نہ پست قد نہ دبلا ہی نہ موٹا نہ گرم ہی نہ سرد ہی نہ سخت ہے
نہ نرم ہے (**نہ اوسکی لئی مکان ہی**) کیونکہ مکان جسم دار چیز کے لئی ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالے
جسم سی پاک ہی پس وہ آسمانون مین رہتا ہی نہ زمین مین نہ مشرق مین ہی نہ مغرب مین بلکہ تمام عالم
اوسکی آگی ایک ذرہ کی برابر ہی پس وہ اوسمین کیونکر سماوی لیکن ہر جگہہ اوسکا ظہور ہے کوئی جا اوس
سے غائب نہین ہی ہر جگہہ اور ہر مکان اوسکی نسبت برابر ہے **سوال** قرآن مجید کی بعض آیات اور
احادیث صحیحہ سی معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے آسمانون پر ہے کما قال الرحمن علی العرش استوے
یعنے اللہ تعالی عرش پر قایم ہوا اور مشکوۃ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ینزل تبارک
وتعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا الحدیث یعنی اللہ تبارک و تعالی ہر شب آسمان دنیا پر اوترتا ہے
جواب یہہ آیت وحدیث اور اسی طرح وہ آیات واحادیث کہ جنمین اللہ کی لئی منہ اور ہاتہہ اور پاؤن
اور انگلیان اور پنڈلی اور آنکہہ اور نفس وغیرہا ثابت ہی ان کو متشابہات کہتی ہین فرقہ قدریہ انکے
ظاہری معنی چہوڑکر تاویلات کرتا ہی مثلا ید سے قبضہ اور وجہہ سی اوسکی ذات مراد لیتا ہے اور یہ آیت
پیش کرتا ہی لیس کمثلہ شئی پس اگر اوسکی لئی ہاتہ اور منہہ وغیرہ چیزین ثابت ہون تو ممکنات کی مشابہ
ہو جاوی اور مشابہت لازم آوی فرقہ مشبہہ کہ جسکو مجسمہ بہی کہتی ہین اونکا یہہ قول ہی کہ ہاتہ منہہ وغیرہ اعضا
جو آیات واحادیث مین آئی ہین وہ اوسکی لئی ثابت ہین اور وہ عرش پر اسطرح بیٹہا ہی کہ جسطرح کوئی
بادشاہ دنیا مین اپنی تخت چوبی پر بیٹہتا ہی دلیل انکی یہی آیات واحادیث ہین کہ جنمین ان امور کا
ذکر ہے مگر وہ پہلے آیت انکی قول کو بالکل رد کرتی ہے اور فرقہ اہل حق کہ جسکو اہل سنت والجماعت کہتی ہین
اور جسمین تمام صحابہ اور اہل بیت داخل ہین وہ ان دونو فریق کی افراط وتفریط کو ناپسند رکہتی ہین
کیلئے کہ یہہ دونو فریق ایک آیت کا انکار ایک کا اقرار کرتے ہین مثلا قدریہ کو آیات متشابہات کا انکار
لازم آتا ہی اور مجسمہ کو یہ آیت لیس کمثلہ شئی کا انکار لازم آتا ہے اور مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ یہہ

صفات متشابہات

صفات خدا کی لیئے ثابت ہین تا کہ قدریہ کی مانند ان آیات و احادیث کا کہ جنہین یہہ صفات ہین انکار
لازم نہ آوی اور حقیقت ان صفات کی اللہ ہے کو معلوم ہے ہان ہماری ہاتہہ مونہہ کی مانند اور ہماری
استوی کی مانند مثلاً اوسکی لیئے ہاتہ مونہہ اور استوی ہرگز نہین تا کہ مجسمہ کے مانند اس آیت لیس کمثلہ شیٔ کا
انکار نہ لازم آوی کیونکہ وہ کسی ممکن کی مثل اور مانند نہین جمہور امت اور ائمہ اربعہ کا یہی عقیدہ ہی چنانچہ
فقہ اکبر مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتی ہین فما ذکر اللہ فی القرآن من ذکر الوجہ الید والنفس والعین فہو لہ
صفات ولا یقال ان یدہ قدرتہ او نعمتہ لان فیہ ابطال الصفۃ وہو قول اہل القدر والاعتزال ولکن
صفۃ بلا کیف انتہی کہ قرآن مین جو اللہ تعالی نی وجہہ اور ید اور نفس اور عین ذکر کیا ہی سو یہہ
اوسکی صفات ہین اور معتزلہ اور قدریہ کیطرح یون نکہنا چاہیئے کہ ہاتہہ سی مراد اوسکی قدرت یا نعمت ہے اور
ہے کیونکہ اس سی اللہ کے صفات کا باطل کرنا ثابت ہوتا ہی پس ید سی مراد اوسکی ایک صفت ہی کہ
ہم اوسکی کیفیت نہین جانتی ہین امام مالک رحمہ سے بہی ایسا ہی منقول ہی اور امام احمد حنبل اور امام شافعی
اور جمہور محدثین کا بہی یہی مذہب ہی کذا فی النظامیہ (**نہ شکل و صورت ہی**) کیونکہ صورت
و شکل جسمانی چیزونکے لیئے ہوتے ہی اور وہ جسم سے پاک ہی البتہ وہ آدمی کی صورت پر ہے نہ جن کے
نہ حجر و شجر کی نہ کسی اور شئی کی پس یہ جو بعض کم علم کہتی ہین کہ خدا پیر کے شکل مین آتا ہی بلکہ پیر ہی
خدا ہو جاتا ہے یا رسول کی صورت مین خدا آیا تہا صاف کفر اور صریح گمراہی ہی (**نہ اوسپر
زمانہ گذرتا ہی**) کسلیئے کہ زمانہ حادث چیزونکے لیئے ہوتا ہی کیونکہ متکلمین کے نزدیک زمانہ
ایسی متجدد کو کہتی ہین کہ جس سی دوسری متجدد کا اندازہ کیا جاوی اور حکما کی نزدیک مقدار حرکت
فلک کو زمانہ کہتی ہین پہلی صورت مین اوسکا متجدد ہونا دوسری مین ...... حادث ہے
ثابت ہوا سو وہ حادث نہین ہی پس اسکو یون نکہینگے کہ سو برس کا ہی یا ہزار برس کی عمر رکہتا ہی یا کہہ لاکہہ
کی علی ہذا القیاس (**نہ بوڑہا ہی نہ جوان ہی**) کیونکہ بوڑہا اور جوان ہونا جسمانی اور زمانے
چیزون کے لیئے مخصوص ہی اور وہ نہ زمانی ہی نہ جسمانی (**کہانی پینی پیشاب پاخانے
اور صحت و مرض اور خوشی و رنج وغیرہ سی پاک ہے**) کیونکہ یہہ سب چیزین

حادث اور زمانی چیزون مین پائی جاتی ہین اور وہ حادث اور زمانی نہین ہی پس وہ ان چیزون سے
بہی پاک ہی علی ہذا القیاس نیند اور اونگہہ اور سب لذائذ وغیرہ سی جو حادث اور زمانی چیزون سی خاص
ہین پاک اور مبرا ہے (اور نہ وہ جوہر ہے) متکلمین کے نزدیک جوہر جزء لایتجزی ہے یعنی جسم کے نہایت
چہوٹے ٹکڑے کو کہ پہر اوسکا جزء نہ نکلے کہتے ہین اور جوہر فرد بہی اوسکا نام رکہتی ہین اور حکما کی نزدیک
جو خارج مین کسی اور دوسری چیز مین ہوکر نہ پایا جاوی اوسے جوہر کہتے ہین پس اللہ تعالے جوہر بہی
نہین ہی کیونکہ متکلمین کا جوہر کسی جسم کا جزء ہوتا ہے سو اللہ تعالی کسی چیز کا جزء نہین ہے اور حکما کا
جوہر ہے ممکنات مین داخل ہے سو اللہ تعالے ممکن نہین ہے بلکہ واجب ہی لہذا جوہر نہ کہنا چاہیئے

(اور نہ وہ کسیکا ہم جنس اور نہ کسیکے ساتھہ مشابہ نہ کسیکے ساتھ متحد ہے)

کیونکہ اگر اوسکی لیے کوئی جنس ہو تو پہر آپسمین تمیز اور فرق کسی فصل سی ہوگا پس اوسکا مرکب
ہونا لازم آویگا اور یہہ محال ہی اور کوئی اوس کی مانند بہی نہین ہے کیونکہ اگر ہو پس یا تو ذات مین
اوس جیسا ہوگا یا صفات مین ذات مین ہونا تو محال ہی کیونکہ پہر توحید نہ رہی گی حالانکہ وہ ثابت
ہوچکی ہے اور صفات مین بہی نہین ہوسکتا کیونکہ اوسکی سوا جو ہی وہ عالم یعنی مخلوق مین داخل ہی اور
مخلوق مین سی ایسا کوئی نہین کہ اوسکی صفات اوسکی مانند ہون نہ کسیکا علم اوسکی علم کے برابر ہے
کیونکہ اوسکا علم حضوری ہی کہ تمام عالم اوسکے نزدیک حاضر ہے سو وہ سبکو ہر وقت مین یکسان
جانتا ہی مخلوق مین سی یہہ بات کسیکو حاصل نہین خواہ کوئی ولی ہو یا نبی یا فرشتہ علی ہذا القیاس
اوسکی قدرت و ارادہ و حیات وغیرہا صفات سب بے مثل ہین اگر مخلوق مین حیات یا قدرت یا ارادہ ہے
تو اوسکے طرف سی ہی خود نہ کسی مین قدرت ہی نہ حیات نہ ارادہ مثلاً اسمین ولی نبی فرشتہ یکسان ہین
اور متحد بہی اوسکی ساتھہ کوئی نہین ہوسکتا کیونکہ اگر کوئی ہوگا تو مخلوق مین سی ہوگا اور مخلوق اور
خالق کا ایک ہوجانا صریح البطلان ہی پس بعض نادانون کا یہہ قول کہ انسان حجر و شجر جو کچہہ ہی
سب ہی ہی صریح کفر ہے بعض صوفیہ کرام جو وحدت الوجود کی قائل ہین سو اوس سے بہی یہہ ثابت نہین
ہوتا کہ یہہ مخلوقات عین خالق ہی کسلیئے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ہین جسکے معنے یہہ ہین کہ سبکے

ایک ہستی ہی یعنی اسکی ہستی سی خلق موجود ہی اور فی نفسہ کچھ نہین نہ کہ وحدت الوجود کی قائل ہین کہ جس سی صاف کفر لازم آوی مثال اسکی یہہ ہی کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو در و دیوار اور جسقدر شفاف چیزین ہین سب منور ہو جاتی ہین اور جب وہ غروب ہوتا ہی تو سب مین اندہیرا آجاتا ہی پس کہہ سکتی ہین کہ ان سب منور چیزون مین ایک ہی نور چمکتا ہی یعنی آفتاب کے نور سی منور ہین لیکن منور الگ الگ ہین اور آفتاب اور ہی در و دیوار اور ہی شفاف چیزین آئینہ وغیرہ اور ہین انکو کوئی عاقل ایک نہی کہیگا یہہ بعض صوفیہ کرام کا مذہب ہے اور اگر کوئی کہی کہ وحدت الوجود سی خالق اور مخلوق کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے تو ہم کہتی ہین یہہ صاف کفر ہے خواہ یہہ کسیکا مذہب ہو اور کوئی اسکا قائل ہو ہم قرآن پر ایمان لائی ہین وہ اسکے مخالف ہی **(نہ وہ کسی چیز مین حلول کرتا ہی کوئی اور چیز اوسمین حلول کر سکتے ہے)** ایک چیز کے دوسرے چیز مین سما جانے اور پیوست ہو جانیکو حلول کہتی ہین جیسے کپڑے مین سیاہ یا سفید رنگ پیوست ہو جاوے سو اللہ تعالی کی نسبت حلول محال ہی کیونکہ اگر اللہ تعالی کسی چیز مین حلول کری تو حال اپنے محل کا جسطرح محتاج ہوتا ہی وہی ہو اور یہہ اوس کے لئی محال ہی اور اگر کوئی اللہ اوسمین حلول کری تو وہ محل اور قابل ہو جاوی اور قبولیت اور استعداد ممکنات کا خاصہ ہی پس اللہ تعالی کسی چیز مین اسطرح سی نہین ہے کہ جیسے برتن مین پانی یا کپڑی پر رنگ ہوتا ہی یا گرم پانی سرد مین ملکر ایک ہو جاتا ہے دونون مین فرق نہین رہتا ہے یا برف پانی مین گہل کر ایک ہی جاتا ہے نہ کوئی اور چیز اوسمین اسطرح سے مل سکتی ہے پس وہ جو کم عقل لوگ کہتی ہین کہ ممکنات خصوصاً بندہ کامل ولی اوسکی ذات مین اسطرح ملجاتا ہی جیسا برف پانی مین یا قطرہ دریا مین یا اولیا اور اللہ اور اللہ ایک ہی ہین کیونکہ وہ اونکے ذات مین حلول کرتا ہے اور اونکی اندر سما جاتا ہی سو یہہ بالکل غلط اور صاف کفر ہے **(اوسکی ذات اور صفات کو کبہی فنا اور تغیر نہین ہے)** دلیل عقلی اسکی پہلے آچکے ہے قال اللہ تعالی کل شئ هالك الا وجهه یعنی اوسکے ذات کے سوا ہر شئ فانی اور ہلاک ہونے والی ہے پس اوسکی ذات مع صفات ہمیشہ باقی رہیگے

وقال وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ٥ یعنی اللہ جلال اور اکرام والا ہمیشہ باقی رہی گا
(نہ وہ کسی کی اولاد سی ہی نہ کوئی اوسکی اولاد سی ہی) کیونکہ اولاد مین
اور ماں باپ مین ہم جنس ہونا ضروری ہی پس اگر اوسکے لئے اولاد ہوگی تو بالضرور اوسکی ہم جنس
ہوگے اور اگر وہ کسی کی اولاد سی ہوگا تو اوسمین اور اوسکی ماں باپ مین بالضرور مجانست ہوگی
اور یہہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کی کوئی چیز ہم جنس نہین ہی جیسا کہ اوسکا بیان گذرا پس نکوئی اوسکی
اولاد ہی نہ وہ کسیکے نہ اوسکے ماں ہے نہ باپ نہ کوئی بہائی برادر ہی نہ کوئی اوسکا ہم قوم ہی نہ ہم
ہے نہ اوسکے لئے کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی ہے نہ وہ نر ہے نہ مادہ ہے قال اللہ تعالے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ٥ کہ کہہ ای نبی اللہ ایک ہی اور بی نیاز ہے
نہ اوسنی کسیکو جنا نہ کسی نے اوسکو جنا اور نہ کوئی اوسکا کفو ہے نصاری کسقدر دینی امور مین
احمق ہین کہ عیسے علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہین **(کوئی چیز اوسپر واجب اور ضرور
نہین ہے)** کیونکہ اس سی اوسکا اختیار باطل ہوتا ہے اور اضطرار ثابت ہوتا ہے اور یہہ
اوسکے لئے عیب ہے معتزلہ کہتی ہین کہ جو چیز بندیکی حق مین خیر اور اصلح ہو اللہ کو اوسکا کرنا ضروری
ورنہ بخل لازم آویگا سو یہہ اونکی نافہمی ہی قال تعالی فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ اگر اللہ چاہتا
تو تم سبکو ہدایت کرتا دیکہو سبکے حق مین ہدایت بہتر ہے لیکن اوسنی سبکو ہدایت نہ دی ہان اللہ تعالی
نے آپ اپنی رحمت اور فضل سی بعض چیزونکو اپنی اوپر لازم کرلیا ہے جیسے مومنونکو جنت دینا اور
اوسمین بہی اوسکو اختیار باقی رہتا ہی چاہی کری چاہی نکری **(کوئی چیز اوسکی علم اور
قدرت سی باہر نہین ہی)** کیونکہ اسمین اوسکی لئی نقصان ثابت ہوتا ہی اور وہ ہر عیب
اور نقصان سی پاک ہی پس وہ ہر چیز پر قادر ہی اور ہر چیز کے اوسکو خبر ہے کما مر سابقا **(اوسکی
حکم کو کوئی پہیر نہین سکتا ہے)** کیونکہ اگر کوئی اوسکی حکم کو ٹالدی تو اوسکا عاجز ہونا
ثابت ہوجاوی ولا مانع لحکمہ **(سب عیبون سی پاک ہی اور سب کمال اسکو
حاصل ہین)** کیونکہ اوسمین عیب ہونا اور کسی کمال سی خالی ہونا محال ہی

یہہ تنزیہات قرآنکی بہت سی آیات سی ثابت ہین از انجملہ یہہ آیت ہی لیس کمثلہ شی الایہ یعنی اللہ
کے مثل کوئی شی نہین ہی از انجملہ یہہ آیت ہی ہو الغنی الایہ یعنی اللہ تعالی اپنی ذات وصفات مین
کسیکا احتیاج نہین پس مجسم ہونا اور عرض اور جوہر ہونا اور مکانی زمانی ہونا کہانا پینا سونا بیٹہنا
و پاخانہ پہرنا اولاد جننا علی ہذا القیاس جسقدر جسم سی اور جوہر سی متعلق ہین اور جسطرح جو چیز
کہ ممکنات سے مختص ہین اور اوسکی صمدیت اور غنی یعنی وجوب الوجود کو منافی ہین مثل حلول
اور اتحاد اور مشابہت اور تغیر وحدوث واحتیاج وجہل وعجز وموت وضعف وغیرہ چیزین ان سبکی
نفی ان آیات سی صراحتاً اور دلالۃً ثابت ہوتی ہے سبحان اللہ عما یصفون ٭ ف اہل حق کی
نزدیک صفات باری تعالی کی نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات یعنی نہ یہہ اوصاف خود اللہ تعالی
ہین کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ وصف خود موصوف نہین ہوتا ہے اور نہ اوس سی جدا ہین کہ منفصل
ہو جاوین سو غیر کے معنے یہان منفصل کے ہین نہ نقیض عین کی پس ارتفاع نقیضین لازم نہ آیا
اور یاون کہی کہ جیسی لال ٹین مین ایک شمع روشن کرنی سی وہ شمع سرخ آئینہ مین سی سرخ
اور زرد مین سی زرد اور سبز مین سی سبز نظر آتی ہی حالانکہ یہہ مختلف رنگ کی شمعین نہ تو اوس
اصل شمع کی عین ہین نہ غیر فقال حکما اور معتزلہ کے نزدیک اوسکی صفات عین ذات ہین اور
یہہ مذہب خلاف تحقیق ہے ٭ **فصل ۲ ٭ رسالت عامہ کی اثبات مین** ٭

(اللہ تعالی نی خلق کی ہدایت کو کچہہ بندی خالص کتابین اور معجزے دیکر بہیجے ہین انکو رسول کہتی ہین) ٭ اسکی ثبوت کی لئی
چند دلیل ہین دلیل اول ضرور ہے کہ لوگونکی افعال مختلفہ مین سے بعض کام اللہ کو
پسند اور بعض ناپسند ہین مثلاً بعض لوگ بعض کام کو اچہا جانکر کرتی ہین اور بعض برا سمجہکر
اوس سی دور رہتی ہین تو لامحالہ یا تو اللہ کے ہان اوسکا کرنا پسند ہوگا یا ناپسند اور رضاء
الہی کی دریافت کرنی سی عقلین قاصر ہین اسلئے بعض عقلا بعض افعال کو بدلیل عقلی اچہا
کہتی ہین اور بعض برا پس یہہ تعارض صریح دلیل ہے کہ اصل حال معلوم نہین پس خدا کی

مرضی کماحقہٗ بی اوسکی بتلانی کی ہرگز معلوم نہین ہوسکتی پس کوئی شخص خدا کی طرفسی آنا چاہیے کہ وہ مرضی آلہی سی اطلاع دے تاکہ بے بسے اور بیخبری کی حالت مین اوسکی بندی گرفتار عذاب آلہی نہون اور اس اطلاع دینے والیکو رسول آلہی کہتی ہین پس مدعا ثابت ہوگیا **دلیل دوم** بندونکو اپنی خالق کیطرف امور دینی اور دنیوی مین نہایت احتیاج ہی جسطرح کہ بادشاہ کیطرف رعایا کو بہت حاجت ہوتی ہے اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ عدم مماثلت کی سبب سے ہر شخص بواسطہ خدا سے ہمکلام نہین ہوسکتا ہے نہ اپنی حاجت کو پورا کرسکتا ہے پس کوئی شخص ایسا واسطہ بیچ مین ہونا چاہیے کہ طرفین سے اوسکو مناسبت ہو اور وہ ضروریات کو جاری کیا کرے ورنہ انتظام عالم بگڑ جاویگا اور حرج عظیم پیش آویگا سو ایسی شخصکو رسول کہتی ہین اور یہی مدعا ہے **دلیل سوم** تین چیزون کی خبر نہایت ضروری ہے اوّل عذاب و ثواب آخرت کی کہ جسکے ترغیب و ترہیب سے اچھی افعال کیے جاوین بری افعال سے باز آوین دوّم طریق قبولیت عبادت کے کیونکہ جب تک یہہ نہ معلوم ہو کہ فلان عبادت فلان طورسی اللہ تعالی کی نزدیک پسند فلان ناپسند ہے تو مفت اوقات ضایع کرنا ہے اور یہہ ہر بندے پر بڑا بھاری فرض ہے تیسرے تعلیم روحانیکے یعنے اوسکے ذات و صفات کا علم اور ان تینون امور مین گو فی الجملہ عقل کو لگاؤ ہے مگر کماحقہٗ ادراک مشکل ہے بلکہ بدون الہام الہی کی محال ہے پس ایسی شخصکے طرف حاجت پڑے کہ جو ان امور سے بالہام آلہی واقف کرے اور وہ نہین اور کوئی مگر نبی پس یہہ جو بعض ملحد کہتے ہین کہ عقل کافی ہے محض غلط ہے اور ان تینون ادلہ کو قرآن مین اللہ تعالی نے اس آیت مین ذکر فرمایا ہے رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ یعنے ہمنے پیغمبرونکو خوشی سنانی اور ڈر سنانیکو بہیجا تاکہ لوگونکو اللہ پر رسولونکے بعد کچہہ الزام کی جا ہی باقی نرہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے عند التحریر جو وجہ دلمین گذری بی فکر اوسکو لکہدیا ہی ورنہ اس مدعا کی اثبات کی لئی علما رکرام نے اپنے مطولات مین اور بہت سی قوی ادلہ بیان کئے ہین **ف** انبیا علیہم السلام کی ساتہ کتاب ہوا کرتی ہی اونکی

اور اونکی روبرو اوسپر عمل کیا کرین اور جو چیز اوس کتاب کی مخالف ہو اوسی چھوڑ دیا کرین **ف**
اور معجزہ بہی اپنی تصدیق کی لئی دکہلا یا کرتی ہین معجزے سچے اور جہوٹے مین تمیز ہوجا یا کرتی ہے
پس جو شخص جہوٹا ہوگا نبوت کا دعوی کرکے کوئی خرق عادت ظاہر نکرسکیگا کیونکہ عادت اللہ
اسطرحسی جاری ہی کہ سچے سے بعد دعوی نبوت کی منکروںکی یقین کرانیکو کوئی امر خارق عادت
ظاہر کرا دیتا ہے اور جہوٹے سے نبوت کی دعوی کرنیکے بعد ظاہر نہین ہونی دیتا لہذا معجزہ دیکہنے
کے بعد یقین ہوجاتا ہی کیونکہ اگر اسطرحسے عادت جاری نہو تو انتظام عالم بگڑ جاوی دنیا مین
اگر کوئی شخص بادشاہ کے نیابت یا پیغامبری کا جہوٹا دعوی کرکے جعلی سند بناتا ہی تو بادشاہ
خبر پانیکے بعد انتظام ملک کی لئی اوس جہوٹے کو بڑی سزا کو پہونچاتا ہے جب بادشاہان
دنیا کو اسقدر انتظام ملک مقصود ہے تو کیا اللہ تعالی احکم الحاکمین کو اپنی عالم کا انتظام مقصود
نہوگا پس ہرگز جہوٹی شخص سی معجزہ ظاہر نہونی دیگا اور اوس جہوٹے کو دنیا ہی مین رسوا کریگا
چنانچہ مسیلمہ کذاب اور اسود کذابی وغیرہ کو رسوا کیا چنانچہ توریت مین اللہ تعالی نی یہ مضمون
خبر دی ہی کہ جو شخص نبوت کا جہوٹا دعوی کریگا اور اپنے طرفسے کچہہ کہیگا تو قتل کیا جاویگا
اور اپنی سزا پاویگا اور قرآن مجید مین بہی اسکی خبر دی ہی قال تعالی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا
بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ
عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝ **ف** جو امر خارق عادت کہ نبی علیہ السلام سے ظاہر ہو اوسکو **معجزہ** کہتے
ہین جیسا تہوڑی سی پانی سی لشکر کو سیراب کردینا اور بلانی سی درختون کا چلا آنا اور کلام
کرنا اونکی نبوت کی شہادت قائم کرنا مردیکو زندہ کردینا چاند کا اشارہ سی شق کردینا
علاوہ اگر قبل نبوت اوس نبی سی ظاہر ہو تو اوسکو **ارہاص** کہتی ہین اور اگر یہہ خارق عادت
نبی کی پیرو سے ظاہر ہو پس اگر ولی سی ظاہر ہو تو اوسکو **کرامت** کہتی ہین اور اگر مومن
صالح سے ظاہر ہو تو اسکو **معونت** کہتی ہین اور یہہ دونون چیزین اونکی نبی کی
معجزہ شمار کیجاتی ہین کیونکہ پیرو لوگون سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اوس نبی کی صداقت

معجزہ
ارہاص
کرامت
معونت

قضاء حاجات

استدراج

اہانت

کی ہی دلیل بین ہے اور اگر یہہ خارق عادت کافر سے ظاہر ہو تو اسکو **قضاء حاجت** کہتی
ہین کہ اللہ تعالی کافرونکو اونکی مرادین دیکر اور اونکی حاجات حسب دلخواہ عطا فرماکر اور زیادہ
گمراہی مین ڈالتا ہی اگی سحر اور استدراج اسکی اقسام مین پس اگر بلا مباشرت اسباب خفیہ وجلیہ کے ہو
جیساکہ فرعون سے دریای نیل کا جاری ہونا یا دجال کا قرب قیامت مردہ کا زندہ کرنا یا مینہ کا
برسانا سو اسکو **استدراج** کہتی ہین کہ رفتہ رفتہ خدا اس کافر کو مغرور کر کے ہلاک کریگا لیکن اگر وہ کافر
مدعی نبوت ہو کر ظاہر کیا جائیگا تو اوس سے خارق عادت موافق ظاہر نہونگے بلکہ اوسکی خلاف
ظاہر ہونگے جیساکہ مسیلمہ کذاب سے کسی نے کہا تہا کہ محمد علیہ السلام کی دعا سے فلان شخص کے آنکھہ
اندہی درست کردی اگر تو نبی ہی سو تو بہی کر پس اوسنی دعا کی اوسکی دوسری بہی اندہی ہو گئے
سو اسکو **اہانت** کہتی ہین اور اگر بواسطہ اسباب خفیہ ظاہر ہو تو اسکو **سحر** کہتے ہین یعنی جادو استدراج
مین تعلیم کو دخل نہین سحر تعلیم سے حاصل ہو سکتا ہے بعض کی نزدیک سحر خوارق عادات سے
الگ ہی کیونکہ وہ اسباب پر مبنی ہے جیساکہ دواؤن سے مریض کا اچہا ہو جانا پس جسطرح
دوا سے مرض کی دور ہونیکو خوارق عادات مین داخل نہین کرتے ہین اسیطرح سحر کو بہی
داخل نکرینگے لیکن سحر کے اسباب خفی ہوتی ہین اس وجہ سے خارق عادت معلوم ہوتا ہے

(وہ سب راست باز اور نیکو کار اور کبیرہ صغیرہ گناہ سے پاک ہی)

تفصیل اسکی یہہ ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام وحی آنی کی بعد یعنی نبی ہونیکے بعد کفر اور شرک
اور جمیع کبائر سے خواہ عمداً ہون خواہ سہواً اور عمداً صغائر سے بہی اشاعرہ اور جمہور معتزلہ کے
نزدیک معصوم ہینگے بعض اہل السنتہ کے نزدیک عمداً صغیرہ ہونا ممکن ہے پس کسی نبی سے
بعد نبوت کے نہ کوئی صغیرہ نہ کوئی کبیرہ سرزد ہوا ہے جمہور اہل حق اسکی قائل ہین کہ بعد
نبوت کے بہولے سے صغیرہ گناہ ہونا انبیاء ع م سے ممکن ہے بخلاف معتزلہ کے وہ کہتے
ہین کہ اولنے سہواً بہی صغیرہ ممکن نہین ہان نبوت سے پہلے زمانہ مین اختلاف ہی مگر کفر
اور شرک سے بالاتفاق معصوم ہیں پس کسی نبی سی قبل نبوت کفر اور شرک نہین سرزد ہوا ہے

اب باقی رہی کبائر و صغائر عمداً و سہواً سو اہل حق کی نزدیک قبل نبوت کی یہ امور اونسی ممکن الوقوع
ہین کیونکہ نبوت کا درجہ عالیہ بیشک یہہ چاہتا ہے کہ اونسی یہہ امور سرزد ہنون تا کہ تکذیب تعجیز
نہ لازم آوی اور اونکی اقتدا کرنے سے خلقت نہ بگڑ جائے مگر قبل نبوت کی ممکن ہے کہ پہر اونکو خدا تعالے
معاف کردی اور صلاح حال فرما کر نبی بنا کر بہیجے اسمین کچہہ کسیطرحکا محال نہین لازم آتا ہی معتزلہ
کہتی ہین کہ قبل نبوت کی ہی یہہ امور اونسی ممکن الوقوع نہین کیونکہ اس سی خلق کو نفرت پیدا
ہوتی ہی جو ہدایت کے مانع ہے مگر جواب یہہ ہے کہ انکو ہم باعث نفرت کہ جو مانع ہدایت ہو نہین تسلیم
کرتے اور حق یہہ ہے کہ جو چیز باعث نفرت مذکورہ ہو مثل ولد الزنا ہونا یا فجور مین مبتلا ہونا
یا جو امور خست پر دلالت کرین اون امور سی انبیاء علیہم السلام بری ہین معتزلہ اور شیعہ کا اسباب
مین ایک ہی عقیدہ ہے مگر تقیہ سے کفر سرزد ہونا انکے نزدیک ممکن ہے اب رہا یہہ اختلاف کہ یہہ عصمت
انبیاء علیہم السلام کے آیا دلیل عقلی سی ثابت ہی یا نقلی سے سو اہل حق کے نزدیک ادلہ نقلیہ
احادیث و اجماع پر مبنی ہے معتزلہ کے نزدیک عقلیہ پر پس جب یہہ ثابت ہوچکا تو جن روایتون
مین کہ انبیاء علیہم السلام کے نسبت گناہ کرنا آیا ہے اگر وہ خبر احاد ہین تو اون روایات کا
اعتبار نکیا جاوی گا اور اگر متواتر منقول ہین تو گناہ سے مراد صغیرہ لیا جاویگا یا قبل نبوت کے
اسکا سرزد ہونا قرار دیا جاویگا پس یہہ جو قرآن مجید مین آیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے نافرمانی
کے کما قال وعصی آدم ربہ فغوی یا موسی علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ اونہون نے
ایک قبطی کی مکا مارا سو وہ مرگیا یا یوسف علیہ السلام کے نسبت لکہا ہے کہ اونہون نے زلیخا
قصد بد کر لیا تہا کما قال ولقد ہمت بہ و ہم بہا الآیۃ یا اونکے بہائیونکے نسبت مذکور ہی کہ یوسف
کو کنوین مین ڈالا اور پہر نکالکر چند دراہم کو بیچدیا یا داؤد علیہ السلام کے نسبت لکہا ہی کہ اونکے
پاس دو فرشتے فتوی پوچہنی کو آئے کہ میرے ایک دنبی اس میرے بہائی نے چہین لی اور اسکی
پاس ننانوین دنبیان موجود ہین اور اسکی تفسیر مین مفسرین نی لکہا ہے کہ داؤد نے ایک سپاہی کے
بیوی کو دیکہا خوبصورت تہی پسند آئی اوسکی شوہر کو جہاد مین بہیجا قضاءً وہ شہید ہوا پہر داؤد نی

اوس عورت سی نکاح کرلیا سو یہہ فتوی اس رمز کا تہا یا یونس علیہ السلام کی نسبت لکہا ہی کہ بحکم
الٰہی اپنی قوم سے عذاب آنیکا دن مقرر کردیا تہا جب سمجہی تو گہبرائی کہ اگر روز معین پر عذاب نہ آیا
تو میری رسوائی ہوگی لہذا وہانسی کہین چلدیے کہ راستہ مین دریا مین گرائی گئی مچہلے نی انکو
لقمہ کرلیا پہر وہان استغفار کیا سو باہر آئے یا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت لکہا ہی کہ آفتاب کو دیکہکر
کہا تہا ہذا ربی کہ یہہ میرا رب ہی پس یہہ ظاہر شرک کیصورت ہی یا بعض آیات و احادیث سی
ابراہیم علیہ السلام کا جہوٹ بولنا ثابت ہی ایکبار جب کہ اونکے قوم نے اونکو عید مین لیجانا چاہا
تو ابراہیم نے فرمایا انی سقیم کہ مین بیمار ہون پہر جب وہ لوگ واپس آئی تو دیکہا کہ چہوٹی
بتون کو کسی توڑ ڈالا اور بڑی کی کاندہی پر کلہاڑی رکہی ہوی ہے ابراہیم سی پوچہا تو کہا
انکی بڑی نی کیا ہے اور ایکبار جب ایک کافر بادشاہ نے انکی بیوی کو حسین جانکر چہین لیا
اونسی پوچہا کہ یہہ تمہاری کون ہے کہا میری بہن ہے سو واضح ہو کہ ان سب اشکالون کا
جواب ہماری پہلے بیان سے خوب واضح ہوگیا مگر کچہہ یہان بہی صراحت ضروری ہی سنو کہتا ہون
کہ بعض تو انمین سی گناہ نہین گو بظاہر گناہ معلوم ہو چنانچہ موسی علیہ السلام کا قبطی ظالم کو
جو ایک بنی اسرائیل پر ظلم کر رہا تہا اعانت کی لئی مکا مارنا کچہہ گناہ نہ تہا بلکہ واجب تہا مگر قضا
الٰہی سی مرگیا موسی علیہ السلام کے اولوالعزمی کی نسبت گو موسے محض بخطا ہتی کسی قسم کا نقصان
تہا آخر استغفار کیا خدا نی اس چوک کو معاف کردیا اور اسیطرح داؤد علیہ السلام کا سپاہی کو
جہاد مین بہیجنا کچہہ گناہ نہ تہا اور اوسکے شہید ہونیکے بعد اوسکے بیبی سے نکاح کرنا بہی گناہ
نہ تہا اور اسیطرح اچانک نظر پڑ جانیکے بعد حسین عورت کا مرغوب دل ہونا بہی امر بی اختیاری
ہے اسمین ہر بشر مجبور ہے یہہ گناہ نہین مگر اونکے اولوالعزمی کے شان سے یہہ بات نازیبا تہی
لہذا عتاب ہوا پہر استغفار کیا معاف ہوگیا اور ابراہیم علیہ السلام نے ہذا ربی استہزاءً کفار کو الزام
دینے کے لئے فرمایا تہا نہ کہ اعتقاداً کما قال تعالی وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ الآیۃ
کہ ہمنی اول عمر سی ابراہیم کو رشد عطا کیا تہا پس رشد کی یہہ منافی ہی کہ آفتاب کو خدا سمجہین اور

تینون جہوٹہہ نہین ہتی بلکہ توریہ تہا کیونکہ بیمار ابراہیم باحقیقۃ تہے ورنہ دل اونکی حرکات سی بیمار تہا
سو یہہ جہوٹہہ نہین اور دوقعے سب سے بڑے نے جو خدا تعالی ہے چہوٹے بتونکو زخمی کیا تہا کیونکہ سب کے اصل
کل افعال خدا کی طرف منسوب ہوسکتے ہین لہذا صراحتاً نہ کہا بلکہ ذومعنیین بات کہہ گئی تاکہ دو مطلب حاصل
ہوجائین سو یہہ جہوٹہہ نہین گنا جاتا اور سارہ کے بے بے حیا زادی بہن ہتی بس اگر اوس ہندو کے
دفع شر کے لئے بہن کہا تو کچہ جہوٹہہ نہتا لیکن یہہ توریہ بہی اونکی علوشان کو مناسب نہتا
لہذا اپنی حندیہ مین ابراہیم گناہگار ٹہرے اور یونس کا بلا امر الہی وعدہ کردینا گناہ نہتا
کیونکہ اسیکے لئے بہیجے گئے تہے مگر پہر توکل نکرنا اور وہان سے چلا جانا منافی علوشان تہا لہذا
عتاب آیا پہر استغفار کیا معاف کیا گیا تاآن آدم علیہ السلام نے بہولکر اوس درخت کو کہایا تہا
سو یہہ سہواً گناہ اون سے سرزد ہوا کما قال تعالے وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا کہ آدم کا ہمنے عزم یعنی
ارادہ اوس گناہ مین نہ دیکہا لہذا عتاب ہوا پہر استغفار سے معاف ہوگیا اور یوسف علیہ السلام سے
گناہ صغیرہ سرزد ہوا کیونکہ قصد کرنا گناہ صغیرہ ہے نہ کبیرہ کما قال النبی علیہ السلام والفرج
یصدق ذلک ویکذبہ کہ شرمگاہ تکذیب وتصدیق کرتے ہے یعنی اگر دخول کرلیا تو سب بوس وکنار
وساوس غیرہ کبائر ہوگئے ورنہ صغیرہ کے صغیرہ رہے پس اب اسکے دو توجیہ ہین یاتو یون
کہو کہ صغیرہ قصداً بعض اہل السنۃ کے نزدیک بعد نبوت کے سرزد ہونا ممکن ہی یا موافق
جمہور کی یون کہا جاوی کہ ہنوز یوسف علیہ السلام نبی نہوی ہتی کما یدل علیہ قصتہ پس قبل
نبوت صغیرہ عمداً ہونا بالاتفاق جمہور کے نزدیک ممکن ہے ۔ اور یوسف علیہ السلام کے
بہائیون کے نبوت مین اختلاف ہے پس جنکی نزدیک وہ نبی نہین توکچہ اعتراض نہین
اور جنکی نزدیک وہ نبی ہین تو یہہ افعال اونسی قبل نبوت سرزد ہوی تہی کما لایخفی اور
انبیاء کی اس لغزش کو زلت کہتی ہین اور جن جن انبیا سے زلات سرزد ہوگئے ہین سب
معاف کردئے گئے ہین انبیاء علیہم السلام سی زلات صادر ہونیمین چند حکمتین تہین از انجملہ یہہ کہ
وہ ہمیشہ اپنی اوس لغزش کو یاد کرکے بہت رویا کرین اور عبادت زیادہ کیا کرین از انجملہ یہہ ہے

کہ کبھی نفس بشری اونکو اپنی عبادت کی غرور مین نہین ڈالتا ہے بلکہ وہ اپنی عبادت کو اوس
معزز ہی کی لایق نہین سمجھتی مین ازانجملہ یہہ بھی کہ وہ اپنی امت کی گناہ دیکھکر اوسکی مغفر
ہو جاوین بلکہ اونکو بھی اپنی کثرت استغفار مین شامل کرلیا کرین (**احکام الٰہی کے**
پہونچانی مین کمی نکرتی تھے) کیونکہ انبیا علیہم السلام اللہ کے امین اور ہوتے ہین
اسی لئے اللہ اونکو اور خلق سی ممتاز کرلیتا ہی پس امین الٰہی سی محال ہے کہ وہ کافرونسی
ڈرکر احکام الٰہی کی پہونچانی مین کمی کرے اور کافرون سی ڈرکر دین مین مداہنت فرمائی
چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو اور اوسکی فوجکو اور موسی نی فرعون کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے قریش کو باوجود ایذا دینی کی پوری پوری احکام الٰہی پہونچائے اور اونکی تکالیف دینی کو خیال
مین نلائے قال تعالی یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْكَ مِن رَّبِّكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَهُ (**کوئی نبی اپنی نبوت سی معزول نہین ہوا ہے**) کیونکہ اللہ علیم وحکیم کو
ہر چیز کا ابتدا اور انجام معلوم ہے پس وہ کسی ایسی شخص نالایق کو یہہ بڑا رتبہ کیون دیگا کہ وہ
آخر کسی امر نا ملایم کا مرتکب ہوکر اس مرتبہ عالیہ سے معزول کیا جاوی اور جو خلق اوسکی تابع ہوکر
راہ ہدایت پر آئے تھے اوسکے بگڑنے سے گمراہ ہو جاوے (**انکی اطاعت اللہ کی**
اطاعت ہی انکا موافق مقبول مخالف مردود ہے) کیونکہ رسول کو ماننا
بعینہ اوسکو ماننا ہے کہ جسکے طرف سے وہ آیا پس جب یہہ ثابت ہوا کہ وہ اللہ کیطرف سی آئے
ہین تو اونکی نافرمانی اللہ کی نافرمانی اور اونکے فرمانبرداری خدا کی فرمان برداری ہے
اور جو باتین رسول فرماتی ہین تو اللہ کے حکم سے فرماتے ہین پس جو طریق انکا ہے وہ بعینہ
اللہ کا ہے اور اللہ تعالے کا موافق مقبول ہوتا ہے اور مخالف مردود ہوتا ہے علی ہذا
القیاس جو خبرین غیب کے رسول نی دین ہین وہ سب سچی ہین کیونکہ اونہون نی
اللہ تعالی کی حکم کے مطابق خبرین دین ہین پس جو اونکو مخالف تبلاوی تو وہ گویا اپنی
آپکو اللہ تعالی سے زیادہ غیبدان سمجھتا ہے اور اوسکو غلطی پر اور اپنی آپکو حق پر گمان

کرتا ہے وقال تعالیٰ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کیا وہ نہین جانتا جنے
تمام عالم پیدا کیا اور حالانکہ وہ لطیف اور بہت خبردار ہے وقال تعالےٰ وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جسنے حکم مانا رسول کا اوسنے حکم مانا اللہ کا ❖ فصل ❖

(سب رسولون سے افضل اور سب کی بعد محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہین صلے اللہ علیہ وسلم)

اس مقام مین تین بحث ہین بحث اول مین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا
اثبات دوسرے مین آپ کا خاتم النبیین ہونا تیسرے مین آپکا افضل الانبیاء ہونا
بحث اول دو قسم پر ہے **قسم اول مقدمہ** رسول اوس بشر کو کہتے ہین جو
اللہ کیطرف سے لوگونکو اوسکے احکام پہونچاوے اور نبوت کا دعوے کرکے اپنی تصدیق
کے لئے معجزہ دکہاوے پس جس شخص مین یہہ اوصاف ہونگے وہ قطعے اللہ کا رسول ہوگا
کسلئے کہ ایسے ہی شخصکو رسول کہتے ہین سوا اوسکے رسول کے لئے یہہ شرط نہین ہے کہ
کہانا نکہایا کرے اور پانی نہ پیا کرے یا اوسکے شکل وصورت کسی اور ہی طرحکے ہوا کرے
پس جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہم کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین
یہہ اوصاف سب موجود تہے سو وہ بموجب مقدمہ مذکورہ کے رسول برحق تہے اب ان
اون اوصاف کا اثبات آپکی ذات بابرکات مین سو وہ بطور یہہ ہے کہ آپکے **معجزات**
مین سے ایک معجزہ دائمہ **قرآن مجید** ہی کسلئے کہ معجزہ ایسے خارق عادت کو
کہتے ہین جو نبوت کے دعوے کرنیوالے سے اسطرح ظہور مین آوے کہ منکر اوسکے مثل ظاہر
کرنے مین عاجز ہوجاوین پس معجزہ کو اسی لئے معجزہ کہتے ہین کہ منکر سے وہ ہرگز نہین
ہوسکتا ہے اور وہ اوسکو اوسکی مثل ظاہر کرنے سے عاجز کردیتا ہے سو معجزے کے سب تعریف قرآن مجید مین
پائی جاتی ہے کیونکہ اوسمین ہزارون قسم کے اعجاز ہین اوسکی فصاحت و بلاغت سے
تمام عرب کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ شاعر عاجز آگئے تہے شب و روز اونکو عار دلا کر کہاتا

تہاکہ اگر قرآن کو تم کلام الٰہی نہین جانتے بلکہ بشر کا کلام کہتے ہو سو تم بہی تو بشر ہو ایک چہوٹی سی سورۃ ہے کے مثل تم بنا لاؤ سو کبہی کسی سے یہہ ہو سکا بلکہ اوسکی مقابلہ کو محال سمجہتے ہوتے اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو نظر کرکے قرآن کو امر خارق عادت کہتی ہتی اور جسطرح انبیاء سابقین کی معجزات کو منکرین خارق عادت سمجہکر سحر کہتے ہتے اسیطرح یہہ لوگ بہی قرآن کو اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ کہنے لگے **غیب کی خبرین** قرآن مجید مین کثرت سے ہین بہت سی ظاہر ہو چکے ہین اور بہت سے آیندہ کو اپنے وقت پر ظاہر ہونگے **حکمت نظریہ** قرآن مجید ہین ایسی ہے کہ بڑے بڑے حکماء زمان اور عقلاء یونان کے حکمت کے اوس سے آپ جاتی رہی اور جسطرح آفتاب جہانتاب کے نور کے مقابل ذرہ خیرہ ہوتا ہے اسطرحسے اوسکو خیرہ کر دیا خصوصًا الٰہیات اور مبدأ و معاد کا اوسمین نہایت خوبی کے ساتہہ بیان ہی کہ اہل کتاب کی بہی سر مو اوسکو متفاوت نپایا بلکہ اوسکی آگے سر تسلیم کو جہکایا **حکمت عملیہ** قرآن مجید مین ایسی خوب ہے کہ جسکے ثنا و صفت ہر شخص کے زبان پر جاری ہے افراط و تفریط سے بالکل خالی ہی کیونکہ **تدبیر المنزل** اوسمین ایسا خوب ہی کہ کبہی اوسکے اوپر عمل کرنے سے انتظام مین خلل نہ آوے اور **سیاست ملک** ایسا عمدہ کہ اوسکے عامل کی ہاتہہ سے کبہی ملک نہ جاوے چنانچہ نصارے بہی اس امر کے شاہد ہین اور اکثر اپنے قوانین کو یہان سے مستنبط کرتے ہین جسجا مخالفت کرتے ہین نہایت بد انتظامی دیکہتے ہین اور ہر سال بہت روپیہ صرف کرکے نئے قانون بدلتے ہین چونکہ قرآن کے قوانین آسمانی ہین ہر ملک ہین اور ہر قوم مین روز نزول سے قیامت تک اوسپر عمل درآمد سزاوار اور بجا ہے اور انکی قوانین اپنے اٹکل کے ہین تو ایک قوم کے موافق دوسرے کے مخالف ہین اور چہہ مہینے تک بہی اوسپر عمل کرنا ناروا ہے چنانچہ قرآن کی قوانین پر عمل کرنے سے خلفاء راشدین کے فتوحات کا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کہین نظیر نہ پایا گیا اور **تطہیر باطن** اوسمین نہایت عمدہ ہے یہانتک کہ اوسکے پڑہنے سے باطن کے

سب نجاستین دور ہوجاتی ہین جیقدر اخلاق بدہین سبکو صابن کی طرح دہو ڈالتا ہے
خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین کی اخلاق و عادات کو تعصب
دور کرکے دیکھیے ایک ایک شخص کو نمونہ بنے کہین تو بجا ہے اور دل کامل قرار دین تو روا ہے
اونکے حالات سننے سے اور خلق کے اخلاق درست ہوتے ہین اور اونکے ذکر سے مکارم
اخلاق حاصل ہوتی ہین راست بازی امانت داری صلہ رحمی رحم دلی مروت قناعت
علم حلم سخاوت شجاعت عبادت ریاضت زہد تقوے وغیرہ خوبیاں اونکو حاصل
تہین اور اب بہی جو قرآن والے ہین ویسی ہی ہین تطہیر ظاہر بہی اوسین ایسی خوب ہے
کہ ہر مسلمان پاک بدن رہکا نین اپنا نظیر نہین رکہتا ہے پیشاب و پائخانہ کے نجاست سے
دور رہتا ہے مبتلا نہی ہہ اور کسی قوم مین کہان ہین اسکی زیادہ تفصیل سے کتاب کی درازی
ہوجانی کا ڈر ہے لہذا مختصر کرتا ہون **الغرض** اور بہت سی خوبیان قرآن مین موجود ہین
گویا ہر علم کا معدن و مخزن قرآن ہے اور یہی سبب ہے وجہ اعجاز کے تعین مین علما کا اختلاف
ہے پس ایسی کتاب کا ایسی شخص سے ظاہر ہونا کہ جسنی کبہی کسی اوستاد سے تعلیم نپائے ہو
نکبہی کسی مکتب کی دروازہ کو جہانکا ہو بلکہ اُمی محض ہو باوجود اسکی نکسی ملک کے سیر کیے ہو
کہ وہان سے کچہہ سیکہہ آئی ہون نکسی ذی علم دانشمند حکیم کے صحبت اوٹہائی ہو کہ اوسکی
صحبت کا اثر کہا جاوی یہانتک کہ مان باپ کو بہی جسنی اچہی طرحسی ندیکہا ہو کہ اونکی تعلیم
و تربیت کا ثمرہ قرار دیا جاوے باوجود ان سب باتون کے پہر ایسے ملک کا رہنی والا ہو
کہ جہان علوم و فنون کا کچہہ ذکر ہی نہو اور اکثر لوگ اوس ملک کے جہالت مین وحشی سیرت ہون
البتہ مردہ کے زندہ کرنے سے بہی زیادہ خارق عادت ہے کما لایخفے اب رہی یہہ بات کہ مدعی
نبوت سے اسکا ظہور ہوا سو حضرت چالیس برسکی عمر سے آخر دم تک نبوت کا دعوی کرتی
رہے ایک عالم اسکا بہی شاہد ہے اب رہا یہہ امر کہ مخالف اسکا مثل بنانی سی عاجز آگئی ہون
سو وہ یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آواز بلند دم آخر تک کفار سی یہی کہتی رہی کہ اگر کسیکو

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند دم آخر تک کفار سے یہی کہتے رہے کہ اگر تمکو قرآن مین
شک ہو تو اسکی ایک سورۃ کے برابر تو بنا لاؤ اور جس سے چاہو اسمین مدد لو پہر کسی سے بہی آج
تک یہہ نہو سکا حالانکہ وہ لوگ رات دن شعر و سخن مین مصروف رہتے تہی اور آپکی ہم قوم اور ہم زبان
بہی تہی اور آپ اون کو دعوی کر کے عار بہی دلاتے تہی اور خاص دعوی کی وقت اوسکی مقابلہ کرنیکو
ہر ایک شخص کے جیمین آگ بہڑکا کرتی تہی سو آپ اوسی اطمینان قلب سے یہہ دعوی کرتے رہے
تمام عرب بالخصوص قریش کو قرآن کی حروفکی مقابلہ سے سیوف کا مقابلہ آسان معلوم ہوتا تہا برعکس

دوسری اعجاز قرآن یہہ ہے کہ قرآن مجید دو حال سے خالی نہین ہی کیونکہ یا اور فصحاء بلغاء
کی کلام کے برابر ہے یا اُن سی زائد اور ثانی بہی دو حال سے خالی نہین کیونکہ یا تو اسقدر زائد ہے
کہ عادتاً ایک کلام دوسرے سے اسقدر زائد ہوتا ہے یا اسقدر زائد کہ عادت کی خلاف اور خارق ہی
پس پہلی دونون قسمین باطل ہین کیونکہ اگر قرآن اور فصحاء بلغاء کی کلام کے برابر یا زائد بقدر معتاد ہوتا تو
بیشک ایک ایک یا مجتمع ہوکر قرآن کی کسی ایک آیت کے برابر بنا لاتی کیونکہ وہ لوگ قواعد فصاحت
و بلاغت و لغات کو نہایت عمدہ طرح سے جانتے تہی اور بدرجہ غایت اسکی ماہر تہے اور حضرت نبی
علیہ السلام کی نبوت کے ابطال مین نہایت سرگرم ہوتی تہے اور اسکی بڑی حرص رکہتی تہے
یہانتک کہ جان و مال صرف کر ڈالا اور صدہا مشقتین اوٹہائین باوجود اسکی اونکو شب و روز عار دلا کر
کہا جاتا تہا کہ اسکی مثل لاؤ لیکن نہ لا سکی اور حضرت اوسی اطمینان سے اخیر تک یہی دعوی کرتی
اگر کوئی یون کہی کہ شاید اس نظر سے وہ قرآن کی مثل بنانیکا ارادہ نہین کرتے تہی کہ کوئی اون کے
کلام کو قبول نکریگا اور نزاع ہوگی تو اوسکا یہہ جواب ہے کہ ایسی سخت ضرورت کیوقت بالخصوص
دینی مقابلہ مین ہر ایک فصیح و بلیغ کے رگ غیرت جوش مین آکر حرکت کیا کرتے ہی سو ایسی موانع پر ایسے
امور کیطرف نظر نہین کیا کرتے بلکہ خواہ مخواہ اوسکی مثل بنانیکا قصد کیا کرتے ہین اور عدم قبول کے
خوف سے طرفین مین حکم مقرر ہو جایا کرتے ہین بلکہ وہ حضرت سی پہلے حکم مقرر کرنیکی درخواست
کر کے پہر بنانے لیکن اونکو کبہی اسکا حوصلہ بہی نہوا کیونکہ وہ جانتے تہی کہ اسقدر حسن و خوبی کا

کلام طاقت بشری سی خارج ہے جسے ہرگز نہوسکی کا سعت حکمونکی سامنی ندامت ہوگی اگر کوئی
یون کہے کہ شاید حضرت کی رعب سی یہہ قصد نکرتے ہون تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر ایسا رعب ہوتا تو
وہ جنگ و جدل سے پیش نہ آتی پس جب دونو قسمین برابر پاینا تمہ بقدر معتاد ہونا باطل ہوا تو تیسری
قسم ثابت ہوئی کہ قرآن حسن و خوبی مین اور فصحا و بلغا کے کلام سی زائد خلاف عادت ہے پس ثابت
ہوا کہ قرآن خارق عادت ہی پس قرآن معجزہ ہے اور یہی مدعا ہی **تیسری برہان** اعجاز
قرآن پر یہہ ہی کہ قرآن فصاحت و بلاغت مین حد اعجاز کو پہنچگیا ہے یا نہین اگر کہو ہان تو مدعا ثابت
ہے اور اگر کہو نہین تب بہی مدعا ثابت ہی کیونکہ باوجود قرآن کے معجز نہونیکی پہر اوسکا معارضہ ممکن
نہونا خارق عادت ہی اور اگر کہو کہ ممکن ہے تب بہی مدعا ثابت ہی کیونکہ باوجود امکان معارضہ اور
توفر دواعی کی اس امر پر پہر معارضہ کا وقوع مین نہ آنا خارق عادت ہے پس ثابت ہوا کہ جمیع وجوہ سے
قرآن معجز ہے اور ہر طرح سے خارق عادت **واضح** ہو کہ قرآن مجید مین چند اوصاف خاص ہین اور چند ایسے
امور ہین کہ وہ اگر کسی اور کلام مین ہوتے تو اوسکلام کو فصاحت سی دور کر دیتے لیکن باوجود ان
امور کے پہر قرآن غایت درجہ کا بلیغ ہے پس ثابت ہوا کہ قرآن معجزہ ہے اور وہ امور محل فصاحت
یہہ ہین اول یہہ کہ عرب کی فصاحت و بلاغت اکثر مشاہدات کی تعریف و صفت مین ہوتی ہے جیسا کہ
اونٹ یا گہوڑے کی تعریف یا کسی معشوق کی حسن و جمال کی مدح یا کسی شجاع کی جنگ و جدال کا ذکر یا کسی
بزم کی عیش و سامان کا باندہنا لیکن قرآن ان امور سے خالی ہی باوجود اسکی پہر فصاحت مین
عالی ہے دوم یہہ کہ ہر جگہہ قرآن مین صدق کی رعایت ہی حالانکہ جو فصیح و بلیغ اس امر کا التزام
کرتا ہے اوسکا شعر پہیکا پڑجاتا ہے چنانچہ لبید بن ربیعہ اور حسان بن ثابت کی جو شعر زمانہ جاہلیت کے
ہین نہ زمانہ اسلام کی اشعار سے نہایت بلیغ ہین سوم یہہ کہ ہر شاعر کے تمام قصیدہ یا غزل مین
کل دو تین شعر اچہے ہوتے ہین باقی بہرتی کے لیکن قرآن مجید اول سی آخر تک یکسان اعلی درجہ
کا بلیغ و فصیح ہے چہارم یہہ کہ جب کوئی شاعر کسیکے وصف مین کچہہ اشعار کہتا ہے پہر جب دوبارہ
اوسکا وصف کرتا ہے تو دونون کلاموں مین مساوات نہین ہوتی اور کلام ثانی بہتر معلوم ہوتا ہے

بخلاف قرآن مجید کے کہ اوسمین بہت سے مضامین کو بار بار ذکر کیا ہے لیکن سب جگہہ اعجاز پر ہین اور ہر جگہہ جداگانہ لطف ہے ہشتم یہہ کہ قرآن مین ایجاب عبادات و تحریم قبائح و ترغیب مکارم اخلاق اور ترک دنیا و اختیار آخرت وغیرہ امور پر اقتصار ہے حالانکہ جن اشعار مین اس قسم کی مضامین ہوتی ہین وہ اشعار کم درجہ کی بلیغ ہوتی ہین لیکن قرآن اعلے درجہ کا بلیغ ہے نہم یہہ مشہور ہی کہ ہر ایک شاعر کا کلام ایک خاص بیان مین عمدہ ہوتا ہی دوسرے مین ضعیف پس کوئی رزم مین کوئی بزم مین زیادہ عمدہ ہوتا ہے چنانچہ امرء القیس عورتون اور گھوڑون کی مدح مین عمدہ اشعار کہتا ہے اور نابغہ کے اشعار بیان خوف مین اچھی ہوتے ہین اور اعشی کی اشعار حسن الطلب مین اور وصف شراب مین بی نظیر ہین اور زہیر کے اشعار رغبت اور رجا مین اپنا مانند نہین رکہتے لیکن قرآن مجید مین صدہا فنون اور قسم قسم کے بیان ہین مگر سب جگہہ نہایت درجہ کی فصاحت و بلاغت ہے کسی مین کمی نہین چنانچہ ترغیب مین یہہ آیت کس درجہ کی بلیغ ہے قال تعالے فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما كانوا يعملون وقال فيها ما تشتهيه الانفس وتلذ الاعين وقال ولهم فيها ما يشاؤن اور ترہیب مین یہہ آیات نہایت درجہ کی بلیغ ہین قال تعالى افامنتم ان يخسف بكم جانب البر الآيات وقال أأمنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هي تمور امنتم الآية وقال وخاب كل جبار عنيد الى قوله ويأتيه الموت من كل مكان اور زجر مین یہہ آیات اسقدر بلیغ ہین کہ خیال بشر سے باہر ہین قال تعالى فكلا اخذنا بذنبه الى قوله ومنهم من اغرقنا الآية اور تہذیب النفس مین یہہ بڑے بلیغ آیات ہین قال تعالى قد افلح من زكها وقد خاب من دسها وقال فاما من طغى وآثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي المأوى واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى اسمقام پر اسکی تفصیل کی گنجایش نہین لہذا او تین مضامین کی چند آیات بطور نمونہ کے لکھدین اور جسکی تفصیل مطلوب ہو وہ قرآن کی تفاسیر دیکھے دہم یہہ ہے کہ قرآن مین سب علوم کے اصول موجود ہین علم فقہ و علم کلام و تہذیب اخلاق و الہیات وغیرہا سب علوم قرآن مین مذکور ہین پس یہہ امر ایسا ہی کہ آج تک کسی بلیغ نے اسکا التزام نہین کیا اور اگر کیا تو اسکا کلام بے لطف ہو گیا ہشتم باوجود اسکی کہ

قرآن عظیم کتاب ہے کہ بسبب بلاغت کی اوسکا حفظ کرنا نہایت آسان ہی ہرگاؤں و شہر مین ہزارہا
سے آدمی اسکی حافظ ہین اور بعض کو تمام عمر بہی پڑہنے کا اتفاق نہوا ہوگا مگر یہہ بات دوسری
کتاب مین وصف نہین کوئی اپنے مذہب کی کتاب کی دس بیس حافظ تو دکہلا دے آجتک کوسے
پادری انجیل کا حافظ بہی نہ سنا کوسے یہودی توراۃ کا حافظ دکہیا نہ کوئی پنڈت بید کا حافظ
نظر آیا نہم ایک تاثیر خاص اسکی یہہ ہی کہ جب کوئی سمجھکر اسی بکثرت پڑہتا ہے نہایت رقیق قلب اور
زاہد متقی ہوجاتا ہی اور امراض نفسانی زائل ہوجاتی ہین یہہ کسی کلام مین تاثیر نہین سوا ان وجوہ کے
اور بہی وجہ اعجاز قرآن مین موجود ہین اسلئی تعیین وجہہ مین اختلاف ہے بعض نی کوئی وجہہ
بعض نی کوئی وجہہ اعجاز کی قرار دی ہے لیکن بلاغت وفصاحت کی وجہہ غالب ہی لہذا اسباب کا
اسپر اتفاق ہے واضح ہو کہ قرآن کا معجزہ جمیع انبیاء کے معجزات سے افضل ہی چند وجوہ سے
اول یہہ کہ یہہ معجزہ جب سے ظاہر ہوا قیامت تک باقی رہیگا لہذا اور انبیاء کو بار بار معجزات
دکہلانیکی ضرورت پڑتے تہے اور ہمارے حضرت سی جب کفار بار بار معجزات طلب کرتی تہی
تو من اللہ یہہ جواب آتا تہا کہ ایک بڑا عظیم الشان معجزہ کہ جسکو یہہ ہر وقت دیکھتی ہین موجود ہی
پس جب اسکو نہ مانا تو اور کو کب مانین گے یہی کافی ہے لہذا لوگونکی خواہش کی بموجب کمتر
معجزات آپ ظاہر فرماتی تہے کیونکہ مقصود نبی کے آنی سے ہدایت ہے اور اوسکے تصدیق کی لئی
کسے معجزہ کے ضرورت پڑتے ہی اور یہہ مقصود نہین کہ بہان متون کی طرح انبیاء علیہم السلام
ہر وقت معجزات دکہلایا کرین اور لوگ تماشا سمجھین دوم اور معجزات فقط نبی کی تصدیق کا فائدہ
دیتی ہین لیکن قرآن مین دو وصف حاصل ہین تصدیق بہی ہے اور صاحب مقصود کی رہنمائی بہی سوم اور
معجزات مین اگر معاند بانداز کری تو کرسکتا ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے مین کہہ سکتا ہی کہ یہہ
طبیب ہی اور یہہ شخص مرا نتہا بلکہ بیمار تہا اسنی تندرست کر دیا یا یون کہین کہ کوئی جن اور
شیطان اسکے صورت مین ظاہر ہوگیا ہی علی ہذا القیاس خلاف قرآن کے کہ اسمین اس گفتگو
کو مجال نہین جسی زیادہ اسکی تشریح مطلوب ہو وہ امام رازی کے دلائل الاعجاز کو دیکھی پس

جب سب اوصاف معجزہ ہونیکے قرآن مین پائی گئی تو قرآن قطعی معجزہ ہے گو جاہل معاند اسے
تسلیم نکرے قرآن کے سوا اور بہت سے معجزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئی ہین
جیسے چاند کا اشارہ سے شق کرنا درختون کا آپکے بلانے سے حاضر ہونا پہر آپکے رسول ہونیکی گواہی
سامنے گواہی دینا آپکے انگلیون سے اسقدر پانی نکلنا کہ لشکر نے شکم سیر ہوکر پیا مردہ زندہ کرنا علی ہذا
القیاس اور صدہا معجزے ہین کہ اُن کے تفصیل مطولات مین موجود ہے پہر آپکی بعد آپکے
امت سے آجتک اسقدر خوارق عادات ظاہر ہوئے ہین کہ معاند اور مکابر کے سوا کوئی شخص انکا
انکار نہین کرسکتا ہے سو یہہ خوارق بہی آپ ہی کے معجزات ہین اب رہا آپکا خلق کو ہدایت کرنا اور
احکام الٰہی پہنچانا سو وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے آپ نے ایک عالم کو بت پرستی سے چہوڑا کر
اللہ پرست بنا دیا زمین کو ایمان و خیر سے بہر دیا خصوص ملک عرب کو دیکہو کہ آپ سے پہلے تمام
ملک جہالت آباد اور پر از شر و فساد تہا رذالت دینی و دنیوی مین بہی یہہ ملک سب ملکون سے
زیادہ تہا پہر آپکی برکت سے شرافت دینی اور دنیوی مین تمام جہان سے فوقیت لیگیا معدن علوم
و فنون ہوگیا یہان کا ہر شخص مکارم اخلاق سے ایسا آراستہ و پیراستہ ہوا کہ اور لوگ اسکی افعال
و اقوال کو اپنے تہذیب کے لئے سند بنانے لگے اور اوسکی حالات کو اپنے ہان لکہہ لکہہ کر
لیجانے لگے چنانچہ سب اہل تاریخ اس امر کے شاہد ہین پس جب سب اوصاف نبوت کے
آپکی ذات بابرکات مین اسطرح پائی گئی کہ کبہی کسی نبی مین پائی نگئے تو آپ کے سید المرسلین
ہونے مین کیا شک ہے اور امام النبیین ہونے مین کون سا شبہہ ہے پس اب جو کوئی شبہ کرے تو اوسکے
مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بادشاہت کے سب مراتب سکندر مین تسلیم کرکی اوسکے
بادشاہت مین شک کرے سوا ایسے معاند کے انکار کا جواب بجز خاموشی ہی ایسا معاند اگر ٹہیک
دوپہر مین آفتاب کا انکار کر بیٹہے تو اس سے کچہہ بعید نہین ۔ فقیر عبد الحق
تو آپ کے رسالت کی گواہی دیتا ہے اور خواہ کسے بدبخت کو شبہہ ہو پر یہہ تو
باواز بلند کہتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابدا ابدا

دلیل دوسری حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کرکے لوگونکو معجزات
دکہائی اور تمام عالم کو اپنی دین کیطرف بلایا اور لاکہون آدمیون نے آپکی روبرو آپکا دین قبول کیا
اور روز بروز ترقی دین کی ہوتی گئے یہانتک کہ چند روز مین زمین کے کنارون تک اسلام
پہیل گیا اور بڑے بڑے شان وشوکت کی سلطنتین اہل اسلام کی قبضہ مین آئین اور دم آخر تک
حضرت کی شان وشوکت زیادہ ہوتی گئی پس معلوم ہوا کہ آنحضرت اللہ کے بہیجے ہوی سچے رسول
تہی کیونکہ اگر جہوٹے ہوتے توموجب وعدہ الہی کے شان وشوکت کی عیوض ذلت اٹہاتے اور آخر
بہت رسوائی سے قتل کئے جاتے چنانچہ مسیلمہ کذاب وغیرہ قتل کیئے گئی کیونکہ اللہ تعالے جہوٹے کے
دین کو جو اوسکی بات ناپسند ہوا اسطرحسے ہرگز ترقی نہین دیتا چنانچہ اسکا بیان پہلے ہوچکا ہے
دلیل تیسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اخلاق عظیمہ اور اوصاف جزئیہ اور کمالات
علمیہ اور عملیہ سب مجتمع تہے یہانتک کہ کفار قریش کو باوجود اسکے کہ بسبب عداوت مذہبی کے
شب وروز انکی عیب جوئی مین مصروف رہتے تہی کبہی کوئی عیب ونقصان حضرت کے
سیرت وصورت مین نظر نہ آیا کہ اوس سے حضرت پر طعن کرتی اور آپکی دین مین خلل انداز ہوتے
پس نکبہی کسی معاملہ مین حضرت کا جہوٹہہ معلوم ہوا نکبہی آپکو بددیانت متکبر بدخلق ایذا رسان
شراب خوار زنا وفسق شعار دیکہا نہ کبہی جاہ ومال عز وجلال کی طرف آپکی رغبت دیکہی بلکہ
شب وروز دنیا وما فیہا سے نفور اور ہمہ وقت زہد وتقوے وعبادت خدا مین مسرور
دیکہتی تہی یہانتک کہ تمام قریش نبوت ظاہر کرنیسے پہلے آپکو نہایت محبوب رکہتی تہی اور
یہہ کہتی تہی کہ آج تک ایسا دانا اور ایسا نیک کردار شخص ہمنے دیکہا نہ سنا چنانچہ آجتک
یہود ونصارے بہی اسبات پر متفق ہین پس عقل سلیم کی نزدیک محال ہے کہ ایسا عقلمند اور
ایسا سچا اور ایسا عابد وزاہد جاہ ومال سے دور بہاگنی والا شخص جہوٹہہ سے ایک ایسی
نئی چیز کا دعوی کرے کہ جسکو نکبہی کسینی سنا تہا نہ دیکہا تہا اور ایسا خدا شناس دین کی
معاملہ مین خدا پر جہوٹہہ باندہکر نبی ہونیکا دعوے کرے کہ جس سے اسکو کچہہ دنیوی فائدہ نہو

ظہور مین آوے بلکہ تمام فوائد دنیوی فوت ہوجاوین صدہا اذیت سر پر آوین خرید و فروخت بند ہوجاوے شہر سے نکالا جاوی آپس کے بیاد شادی موقوف کیجاوی ہر شخص ہر دم خون کا پیاسا پہرنے لگی اور زد و کوب و سب و شتم پر آمادہ ہوجاوی ہرگز ہرگز عقل سلیم کبہی تسلیم نکریگے کہ ایسا عاقل دنیا کے معاملات کا سچا بی فائدہ تمام قوم کو دشمن بنالیوے اور بے غرض ہر ایک قسم کی ایذا اوٹہاوی اذیتین اپنے سر پر جیہہ باندہ لیوے **دلیل چوتہی** آپکی شریعت غرا کے دیکہنے سی عاقل کو فوراً یقین کامل ہوجاتا ہے کہ یہہ شریعت آسمانی ہی اور جو شخص شریعت آسمانی اور دین رحمانی لیکر آتا ہی وہ قطعی نبی ہوتا ہے پس آپ یہہ شریعت لائی ہین تو معلوم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے رسول ہین اور یہی مدعا ہے - دوسرا مقدمہ تو ظاہر ہے کہ جو آسمانی شریعت لاتا ہے وہ نبی ہوتا ہے اب رہا پہلے مقدمہ کا ثبوت کہ آپکی شریعت آسمانی ہی سو وہ بہت تفصیل چاہتا ہے مطولات مین اوسکو خوب تفصیل سے ثابت کر دیا ہی لیکن مجملاً یہان بہی ذکر کرتا ہون - شریعت آسمانی کے یہہ چند اصول ضروری ہین اول اصل الاصول توحید ہے کہ بڑا مطلب رسول کے بہیجنے سی یہی ہے پس توحید تمام و کمال جیسی شریعت احمدیہ علی صاحبہا السلام مین ہی آجتک کسیکے ہان پائی نہین گئی شرق سے مغرب تک جس مسلمان کو دیکہیگا وہ ایک بڑا موحد ہوگا ہنود و نصاری کیطرح کبہی کسی غیر کو نہ خدا کہیگا نہ خدا کا بیٹا بنا دے گا المختصر تمام صفات کمالیہ سے موصوف اور سب عیبون سے پاک جسطرح اللہ کو اہل اسلام نی جانا ہے کسی نی نہین جانا یہہ امر بہی اظہر من الشمس ہے - دوم تہذیب اخلاق و طہارت جسمانی و روحانی سو وہ بہی اس شریعت مین اسقدر بہ رتبہ ہے کہ آجتک کہین اوسکا مثل نہین دکہلائی دیتا ہی - سوم معاشرت کی طریقے سو وہ بہی ایسے عمدہ ہین کہ جنکی بڑے بڑے عقلا اور حکما کو سوا تسلیم کے چارہ نہوا اور پہلے شریعتون کا اوسکو ناسخ ماننا پڑا - چہارم خدا کے احکام کو سیاست سی جاری کیا جانا اور خاص خدا کا خزانہ کہ جسکا بادشاہ مالک نہوسکے جمع ہونا اور فوج کا بلی تنخواہ ہکے لڑنا اور سزا کا پابند کتاب الہی کا ہونا اور بے غرض دنیوی جنگ و قتال ہونا یہہ شریعت

محمدیہ مین ہے اور کسی مین نہین الغرض یہہ سب اصول اوس مین ایسے عمدہ مین مذہب
اُنکی مثل ایجاد کرنا محال ہے اور خصوص ایسے شخص سے جو جاہلون کی ملک کا رہنے والا ہو جسنے
اوسنے کچھہ پڑہا ہو نہ لکہا ہو نہ حکمار کی صحبت اوٹہائی ہو نہ جہان کی سیر کی ہو **دلیل پانچوین**
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت مین ظاہر ہوئے
کہ اوسوقت مین نبی کے نہایت ضرورت تہی کیلئے کہ تمام عالم مین نہایت کفر و شرک جور جفا
تہا چنانچہ عرب کے لوگ لڑکیون کو مارتے تہے اور راہ لوٹتی تہی اور کفر و شرک مین زائد
مصروف تہی اور فارسی لوگ دو خدا ہونے کا اعتقاد رکہتے تہی اور ماں بہن بیٹی کے
ساتہہ جماع کرنے کو درست سمجہتی تہے اور ترک لوگ لوٹ مار مین مصروف تہے اور ہندو لوگ
بیل درخت و پتہر کے عبادت مین مشغول تہے اور یہود دین تشبیہ اور تحریف کتب مین
سرگرم تہی اور نصاریٰ پرستش صلیب و تصویرات مین مصروف تہے علیٰ ہذا القیاس سب
فرقون مین گمراہیان اور بدکاریان اور کفر و شرک کا ظہور تہا پس اللہ کے انعام عام اور
اور حکمت تام کا یہہ مقتضے نہین کہ ایسی ضرورت کی وقت مین اپنا رسول نہ بہیجی اور اوسوقت
مین سوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص ظاہر نہین ہوا پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق ہین اور یہی مدعا ہے **ف** منصف مزاج کے لئی یہہ چند دلیل
کافی ہین اور شقی ناانصاف کے لئے ہزار دلیل بہی وافی نہین ہین ۔ منکرونسی ہم یہہ سوال کرتی
ہین کہ تمہارے نزدیک بہی کوئی نبی مسلم ہی یا نہین اگر کہین ہان تو ہم آپ اوسکے نبوت کی دلیل
طلب کرینگے پس جس دلیل سی وہ اوسکی نبوت ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اوسی دلیل سے ہم
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو ثابت کردینگی اور اگر کہین ہماری نزدیک کوئی نبی مسلم نہین تو
لازم آویگا کہ خدا نے کوئی نبی نہین بہیجا حالانکہ اسکا ثبوت پہلے فصل مین ہوچکا ہی **قسم دوم**
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر پہلے انبیاء نے دی ہے اور اب تک اہل کتاب کی
ان وہ بشارتین پائی جاتی ہین اگرچہ اونہون نے اکثر خبرون کو بدل ڈالا اور کسی قدر کو[illegible]

کتابون مین سی نکال ڈالا لیکن علمار یہود اور علمار نصاریٰ سے عوام کو غلطی مین ڈالتی ہین اور ان بقیہ
خبرون کی تاویلات کرتے ہین پس اولیٰ یہہ ہے کہ چند امور جنسے اون کی خیانت ظاہر ہو جاوے
اور کوئی مسلمان بہرہ ہو کہ نہ کہا وے ذکر کرون امر اول انبیار بنی اسرائیل مین سے
اکثر نبیون نے مثل اشعیا و ارمیا و دانیال و حزقیال و عیسے علی نبینا و علیہم السلام کے
آیندہ کے حالات کی خبر دی ہے جیسے بخت نصر و سکندر و قورش کا ظاہر ہونا اور زمین
اودم اور بلبوسے اور مصر پر حوادث کا گزرنا پس عقل سلیم کے نزدیک نہایت بعید ہے کہ
انبیا علیہم السلام ایسی چھوٹی چھوٹی حوادث کے خبر دیوین اور اون مین سے کوئی بہی جناب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہونیکا حال نہ بیان کرے حالانکہ آپ کی امت مین ہزارہا
بادشاہ اور لاکھون بڑے بڑے حکیم دانشمند پیدا ہوی ہین مشرق سی مغرب تک آپکا دین
پہیل گیا ہے اہل کتاب کی حکومتین آپ کی امت کی ہاتہہ آگئین ہین لاکھون یہود و نصاریٰ سے
جنہون نی مقابلہ کیا قتل کیے گئے ہین اور ہزارہا اہل کتاب آپکی دین مین داخل ہوی ہین
الغرض عقل نہایت بعید جانتی ہی کہ انبیار بنی اسرائیل ارض اودم و نبوی وغیرہ کمتر حادثات
کے خبر دیوین اور ایسے حادثہ عظیمہ کے کوئی نبی خبر نہ دیوے پس اس سی صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل
کتاب نے عداوت سی وہ خبرین جنمین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر ہونیکا ذکر تہا اور
آپکی نبوت کی بشارت تہی نکال ڈالین یا بدل دین امر دوم پہلے انبیار اگر کسی پچہلی نبی کی ظاہر
ہونیکی خبر دیوین تو اوس مین یہہ شرط نہین کہ پچہلی نبی کے باپ ماں شہر محلہ قوم سن سال صورت
و سیرت کی خوب صراحت کیا کرین کہ کسیکو شبہ باقی نہ رہے اور ہر شخص جان لیا کرے کہ یہہ
وہی نبی ہے بلکہ اکثر خبرین مجمل ہوتی ہین کہ اون کو عوام لوگ سنے موعود کی کہنی سے جانتے
ہین اور اون اوصاف کو اوسپر مطابق کر لیتے ہین اور خواص لوگ سب کچہہ قرائن سی
معلوم کر لیتی ہین کہ یہہ وہی نبی ہے کہ جن کے خبر فلان فلان انبیار نے
دی تہے اور کبہی خواص سے بہی نہین معلوم کر سکتے بلکہ کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ جس

نبی کی خبر دی گئی ہے وہ خود نہیں جانتا کہ فلان خبر کا مصداق مین ہی ہون اور یہہ امر خود انجیل سے ثابت ہی چنانچہ یوحنا کی انجیل کی باب اول انیس آیت سی لیکر پچیس آیت تک لکھا ہے کہ یہودیون نے حضرت یوحنا پیغمبر کے پاس کاہنون اور لاویون کو دریافت کرنے کو بہیجا کہ تم کون پیغمبر ہو آیا الیاس ہو یا مسیح ہو یا وہ نبی حضرت یوحنا نی جواب دیا کہ ان تینون مین سے کوئی نہین ہون بلکہ سوا ان کی اور ایک نبی ہون جسکی خبر شعیا نبی نے دی ہے یہان سے معلوم ہوا کہ کاہن اور لاوی جو علماء یہود تھے اور توریت کو خوب جانتے تھے حضرت یوحنا یعنی یحیی پیغمبر کو پہچان نسکی پس معلوم ہوا کہ خاص تفصیل سے ایسی علامات مذکور نہ تھے جسکی وہ آ کر پہچان لیتی کہ یہہ الیاہ ہین بلکہ یحیی علیہ السلام کو خود بہی معلوم نہوا کہ مین ہی الیاہ ہون حالانکہ حضرت عیسے کے قول سی ثابت ہے کہ یہی الیاہ ہین چنانچہ انجیل متی کے گیارہوین باب مین مندرج ہے حالانکہ حضرت یحیی کو الیاہ ہونے سے انکار ہی اس سی صاف ظاہر ہوا کہ حضرت یحیے کو اپنی الیاہ ہونیکی خبر نہوئی پس اگر ہم اہل کتاب کی اس بات کو تسلیم کر لین کہ انہون نے تورات و انجیل وغیرہ کتابون سی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی وہ خبرین جنہین تفصیل سے سب علامتین حضرت کی مذکور تہین نکالڈالی ہین تو بہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے واسطے جو خبرین باقیماندہ تورات انجیل کی مجملاً ہین کافی ہین امر سوم یہہ دعوے کہ اہل کتاب سوای مسیح اور الیاہ علیہما السلام کی اور کسیکا انتظار نکرتے تہی بالکل غلط ہی کیونکہ اور کا بہی انکو انتظار رہتا چنانچہ امر دوم مین معلوم ہو چکا ہے کہ علماء یہود نے جو عیسے علیہ السلام سی آکر پوچہا کیا تم مسیح ہو پہر جب انہون نے اسکا انکار کیا تو پوچہا کیا تم الیاہ ہو پہر جب انہون نے اسکا بہی انکار کیا تو پوچہا کیا تم وہ نبی ہو جسکی موسے علیہ السلام نے خبر دی ہے پس یہان سی معلوم ہوا کہ اس نبی معہود کا انہین انتظار الیاہ اور مسیح کی انتظار کے برابر تہا اور یہہ نبی معہود ایسا مشہور تہا کہ اسکی نام ذکر کرنیکی حاجت نتہی بلکہ اسکی طرف اشارہ ہی کافی تہا انجیل یوحنا کی ساتوین باب مین عیسی علیہ السلام کا قول نقل کرکے یہہ لکھا ہی بہت اون لوگون مین سی بہتیرے انکی سنکر کہا کہ حقیقت مین

(حاشیہ:) [illegible]

وہ نبی ہے ۱۰ ا ۱۳۸ اور دون نی کہا یہ مسیح ہی + یہان سی ظاہر ہوا کہ نبی معہود اونکی نزدیک مسیح کی
سوا کوئی اور شخص ہے کیونکہ اوسکو مسیح کے مقابلہ مین ذکر کیا پس وہ نبی ہی ہماری حضرت مراد ہین
اور آپکے وہ لوگ منتظر تہی امر چہارم نصاری کا یہہ دعوی کہ عیسی علیہ السلام خاتم النبیین ہین کہ
انکی بعد اور کوئی نبی نہ آویگا بالکل غلط ہے کیونکہ امر سوم مین معلوم ہوچکا ہی کہ وہ لوگ نبی معہود کا جو
عیسی اور الیاس علیہم السلام کی سوا کوئی اور شخص ہی انتظار کرتے تہی اور یہہ بات تہی کہ سوائے
عیسی اور الیاس کے اور تیسرا نبی جسکی ہونے کی خبر دی تہی ظاہر ہوگا پس جب نبی معہود کا عیسی علیہ
السلام کی پہلی ظاہر ہونا کسی دلیل قولیسی معلوم نہوا تو ضرور وہ نبی عیسی کی بعد ظاہر ہوگا پس عیسی علیہ
السلام کا خاتم النبیین سمجہنا غلط ہوگیا دوسرے نصاری پولوس اور حواریون کی نبوت کی قائل ہین
حالانکہ یہہ سب عیسی کے بعد ہین تیسرے کتاب اعمال کی گیارہوین باب مین یہہ لکہا ہی ۲۸
اور انہین دنون مین کئی ایک نبی اورشلیم سی انطاکیہ مین آگئے ۱۰ اونمین سی ایک نے جسکا نام اگبس تہا
اوٹہکی روح کے باعث سی بتلایا کہ سارے جہان مین عنقریب بڑا کال پڑیگا جیسا قلادیوس قیصر کے
عہد مین پڑا تہا انتہی + یہانسی صاف ظاہر ہوا کہ اورشلیم سے انطاکیہ مین نبی لوگ آئی تہی اونمین
سی ایک کا نام اگبس تہا اور یہہ بات ظاہر ہی کہ قصہ عیسی علیہ السلام کی بعد کا ہے اور ان کی نبوت
بہی ثابت ہوئی پس عیسی علیہ السلام کا خاتم النبیین کہنا بالکل غلط و مخالف ہی جو تہی نصرانیونکے
پاس کوئی دلیل نہین ہے کہ جس سی یہہ ثابت ہو کہ عیسی علیہ السلام کی بعد کوئی نبی نہوگا پس اگر
قول سے ہمارے حضرت کی نبوت کا باطل کرنا باطل ہوگیا امر پنجم عیسائیون نے جو خبرین کہ
عیسی کی نبوت کی بابت نقل کی ہین سو وہ خبرین اپنے تفسیر و تاویل کے مطابق عیسی پر ہرگز صادق نہین آتین کہ
یہود سخت انکار کرتے ہین لیکن عیسائی لوگ اپنی سینہ زوری سے یہود کی تاویلات اور جہلا
پر کچہہ التفات نہین کرتے ہین اور اپنی طور پر اونکی ایسی تاویلات کرتے ہین جو حضرت عیسی پر صادق
آتی ہین پس جسطرح آیات مذکورہ مین یہود کی تاویلین عیسائیونکے نزدیک مردود اور نامقبول ہین
اسیطرح جن خبرون سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت ثابت ہوتی ہے اونمین عیسائیون کے

واہیات تاویلیں ہمارے نزدیک مردود اور نامقبول ہیں جیسے وہ یہود کی تاویلات کیطرف التفات
نہیں کرتے ہیں ایسی طرح ہم اون کی تاویلات کو لغو اور بیہودہ سمجھتے ہیں باوجود اسکی یہ خبرین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں عیسائیون کے خبرون سے نہایت قوی ہیں +

امر ششم — اہل کتاب کی سلف اور خلف مین ہمیشہ سے یہ عادت جاری ہے کہ نام کا ترجمہ
کرتے ہین اور کبھی کلام اپنے مین بطور تفسیر کے کچھہ بڑہا دیا کرتے ہین اور اصل کلام مین اور تفسیر
مین کوئی علامت امتیاز کے نہین رکہتے ہین پس اس سبب سے خبط ہو جاتا ہے اور مطلب اصلی
بے ربط ہو جاتا ہے انکی مختلف زبانون کی ترجمون کی دیکہنے سے یہہ امر صاف ظاہر ہو جاتا ہے لیکن
بطریق نمونہ کی کچھہ ذکر کرتا ہون کہ وہ بھی اہل کتاب یہہ چالاکی کرتے ہین **از انجملہ** یہہ ہے سفر
تکوین کے ترجمہ عربی مین جو سنہ ۱۶۲۳ اور سنہ ۱۸۴۴ مین چہپا تہا باب ۴۹ آیت ۱۰ یہہ ہے۔ فلا یزال القضیب
من یہودا والمدبر من فخذہ حتی یجیء الذی لہ الکل وایاہ تنتظر الامم + پس الذی لہ الکل لفظ شیلوہ کا ترجمہ
ہے اور یہہ ترجمہ یونانی ترجمہ کی موافق ہے اور ایک عربی ترجمہ مین جو سنہ ۱۸۱۱ مین چہپا ہے اسمین یون
ہے (فلا یزال القضیب من یہودا والرسم من تحت امرہ الی ان یجیء الذی ہو لہ والیہ تجتمع الشعوب)
اور اردو کے ترجمہ مین جو سنہ ۱۸۲۵ مین چہپا تہا لفظ شیلا ہے پس اصل مین لفظ شیلوہ ایک شخص مشہور کا
نام تہا مسیحیون نے اوسکا اپنی رای کی موافق ترجمہ کر دیا **از انجملہ** یہہ ہے کہ ترجمہ عربی سفر خروج مطبوعہ
سنہ ۱۸۲۵ و سنہ ۱۸۴۴ کے تیسرے باب کی چودہوین آیت مین یون ہے (فقال اللہ لموسی اہیہ اشر اہیہ) اور
دوسرے ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ مین یون ہے (فقال لہ الازلی الذی لایزال) + پس لفظ اہیہ اشر اہیہ
بمنزلہ اسم ذات کی ہے اوسکا ترجمہ الازلی الذی لایزال کر دیا **از انجملہ** یہہ ہے ترجمہ عربی سفر خروج
مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ کے آٹہوین باب کی گیارہوین آیت مین اسطرح ہے + تبقی فی النہر فقط +
اور دوسرے ترجمہ عربی مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ مین اسطور پر ہے + (تبقی فی النیل) + دیکہیے نیل ایک خاص
دریا کا نام ہے جو مصر کے بیچ بہتا ہے اوسکا ترجمہ نہر کیا حالانکہ نہر کا لفظ سب دریاؤن کو
شامل ہے **از انجملہ** یہہ ہے ترجمہ عربی کتاب یوشع مطبوعہ سنہ ۱۸۴۴ کے دسوین باب کے

تیرہوین آیت مین اسطرح سے ہی ﴿ (السیس ہذا مکتوبا فی سفر الابرار) ﴾ اور دوسرے ترجمہ عربی کے
مطبوعہ ۱۸۱۱ء مین سفر الابرار کی جا سفر المستقیم ہی اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۳۸ء مین لفظ ابرار کی
اور مستقیم کی جا لفظ یاصار ہے اور دوسرے ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۴۵ء مین لفظ یاشر ہی
اور ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۸۴۴ء مین لفظ بادشاہی پس اصل مین یاشیا یا صار یا یاشر کتاب
کے مصنف کا نام ہے مترجمون نے اوسکو اپنی اپنی رای سے ابرار اور مستقیم کے ساتھ
ترجمہ کر دیا انہی جملہ یہہ ہے کہ باب اول انجیل یوحنا مطبوعہ ۱۸۴۲ء مین یون ہے (قد وجدنا
مسیا الذی تاویلہ المسیح) اور ترجمہ فارسی مطبوعہ ۱۸۱۶ء مین اس طرح پر ہے (ما مسیح را کہ
ترجمہ آن کرسطوس میباشد یافتیم) اور ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۸۳۹ء مین اصل لفظ خرستہ اور مسیح
اوسکا ترجمہ قرار دیا ہے۔ اب یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اصل نام مسیاہی یا مسیح ہے یا خرستہ
ہے عربی ترجمہ سے اصل مسیا معلوم ہوتا ہے اور مسیح اوسکا ترجمہ اور ترجمہ فارسی سی اصل
مسیح اور کرسطوس ترجمہ ظاہر ہوتا ہے اور اردو سی اصل خرستہ اور ترجمہ مسیح سمجھا جاتا ہی
دیکھو نام کا اسطرح پر ترجمہ کیا کہ معلوم نہین کہ اصل کیا ہے اور ترجمہ کونسا ہے پس اگر اہل کتاب
نے اسیطرح جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا بہی ترجمہ کر دیا اور اوسکو معنی اور
وکیل سے بدل دیا ہو تو کچھ بعید نہین کیونکہ بعض اہل کتاب زمانہ سابق مین حضرت کا نام انجیل اور
توریت مین لکھا دیکھکر ایمان لائے تھی اور ہشتم پولس نصاری کی نزدیک اگرچہ حواریون کی
مرتبہ مین ہے اور اہل تثلیث اوسکو اپنا بزرگ اور پیشوا سمجھتے ہین لیکن حقیقت مین وہ دین عیسی علیہ
السلام کا دشمن اور دین عیسائی کا خراب کرنیوالا تھا اوسنی حرام چیزون کو حلال کر دیا
اوسنی خنزیر اور شراب نصارے کی لیئے مباح کر دی اول مین وہ دین عیسائی کا
نہایت دشمن تہا بہت عیسائیون کو اوسنی قتل کیا آخر اس فریب سی مارا کہ ظاہر مین اپنی آپکو عیسائی
مشہور کیا سو اوسکی ہو گئی پس نصاری کے آگی لہذا ہمارے نزدیک اوسکی اقوال کا کچھہ اعتبار نہین ہی اور اوسکے
تاویلات واجب الرد ہین جب یہہ امور ثابت ہو چکی تو ہم کہتی ہین کہ باوجود تحریف اور تبدیل کی ابتک

توراۃ و انجیل مین بہت سی ایسی خبرین ہین کہ جنسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی ہے
سو اونمین سی چند خبرین نقل کرتا ہون **بشارت پہلی** توراۃ کی باب استثنا مین اللہ تعالی کا کلام ۱۸ سطر ۱۷
منقول ہی ٭ مین ان کی لئی آنکی بہائیون مین سی تجہسا ایک نبی برپا کرونگا ٭ اور اپنا کلام اوس کی منہ مین
ڈالونگا ٭ اور جو کچہہ مین اوسی فرماؤنگا وہ سب اونسی کہیگا ٭ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتون کو
جنہین وہ میرا نام لیکی کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سی لونگا ٭ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی
کری کہ کوئی بات میری نام سی کہی جس کی کہنیکا مینی اوسکو حکم نہین دیا یا اور معبودون کی نام سی کہی تو
وہ نبی قتل کیا جاویگا ٭ پس یہہ بشارت نہ تو عیسی علیہ السلام کی لئے ہے جیسا کہ نصاری کہتی ہین نہ
یوشع علیہ السلام کی لئے ہی جیسا کہ یہود کہتی ہین بلکہ یہہ خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہی چند وجہہ
سی **وجہہ اول** امر ثالث مین ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت یحیی اور عیسی علیہما السلام کی زمانہ مین بہی
آخر زمانہ تہا اس نبی کا کہ جسکی یہہ بشارت ہی انتظار رہتا اور اوسوقت کی علماء توریت اس نبی کے
منتظر تہے پس نہ اس سی عیسی مراد ہین نہ یوشع علیہما السلام کیونکہ یہہ اونسی پہلی تہی **وجہہ دوم** اس
بشارت مین اللہ تعالی موسی علیہ السلام سی فرماتا ہے کہ تیری مانند نبی برپا کرونگا اور یہہ ظاہر ہے کہ حضرت
موسی کی مانند نہ تو یوشع ہین نہ عیسی ہین کیونکہ یہہ دونو بنی اسرائیل مین سی ہین اور توراۃ کی باب استثنا
مین یہہ لکہا ہی کہ بنی اسرائیل مین کوئی نبی موسی کی مثل نہین ہوا دوسرے موسی علیہ السلام کو شریعت
جدید عطا ہوئی تہی وہ کسی اور نبی کی شریعت کی تابع نہ تہی اور یوشع علیہ السلام حضرت موسی کی شریعت
کے تابع تہی نہ انکی اوپر کوئی نئی کتاب نازل ہوئی تہی نہ اونکی شریعت جدید تہی پس وہ موسی کی مانند
ہرگز نہین ہوسکتی اور عیسی علیہ السلام نصاری کی اعتقاد کے موجب خدا کی بیٹی اور خود خدا ہی اور جو
آدمی تہی پس خدا کی بیٹی مین اور آدمی مین ہرگز مماثلت نہین پائی جاتی تیسرے عیسی بقول نصاری
ملعون ہوئی اور پہانسی دئیے گئی اور بعد مرنیکی دوزخ مین بہی داخل ہوئی چنانچہ اہل تثلیث کے
عقائد مین اسکی تصریح ہے اور موسی مین یہہ اوصاف ہرگز نہین پائی گئی تہی موسی کو ایسی شریعت
ملی تہی کہ جس مین تعزیرات اور حدود اور غسل اور طہارت اور کہانی پینی کی چیزون کی حرام

بشارت پہلی

وجہہ اول

وجہہ دوم

حلال ہونیکی احکام سے تہے اور عیسے علیہ السلام کی شریعت مین یہہ بات ہرگز نہین پائی جاتی ہے جیسا کہ اونکی انجیل متداول سے صاف ظاہر ہی اور موسی علیہ السلام احکام جاری کرنی پر قادر تہی بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ اونکو یہہ قدرت نہ تہی ہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین اور موسے علیہ السلام مین خوب مماثلت تامہ پائی جاتی ہی جسطرح حضرت موسیٰ کی شریعت مین حرام وحلال کے احکام ہین ویسی ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مین ہین جسطرح موسی نی بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلت سی نکالکر عزت دی اور راہ راست دکہائی اسیطرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو فارس اور روم کی قید سی نکالکر موحد بنایا اور مہذب اور شایستہ کردیا اور جسطرح موسی علیہ السلام انسان تہی بیوی بچی رکہتی تہی ماں باپ سی پیدا ہوئی ہی اسیطرح جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تہی علی ہذا القیاس ہر امر مین ان دونون پیغمبرون مین جیسی مماثلت پائی جاتی ہی کسی مین نہین پائی جاتی جو شخص دونون کی شریعت اور حالت سی واقف ہی وہ اس امر کو خوب جانتا ہی اور اسی لیے قرآن مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا

وجہہ سوم اس بشارت مین سب بنی اسرائیل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ انکی بہائیون مین تجہسا نبی برپا کرونگا اور یہہ ظاہر ہے کہ سب بنی اسرائیل کی بہائے بنی اسرائیل سے غیر ہونی چاہئین جو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین داخل ہون کیونکہ عرف مین جب کوئی شخص کسی قوم سی خطاب کرکے مثلاً یون کہی کہ تمہاری بہائی آئی ہین تو اوسقوم مخاطب کے غیر لوگ سمجھی جاویں اسلیے ہمین بنا بر علیہ بنی اسرائیل کی غیر لوگون مین یہہ نبی ہونا چاہیے جو ابراہیم علیہ السلام کے اولاد مین داخل ہو کیونکہ توراۃ مین اسحاق علیہ السلام کی سوا اور کسی بیٹی کو ابراہیم کی اولاد مین سی بجز اسماعیل علیہ السلام کی برکت کا وعدہ نہین کیا ہے توراۃ کی باب پیدایش مین لکہا ہے اور اسمعیل کی حق مین مینی تیری سنی ۰ دیکہہ مین اوسی برکت دونگا اور اوسی برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑہاونگا اور اوس سی بارہ سردار پیدا ہونگی ۔ بس ضرور ہے کہ یہہ شخص اسمعیل کے اولاد سی ہو اور بنی اسرائیل کی بہائیون سی وہان بنی اسماعیل ہی مراد ہون اور یہہ ظاہر ہی کہ بنی اسمعیل

مین سے سوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اور کوئی ایسا نبی نہین ہوا ہی **وجہہ چہارم** اس
بشارت مین یون فرمایا ہے کہ اپنا کلام اوسکی مُنہ مین ڈالونگا یعنے توریت و زبور وغیرہ کتب
کے مانند لکھی ہوئی کتاب اوسکی اوپر نہ اتریگی بلکہ فرشتہ اگر اوسکی روبرو پڑہے گا وہ نبی
اُمّی ہوگا اوس سے سنکر یاد کریگا اور لوگون کو اپنی مُنہ سے پڑہکر سنائیگا پس یہہ بات
بہی سوا سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی نبی مین نہین پائی جاتی خصوص یوشع
علیہ السلام پڑہے ہوئی تہے سو وہ کسی طرح اس خبر سے مراد نہین ہوسکتی ہین **وجہہ پنجم**
اس بشارت مین اس نبی کے اعزاز واکرام کے لئی یون فرمایا کہ جو شخص اوس نبی کے
سخن کو نہ مانیگا تو مین اوسی سزا دونگا اور یہہ ظاہر ہے کہ سزا اسی خاص عذاب آخرت سے
مراد نہین کیونکہ اسمین کسی نبی کی خصوصیت نہین بلکہ ہر نبی کے نافرمان کو عذاب
اخروی ہوگا بلکہ اس سے مراد دنیا کی سزا ہے کہ اس نبی کے منکرون کو جہاد و
قتال سے زیر کرونگا اور محکوم و ذلیل بنا دونگا سو یہہ بات نہ یوشع علیہ السلام کو حاصل
تہی نہ عیسی علیہ السلام کو البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تہی پس اس بشارت سی وہی
مراد ہین **وجہہ ششم** اس بشارت مین تصریح ہے کہ یہہ نبی اگر کوئی بات
اپنے طرف سے کہے گا تو قتل کیا جاویگا اور یہہ ظاہر ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بعد دعوے نبوت کے قتل نہین کئے گئے بلکہ ہر روز اون کے شان و شوکت زیادہ ہوتے
گئی پس اگر حضرت وہ نبی نہ ہوتے تو موجب وعدہ خدا کے قتل کئے جاتی عیسی علیہ
السلام نصاری کے اعتقاد مین قتل کئے گئے ہین پس اگر یہہ بشارت اون کے لئے
قرار دیجاوے تو اون کا جہوٹا نبی ہونا لازم آوے جیسا کہ یہود کہتے ہین والعیاذ باللہ تعالے
بشارت دوسری توریت کے کتاب استثنار مین یون ہے ـــ اونہون
نے اس کے سبب سے جو خدا نہین مجہے غیرت دلائے اور اپنی واہیات باتون سے
مجہے غصہ دلایا + سو مین بہی انہین اوس سے جو گروہ نہین غیرت مین ڈالونگا

وجہہ چہارم

وجہہ پنجم

بشارت دوسری

اور ایک بی عقل قوم سے انہین خفا کرونگا + پس گروہ بی عقل اور جاہل سے مراد عرب مین
کیونکہ شام جہا سے جاہل ہی لوگ تہے انکے ہان نہ علوم عقلیہ تہی نہ نقلیہ لکہنا پڑہنا بہی
نہ جانتی تہی اور بتون کے عبادت کے سوا اور کچہہ پہچانتی تہے خصوص یہود کے نزدیک نہایت
حقیر اور ذلیل تہی کہ وہ اون کو ہاجرہ لونڈی کے اولاد سمجہتی تہے پس مطلب اس آیت کا یہہ ہے
کہ بنی اسرائیل نے جہوٹے معبودون اور حقیر چیزون کی عبادت کرکے جسطرح مجہی خفا کیا
اور غیرت دلائی ہے اسیطرح مین بہی ایک نہایت حقیر اور جاہل قوم کو کہ وہ عرب مین عزت
اور شرف اوراد اور علم و معرفت دیکر بنی اسرائیل کو جلاؤنگا اور غیرت دلاؤنگا سو اللہ
تعالے نے وہ وعدہ پورا کیا کہ عرب مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی کرکے بہیجا پہر اونہون نے
عزت دین و دنیا عرب کو بخشی یہود کو اُن کے ہاتہہ سے قتل کرایا روم و شام پر ان کمزور اور
اور کمبل پوش عربون کا قبضہ کرادیا کما قال اللہ تعالے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ عیسے علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کی قوم جاہل اور حقیر نہ تہے اور
نہ اون سے بنی اسرائیل کو غیرت دلائی گئی ہے پس سوا ے قوم عرب کے اور کسے پر
یہہ خبر صادق نہین آتی ہے **بشارت تیسرے** توراۃ کی باب استثنا
مین یہہ ہی ۔ اور اوس نی کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اون پر طلوع
ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوگا اور اوسکی ساتہہ ہزارون پاک لوگ
ہون گی اور اوسکے داہنے ہاتہہ آتشی شریعت ہوگے + پہاڑ سینا سی آنا رب کا یہہ
تہا کہ اوسنے وہان موسے کو توراۃ دی اور کوہ شعیر پر طلوع ہونیسی مراد ہے
عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کو انجیل دیا کہ اسی پہاڑ پر اون کو یہہ کتاب ملی اور فاران
مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے کہ وہان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تنہائی مین عبادت کیا کرتے تہی اور وہان ہی حضرت پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا تہا

پس کوہ فاران سے خدا کی جلوہ گر ہونے سے قرآن کو اوتارنا مراد ہے کہ حضرت پر وہان اوتارا اور موافق
وعدہ کے ہزارون صحابہ پاک اوس قدوس حضرت کی ساتھہ تہی اور آتشی شریعت بہی حضرت کے
ہاتہہ پر تہی آتشی شریعت سی مراد سختی احکام ہی سو مشرکون اور راہ زنون اور حرام کارون اور
چور بدمعاشون کی لئی اس شریعت مین نہایت سخت احکام ہین بخلاف شریعت عیسی علیہ السلام
کی کہ اونکی شریعت مین ایسے احکام نہین ہین نہ زناکار کی لئی رجم ہے نہ چور کے لئی ہاتہہ کاٹنا ہے
نہ قزاق کی لئی قتل او قطع اعضاء ہے علی ہذا القیاس اور یہہ بات کہ فاران مکہ کے پہاڑ کو کہتی
ہین توراۃ کی باب تکوین سے ثابت ہی کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسبت یون فرمایا ہی ۔ اور وہ فاران
کے بیابان مین رہا ۔ اور یہہ متفق علیہ ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام مکہ کی بیابان مین رہا کرتی تہے
اور وہان ہی اونہون نے پرورش پائی تہی اب اگر کوئی منکر اس بشارت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطی قرار نہ دے تو وہ بتلائی کہ مکہ کی بیابان سی خدا کیونکر جلوہ گر ہوا اور کسکی ساتہہ ہزار ہا لوگ
تہی اور کسکی ہاتہہ پر سخت شریعت تہی **بشارت چوتہی** توراۃ کی باب تکوین مین ہے
یہودا سی ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حکم اوسکی پاؤن کی درمیان سی جاتا رہیگا جب تک کہ شیلا
نہ آوی اور قومین اوسکی پاس اکہٹی نہ ہون ۔ پس شیلا سی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اگرچہ اسکی ترجمہ مین
اہل کتاب کا بہت اختلاف ہے جیسا کہ امر ششم مین بیان ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک یہود مین ذرہ
حکومت رہی بعد اوسکی آجتک جہان کہین یہود ہین غیر لوگون کی زیر حکومت ہین اکثر یہود اہل اسلام کی
رعیت ہین کچہہ اور لوگونکی ہین لیکن کہین اپنی حکومت سی نہین پائی جاتی ہین پس یہہ بشارت سوائے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق ہی نہین آتی نہ یوشع پر نہ عیسی پر کیونکہ انکی عہد تک اور
بعد انکی یہود اپنی زور اور حکومت سے تہی کسیکی رعیت نہ تہی اور دوسری یہہ عبارت کہ اوسکی
پاس قومین اکہٹی ہون گی صاف دلالت کرتے ہے کہ اس سی مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہین کیونکہ قومین اور مختلف لوگ حضرت ہی کی دین مین آئی ہین اور حضرت ہی کی پاس مجتمع
ہوئی ہین **بشارت پانچوین** ۴۵ زبور مین یون ہے ۔ میری دلمین اچہا مضمون

جوش مارتا ہے + مین اُن چیزون کو جو مین بادشاہ کی حق مین بنایا ہی بیان کرتا ہون + میری
زبان ماہر لکھنی والیکا قلم ہے + تو حسن مین بنی آدم سی کہین زیادہ ہے + تیرے ہونٹون مین
لطف ڈالا گیا ہے + اسی لئی خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا آی پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت
اور بزرگی ہے حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا + اور اپنی بزرگواری سی سوار ہو اور سچائی اور
ملائمت اور صداقت کیواسطی اقبالمندی سے آگی بڑھ + تیرا دہنا ہاتھہ تجھکو مہیب کام
سکہلادیگا + تیرے تیر تیز ہین + لوگ تیری نیچی گرتے پڑتے ہین وہ بادشاہ کی دشمنون کے
دل مین لگ جاتی ہین + تیرا تخت اے خداوند ابدالآباد ہے + تیری سلطنت کا عصا راستی
کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے + اس سبب خدا نی تجھکو
خوشی کی تیل سی تیرے مصاحبون سی زیادہ مسح کیا + تیرے ساری لباس سی مُر اور
عود اور تج سکے خوشبو آتی ہی کہ جنسی ہاتھی دانت کی محلون کی درمیان انہین تجھکو خوش
کیا ہے + ۹ بادشاہونکی بیٹیان تیرے عزت والیون مین ہین ملکہ اوفیر کے سونی سی آراستہ
ہوکے تیری داہنی ہاتہہ کہڑی ہی + ۱۶ آیت مین یہہ ہے ـ تیرے بیٹے ..... باپ دادونکے
قائمقام ہون گے تو انہین تمام زمین کے سردار مقرر کریگا + ۱۷ مین ساری پشتون کو تیرا نام
یاد دلاؤنگا پس سارے لوگ ابدالآباد تیرے ستایش کرینگی انتہی تمام اہل کتاب کی نزدیک یہہ
بات مسلم ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک ایسی نبی کی بشارت دیتی ہین جو اونکی بعد ان صفاتسے
موصوف ہوکر ظاہر ہوگا پس یہود کی نزدیک تو ابتک کوئی نبی ان صفات کا بعد داؤد کے
ظاہر نہین ہوا ہے اور نصاریٰ کی نزدیک اس بشارت سی عیسیٰ علیہ السلام مراد ہین اور
اہل اسلام کی نزدیک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور حق یہی ہی کہ یہہ
بشارت حضرت ہی کیواسطے ہی کیونکہ اس بشارت مین اوس نبی کی لئی چند اوصاف بیان
کئے ہین سو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سب پائی جاتے ہین اور عیسےٰ علیہ السلام مین ہرگز
نہین پائی جاتی ہین سو بالضرور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی اس کے مصداق ہین اور وہ اوصاف

یہہ ہین ۔ حسین ہونا ۔ قوی ہونا ۔ افضل البشر ہونا ۔ فصیح ہونا ۔ تلوار بند ہونا ۔ مبارک الی الدہر ہونا ۔ تیرانداز ہونا ۔ خلق کا آپکی تابع ہونا ۔ کپڑون سے خوشبو کا آنا ۔ بادشاہون کے بیٹیون کا اُن کے گہرانے مین آنا ۔ آپکے اولاد کا بجائی اپنی باپ کی رئیس اور حاکم ہونا ہر جگہہ آپکا نام مذکور ہونا ۔ ہدایا کا آنا ۔ ابدالآباد اُس کا ذکر خیر جاری رہنا ۔ سو حسن صورت حضرت کا ایسا تہا کہ ابیرہ رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چہرہ مبارک سی کوئی چیز خوب صورت نہین دیکھی گویا آفتاب آپ کی چہرہ مبارک مین پہرتا ہے اور جب ہنستی تہے تو دیوار تک آپکی دانتونسی روشن ہو جاتی تہی اور بہت سے صحابہ سے ایسا ہی منقول ہے ۔ اور آپکی قوت کا یہہ حال تہا کہ ایک شخص رکانہ نام قوت مین اپنا نظیر نرکہتا تہا ایکروز حضرت سے جنگل مین ملا اور کہنی لگا اگر تو مجہکے کشتی مین مغلوب کردی تو جانون کہ تم سچے برحق ہو سو حضرت نے اُسکو پچہاڑ دیا دوبارہ پہر لڑا پہر پچہاڑا رکانہ نے تعجب کیا حضرت نی فرمایا یہہ کیا تعجب کی بات ہے اگر تو اللہ پر ایمان لاوے اور مجہی سچا رسول سمجہے تو مین درخت کو بلا دون سو حضرت نے ایک درخت کو بلایا اور وہ آ حضرت کے سامنی کہڑا ہو کر آپکی رسالت کی گواہی دینی لگا پہر کہا کہ اے درخت پہر جا وہ وہین چلا گیا افضل البشر ہونی پر آپکی نبوت عامہ دلیل ہے اور فصاحت آپکی اظہر من الشمس واَبین من الامس ہے اور تلوار باندہنا اور جہاد کرنا یہہ آپکا مسلم الثبوت ہے اور مبارک ہونا ہی آپ کا ظاہر ہے کہ مشرق اور مغرب مین لاکہون مسلمان پنج وقتا نماز مین اور نماز کے بعد حضرت پر درود بہیجتے ہین اور آپکے لئے برکت مانگتی ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ تیراندازی کل بنی اسمعیل کا شیوہ ہے خصوص ہماری حضرت کا کہ ہر جنگ مین آپکی پاس تیر و کمان رہتی تہے اور اکثر معرکون مین تیر سے حضرت کو فتح حاصل ہوئی ہے اور خلق بہی آپکی تابع ہوگئی تہی چنانچہ گروہ کی گروہ آتی تہی اور اسلام لاتی تہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ وَرَاَیۡتَ

التامو بین خاتم النبیین رسول الله دیا اور آپکے کپڑون سے خوشبو بھی آیا کرتی تھی یہانتک کہ حضرت کا پسینہ
ایک عورت نی جمع کرکے ایک دولہن کو ملا تہا کئی پشتون تک اسکی اولاد سی خوشبو آتی رہی اور
قرن اول مین بادشاہون کی بیٹیون نی آپکی ذریات کی خدمت کی ہے چنانچہ سیدنا امام حسین رضی اللہ
عنہ کی گہر مین شہربانو بنت یزدجرد کسری فارس کی بیٹی تہی اور بدایا بھی آپکی پاس آیا کرتی تہی چنانچہ مقوقس
شاہ قبط نی حضرت کی خدمت مین تین لونڈیان اور ایک غلام سود اور ایک خچر شہبا اور ایک گہوڑا شہب اور ایک
گہوڑا اور کچہہ کپڑی ہدیہ بہیجی تہی اور آپکی بعد آپکی اولاد مین سیدنا امام حسن رضی خلیفہ ہوئی ہین اور بعد اونکے
ایران و یمن و ہند و ستان وغیرہ ملکونمین ابتک حضرت کی ذریت مین سی حاکم اور فرمانروا رہی ہین اور اونکے
بعد آپکی اولاد مین سی سردار ہوئی ہین اور انشاء اللہ تعالے قیامت کی قریب امام مہدی رضی اللہ عنہ جو حضرت کی
اولاد مین سی ہونگی تمام روی زمین کی حاکم ہونگی اور ذکر خیر بھی آپکا ابد الآباد جاری رہیگا چنانچہ ہر ملک
مین پانچ وقت موذن باواز بلند اشهد ان محمدا رسول الله کہتا ہی اور اوقات غیر محصورہ مین
مسلمان حضرت پر درود بہیجتی ہین اور علماء و فضلاء مجالس وعظ مین آپکی محامد بیان کیا کرتے ہین اور
سلاطین اور بڑے بڑے بادشاہ آپکی روضہ مبارک کی خاک پر سر رگڑتے ہین لیکن یہہ بشارت عیسی
علیہ السلام پر ہرگز ہرگز صادق نہین آتی کیونکہ کتاب اشعیاہ کے ترپنویں باب کو دیکہو عیسے علیہ السلام کی بشارت
قرار دیتی ہین حالانکہ اوس کتاب مین اونکی نسبت یون لکہا ہی کہ وہ نہایت بدشکل تہی اور وہ آدمیون میں
بھی نہایت ذلیل و حقیر تہی سو یہہ صفات اون اوصاف کی جو زبور مین نبی آخر کی لئی مذکور ہین خلاف
اور ضد ہین کیونکہ عیسی علیہ السلام نہ تلوار بند تہی نہ کبہی اونہون نی تیر اندازی کی ہی نہ اونکی لئی جورو تہی کہ اوسکو
کسی بادشاہ کی بیٹی قرار دیتی نہ اونکی اولاد ہوئی کہ وہ باپ اونکی قائمقام ہوکر حکومت کرتے عیسی علیہ السلام کی
پاس ہدایا کا آنا تو ایک طرف کا اونکی تابعدار ہوتا تو درکنار بقول نصاری اونکو سیری کچہہ عزت ہی نہ تہی بلکہ یہودی اونکو
بڑی ذلت سی پہانسی پر لٹکا دیا بشارت چہٹی انجیل متی کی تیسرے باب مین یون لکہا ہی اون دنون مین یوحنا
بپتسمہ دینے والا یہودیہ کے بیابان مین ظاہر ہوکے منادی کرنے اور یہہ کہنے لگا توبہ کرو کیونکہ آسمان کی
بادشاہت نزدیک ہی اور اوسی انجیل کے چوتہی باب مین یون ہی جب یسوع نی سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا

ت جليل کو چلا گیا + ١٧ اور اوسی وقت سی عیسی نی منادی کرنی اور یہہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ
آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی + ٢٣ اور عیسی جلیل کی عبادت خانون مین تعلیم دیتا اور آسمانی بادشاہت
کی خوشخبری سناتا پہرتا + اور اوسی انجیل کے دسوین باب مین یون ہی کہ عیسی نی اپنی شاگردون کو
یہہ تعلیم کی + ١٨ - اور چلتی ہوئی منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی +
پس ظاہر ہوا کہ یحیی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام اور اونکی حواریین وشاگرد سب کے سب آسمانی
بادشاہت کی آنیکی خبر دیتی تہی اور یہہ بہی ظاہر ہوا کہ یہہ بادشاہت جسطرح کہ یحیی علیہ السلام کے
عہد تک ظاہر نہوئی تہی اسیطرح سے عیسی علیہ السلام اور اونکی حواریون کی عہد مین بہی ظاہر نہوئی
تہی سو اب ہم کہتی ہین کہ اس آسمانی بادشاہت سی کہ جسکی عیسی علیہ السلام اور اونکی حواری
منتظر تہی ہماری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مراد ہے کیونکہ آسمانی بادشاہت کے
یہی معنی ہین کہ کسی نبی پر آسمان سے کتاب کہ جس مین سب قسم کے احکام ہون بڑی زور اور شوکت
سی نازل ہو کہ وہ نبی بزور شمشیر سرکشون کو اون احکام پر چلاوی اور جو اونہین نہ مانی اوسے
سزا دیوے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ یہہ کہ فقط بادشاہت دنیوی ہو جیسا کہ
سلاطین کو حاصل ہوتی ہے اور نہ یہہ کہ فقط احکام آسمانی مسکنت اور عاجزی کی طور پر کسی
نبی پر اوتاری جاوین جیسا کہ عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تہے بلکہ دونون چیزین مجتمع ہون
کہ احکام آسمانی بہی ہون اور بادشاہت اور حکومت کی طور سے بہی ہون اور اسی لئے
یحیی اور عیسی علیہما السلام لوگون کو اس بادشاہت سی ڈراتے اور توبہ کراتی تہی کہ اب وقت
ہی راستی اختیار کر لو بدی چہوڑ دو ورنہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم عنقریب ظاہر ہونیوالی ہین وہ
تمکو خوب سزا دینگے سو ایسا ہی ہوا بعض نصاری لی انصافی سے آسمانی بادشاہت کے
معنی عیسیٰ کی شریعت کا شایع ہونا مراد لیتے ہین سو یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسی انجیل کی کئی مین آگی عیسی اس سلطنت
کی نسبت ایکقوم سی یون فرماتی ہین کہ یہہ سلطنت تمسی لیجاویگی اور ایک قوم کو جو اسکا میوہ لاوی دیجاویگی
اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت سی خود طریقہ آسمانی مراد ہی نہ اسکا شایع ہونا اور ظاہر ہونا کیونکہ شیوع اور ظہور اسکا

ایک قوم سی لیکر دوسرے کو دے جانے کے کچھ معنی نہین دوم آسمانی سلطنت کی کوئی بات
شریعت عیسوی مین نہین پائی جاتی ہے تاکہ اوسکا ظہور قرار دیا جاوی کیونکہ اول تو اس شریعت
مین احکام سیاست اور حلت وحرمت نہین ہین جیسا کہ اناجیل متداولہ کی مطالعہ سی خوب ظاہر
ہوتا ہے بلکہ توراۃ کی احکام کو بھی پولوس نے کہ جو بزعم نصاری رکن شریعت عیسوی تہا
منسوخ کر ڈالا دوم اگر یہہ بھی تسلیم کر لیا جاوی کہ اونکی ہان احکام سیاست اور حلت وحرمت
ہین تو وہ آج تک عیسی علیہ السلام کے عہد سے کبھی جاری نکئی گئی نہ حواریون کی عہد مین نہ خود عیسی
علیہ السلام کی زمانہ مین کبھی کسی زانی کو یا چور کو یا قزاق کو سزا دی گئی پہر اوسکا شیوع کب ہوگا
اگر نصاری کی حکومت اور شوکت کو شیوع شریعت عیسوی قرار دیا جاوی تو اس زمانہ سی زیادہ
کبھی نصاری کو شوکت وحکومت حاصل نہین ہوی پس اب بہی احکام آسمانی کہین جاری ہوتے
نہین دکہلائی دیتی ہان پارلیمنٹ او کمیٹیون کے احکام جاری ہین البتہ شریعت محمدیہ علی
صاحبہا السلام مین یہہ سب باتین پائی جاتی ہین صاحب شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد
مین اور اونکی بعد اونکی صحابہ کی زمانہ مین پہر تابعین وتبع تابعین کے دور مین بلکہ زمانہ حال تک
خوب آسمانی احکام جاری رہے خدا کی دشمنون کو کہ وہ کافر اور مشرک ہین خوب سزائین دی گئین
اور اونکی لئی سزا کے قوانین نازل ہوکر اونپر خوب عمل ہوا کہ اونکو غلام بنا لیا اور اونکے مال و
اسباب کو ضبط کرکے خدا کی خزانہ مین جسکو بیت المال کہتی ہین جمع کر دیا گیا خاص بلا غرض دنیوی
فوجین طیار ہوکر خدا کے دشمنون سی مقابل ہوئین پہر اونکی توبہ سے اونکو حسب قانون
آسمانی معاف کر دیا گیا چور اور قزاقون کو سزائین ملین ہاتہہ کاٹے گئے گردنین ماری گئین زنا کار پر
رجم ہوا دُرّے ماری گئی خزانہ الہی یعنی بیت المال مین سے خدا کی بیکسون کی اور یتیمون اور
فرومایون کی دستگیری کی گئی منصف آنکہہ کہول کر دیکہے کہ آسمانی بادشاہت کا مصداق
شریعت محمدیہ کی سوائے اور نہین ہوسکتی * بشارت ستائیسوین اسی انجیل کے اکیسوین باب
مین یون لکہا ہے - ۴۲ یسوع نے انہین کہا کیا تمنے نوشتون مین کبھی نہین پڑہا کہ جس پتہر

کو راج گیرون نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا ہے یہہ خداوند کیطرف سے ہی ہمارے
اور تمہاری نظرون مین عجیب + اسی لئے مین تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تمسے
لیجاویگی اور ایک قوم کو جو اسکا میوہ لاوے دیجاویگی + جو اس پتھر پر گریگا چورا ہو جاویگا
پر جسپر وہ پتھر گریگا اوسے پیس ڈالیگا انتہے آسمانی سلطنت کا ایک میوہ لانیوالی قوم کو دیا جانا
عرب پر صادق آتا ہی اور اوسکی بعد صاحب سلطنت کی مثال ناپسند پتھر کے ساتھہ دینا اور انجام کو اسکا
کونیکا سرا ہونا اور لوگونکی نظرونمین اسکا عجیب معلوم ہونا پتھر مین یہ وصف ہونا کہ جو اوسپر گریگا چورا ہو جاویگا
اور جسپر وہ پڑیگا چورا کر ڈالیگا خاص حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ
قوم عرب تمام قومون کے نزدیک ذلیل وخوار تہی علوم وفنون کا انمین نام ونشان نہ تہا یہود و
نصارے بسبب اپنی علم وہنر کے اور بہی اہل عرب کو حقیر اور ذلیل جانتی تہے اور عرب مین
بالخصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بہی لوگون کی نزدیک ناپسند تہی کیونکہ نہ اون کی پاس
مال واسباب دنیوی تہا نہ کبہی اون کا کوئی باپ دادا بادشاہ ہوا تہا نہ حضرت کے والدین
حیات تہی پس گویا حضرت ناپسند پتھر کے مانند تہی اور لوگونکی نزدیک آپکا تمام جہان کے لئی
رسول ہونا عجیب تہا پہر آپ کو اللہ نے کونیکا سرا بنایا یعنی خاتم النبیین کر دیا پہر آپ پر جو گرا چورا
ہو گیا بدر کے دن قریش کہ آپ پر گرے سب کو حضرت نی چورا کر دیا علے ہذا القیاس اور جسپر
حضرت جا کر گرے اوسکو بہی چورا کر ڈالا فتح مکہ مین اہل مکہ کو اور اس سی پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور
انکی بعد صحابہ ایران وروم وغیرہ بڑے بڑی ملکون پر گرے سب کو اونہون نی چورا کر دیا چند روز
مین اقطار الارض مین دین پہیل گیا پس یہہ بشارت بجز حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کسی پر صادق نہین آتی خاص کر عیسے علیہ السلام پر تو کسی طرح صادق نہین آتی کیونکہ
اول تو عیسے علیہ السلام کسی اور کی نسبت یہہ فرماتے ہین جیسا کہ سیاق کلام سے ظاہر ہے
دوسرے نہ تو حضرت عیسی علیہ السلام ناپسند پتھر کے مانند تہے اسلئی کہ بنی اسرائیل مین سے
خاص داؤد علیہ السلام کے نسل مین سی تہی کہ جو تمام بنی اسرائیل مین معظم ومکرم تہے

اور نہ عیسی علیہ السلام کو نبیکا سرا ہوئے کہ جس سی مراد خاتم النبیین ہوتا ہی کیونکہ یہہ بات ثابت ہو چکا کہ
حضرت عیسی علیہ السلام خاتم النبیین نہ تہے اور نہ عیسی علیہ السلام پر گر کے کوئی چور ہوا چنانچہ یہود نے
انسی کیا کچہہ کیا اور کسطرح سے آپ گرے کہ انکو بقول نصاری چورا کر دیا لیکن انکا کچہہ بہی ضرر نہوا
اور نہ عیسی علیہ السلام کی کسیکو گر کے چور کیا **بشارت آٹہوین** یہہ بشارت انجیل یوحنا کے
چودہوین باب مین ہے عربی ترجمہ سی کہ ۱۸۳۱ اور ۱۸۲۱ اور ۱۸۴۴ عیسوی مین شہر
لندن مین چہپا تہا نقل کرتا ہون - عیسے علی نبینا و علیہ السلام اپنی حواریون سی یون فرماتے
ہین + اگر تم مجہے دوست رکہتی ہو تو میرے وصیتون کو یاد رکہو + اور مین باپ سی مانگتا ہون
وہ تمہین **فارقلیط** دیگا کہ ابد تک تمہاری ساتہہ رہے + ۲۶ - اور فارقلیط (یعنی روح القدس)
جسے باپ میرے نام سی بہیجیگا وہی تمہین سب چیزین سکہلاویگا + اور سب باتین جو
کچہہ کہ مینی تمہین کہین ہین یاد دلاویگا + ۲۹ - اور اب مینے تمکو اسکے آنی سے
پہلے خبر کر دی تاکہ جب وہ آوے تب تم ایمان لاؤ + بعد اسکے مین تم سے بہت
کلام نکرونگا اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہی اور مجہہ مین اسکے کوئی چیز
نہین ہی + ۱۵ باب انجیل یوحنا + ۲۶ - جب کہ وہ **فارقلیط** جسے مین تمہاری لئی
باپ کی طرف سے بہیجون گا آوے گا تو وہ میرے لئی گواہی دے گا اور تم بہی گواہ
دو گے + ۱۶ باب ۸ آیت - لیکن مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تمہارے لئی میرا
جانا بہتر ہے کیونکہ اگر مین نہ جاؤن گا تو **فارقلیط** تمہارے پاس نہ آویگا
پر اگر مین جاؤن گا تو مین اوسکو تم پاس بہیجدون گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر
اور حکم پر سزا دے گا + ۹ - گناہ سے اس لئے کہ وہ مجہہ پر ایمان نہین لاتے + ۱۲ -
میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر اب تم ان کے برداشت نہین کر سکتی
+ ۱۳ - لیکن جب وہ **فارقلیط** آوے گا تو تمہین راہ حق بتلاوے گا کیونکہ وہ اپنے
طرف سی نہ کہیگا بلکہ جو سنیگا سو کہیگا اور تمہین آیندہ کی خبرین دیگا + ۱۴ - اور وہ میری بزرگی

بیان کرے گا اسلئے کہ وہ میرے چیزین پاکو خبر کریگا + ۱۵ جو چیز باپ کی ہے سو وہ میری
ہی اسی لئے مین نے یہہ کہا کہ وہ میری چیزین پاکر تمہین خبر کرے گا انتہی + مقدمہ پہلی دو مقدمہ
بیان کرتا ہون کہ مقصد ظاہر ہو جاوے مقدمہ اولی پہلی ہم ثابت کر چکی ہین کہ اہل کتاب سلف سی خلف تک
تحریف کرتے چلے آئی ہین اور نام کا ترجمہ کیا کرتے ہین جیسا کہ اوپر بیان اسکا ہوا پس اصل عبری
انجیل مین کہ جو عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکہا
ہوا تہا اور خاص احمد کے نام سی بشارت مذکور تہی لیکن جب اوس کا اول ترجمہ یونانی زبان مین
ہوا تو حضرت کی اسم مبارک کا ترجمہ **پیرکلوطوس** کہ جسکے معنی احمد ہین کر دیا پہر جب یونانی زبان
سے عربی مین ترجمہ کیا تو اسکا معرب **فارقلیط** بنایا چنانچہ ایک پادری صاحب نے ایک رسالہ
جو لفظ **فارقلیط** کے تحقیق مین اردو زبان لکہا ہی اور سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین کلکتہ مین چہپا تہا لکہتے ہین
کہ یہہ لفظ فارقلیط یونانی لفظ سے معرب کیا گیا ہے پس اگر اسکی یونانی مین پاراکلی طوس اصل
قرار دیجاوی تو اسکے معنی معین اور وکیل کے ہین اور اگر کہین اصل پیرکلوطوس ہی تو اسکی معنی
محمد یا احمد کے قریب ہین پس جس عالم اہل اسلام نے اس بشارت سی استدلال کیا تو وہ اصل
پیرکلوطوس سمجہا کیونکہ اسکے معنی محمد یا احمد کے قریب مین پس اونسی دعوی کیا کہ عیسی علیہ السلام نے
محمد یا احمد کے خبر دی لیکن اصل پاراکلی طوس ہے فقط ہم کہتے ہین کہ اصل پیرکلوطوس ہے
یونانی خط مین بہت تشابہ ہی اوسکو پاراکلی طوس غلطی سی پڑہ لیا اور اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو ہم
اول انکی اکابر کے تحریف و تبدیل ثابت کر چکے ہین پس ایسی دیانت والوسی یہہ کیا بعید ہی کہ پیرکلوطوس
کا پاراکلی طوس بنا دیوین اور قطع نظر اسکی اون بہی مدعا حاصل ہے کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر معین
اور وکیل ہونا بہی صادق ہے **مقدمہ دوم** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ تک اہل کتاب
فارقلیط کے منتظر تہی چنانچہ بعض لوگون نے فارقلیط ہونیکا دعوی بہی کیا تہا اور بعض لوگون نے
اوس نام بہی رکہا تہا چنانچہ **منتس مسیحی** نے قرن ثانی مین دعوی کیا تہا کہ مین وہ فارقلیط نبی ہون
کہ جسکی عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہی پس بہت سی عیسائی لوگ اوسپر ایمان لائے اور اوسکی تابع ہو گئے

مقدمہ اول

[illegible]

مقدمہ دوم

چنانچہ ولیم میور صاحب نے اپنی تاریخ کی کتاب کی تیسرے باب مین اوسکا اور اوسکی متبعین کا
حال لکھا ہے اور یہہ کتاب ۱۸۴۸ عیسوی مین چھپی ہی اور لب التواریخ کا مصنف کہ وہ بھی
عیسائی ہے لکھتا ہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زمانہ کی یہود و نصارے ایک نبی کی منتظر تھے
اسیوجہہ سی ملک حبش کا بادشاہ نجاشی جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سنکر ایمان
لایا اور کہا بلاشک یہہ وہی نبی ہین کہ جنکی عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہے انجیل مین حالانکہ نجاشی عیسائی تھا
اور توریت و انجیل خوب جانتا تھا باوجود اسکے بادشاہ بہی تھا اوسکو اوسوقت آنحضرت علیہ السلام کا کچھ
خوف و خطر نہ تھا اور ایسی طرح مقوقس بادشاہ قبط نے حضرت کی نبوت کا اقرار کیا اور بہت سی ہدایا آپکے
حضور مین روانہ کیے اور یہہ بادشاہ عیسائی توریت و انجیل کا بڑا عالم تھا اور جارود بن العلا رحمۃ اللہ جو اپنے
قوم نصاری مین بڑا عالم تھا حضرت پر ایمان لایا اور کہا کہ بیشک تمہاری خبر انجیل مین عیسی علیہ السلام نے
دی ہے اور ہرقل شاہ روم نی بہی اقرار کیا تھا علی ہذا القیاس بہت سے ذی شعور کہ نصاری کی عالم انجیل کے خبر کے موافق حضرت
پر ایمان لائی حالانکہ اونکو اوسوقت نہ کچھہ حضرت کا خوف تھا نہ کچھہ طمع اور لالچ کسیلئی کہ حضرت کے
اوس زمانہ تک شوکت ظاہری ایسی ظاہر نہوئی تہے کہ جس سی یون کہین کہ وہ لوگ ڈر کر ایمان
لائی اور نہ آپکی پاس مال و متاع تھا کہ اوسکے لالچ مین آگئی پس ثابت ہوا کہ انجیل مین ہماری حضرت علیہ
السلام کا نام لکھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھکر منصف مزاج حضرت پر ایمان لاتی تہی اور آپکی پہلے آپکی منتظر
تہی پس جب یہہ مقدمے بیان ہو چکے تو ہم کہتی ہین کہ عیسے علیہ السلام نے انجیل مین محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبی ہونیکی خبر دی ہے جیسا کہ قرآن مجید مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا
بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ اور جب کہا عیسے بن مریم نے ای بنی اسرائیل مین تمہارے
پاس اللہ کا رسول ہوکر آیا ہون سچا تا ہوا اپنی سے پہلے چیزون کو کہ وہ توریت ہی اور خوشی سناتا ہوا
ایک رسول کی کہ میرے بعد آتا ہی جس کا نام احمد ﷺ ہے اور احمد کے نام سی بشارت دی ہے
کہ جسکا ترجمہ یونانی پیرکلوطوس ہے اور معرب اسکا فارقلیط ہوا جو ابتک انجیل مین موجود ہی

پس اس بشارت کی موجب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین اور اگر کوئی یون کہی
کہ فارقلیط کی اصل بعض نصاری کی نزدیک پاراکلی طوس ہے کہ جسکی معنی معین اور وکیل
کی ہین۔ احمد کے ترجمہ اوسکا یہہ جواب دین گی کہ اگر یہہ بہی تسلیم کیا جائی تب بہی ہمارا مطلب
ثابت ہی کیونکہ اس وکیل اور معین سی بہی ہماری نبی ؐ مراد ہین نہ روح جیسا کہ علماء ہمی دعوے
کرتی ہین کیونکہ عیسی علیہ السلام نی اس بشارت مین اوس نبی فارقلیط کی لئی چند باتین بیان
فرمائی ہین سو وہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہین نہ روح پر کہ جو عیسی علیہ السلام
کی شاگردونپر نازل ہوئی تہی ازانجملہ یہہ ہی کہ عیسیؑ نی اول فرمایا کہ اگر تم مجہسے محبت رکہتی ہو
تو میری وصیت کو یاد رکہنا پس یہہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اسکی بعد جو کچہہ فرماوینگی بڑی قدر کی
چیز ہوگی کہ جسکا انکار ان لوگون سی کچہہ بعید نہین پہر اوسکی بعد فارقلیط کے آنیکی خبر دیکر
اگر فارقلیط سی مراد روح ہوتی تو اسقدر اہتمام کی عیسی علیہ السلام کو حاجت نہ ہوتی کیونکہ روح کا نازل
ہونا حواریونپر کسی جسم اور شکل مین نہ تہا بلکہ دلپر انکی اوس کا ظہور ہوا سو ایسی حالت کا انکار صاحب
حالت سی مستبعد بلکہ ناممکن ہی اور دوسرے روح اونپر پہلی بہی عیسیؑ کی روبرو اترا کرتی تہی پہر اوس
انکار کی کیا معنی پس عیسی علیہ السلام نی اپنی نور نبوت سی دریافت کیا کہ یہہ امت اکثر محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا انکار کرینگی لہذا اول ہی سی اہتمام کیا اور پہر حضرت کی آنیکی خبر دی ازانجملہ یہہ ہے
کہ روح آپ سی جسطرح متحد ہی اوسیطرح اوسکو ابن سی اتحاد ہی جیسا کہ نصاری کہتی ہین پس
روح کو عیسی علیہ السلام کی ساتہہ غیریت ناممکن ہی بخلاف محمد علیہ السلام کے کہ اون سے
بالکل غیریت ہی پس آدر فارقلیط کا لفظ ہماری دعوی پر دلیل ہے کیونکہ اور کا لفظ
غیریت چاہتا ہے اور عیسی اور روح مین غیریت نہین ازانجملہ یہہ ہی کہ وکالت اور شفاعت
نبوت کی خواص مین سی ہی نہ روح کی کہ جو اسسی متحد اور عین ہی پس وکیل اور شفیع ہونا جو
فارقلیط کی نسبت اس بشارت مین مذکور ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین پایا جاتا ہی نہ روح مین ازانجملہ
یہہ ہی کہ اس بشارت مین عیسی علیہ السلام نے فرماتا ہے کہ وہ فارقلیط تمہین وہ چیزین جو تمنی کر

نہین ہین یاد دلائیگا حالانکہ کسی رسالہ عہد جدید سی یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عیسی علیہ
السلام کی فرمائی ہوئی احکام کو حواری بہول گئی تہے پہر روح نی آکر اونہین یاد دلائی تہی
ہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی البتہ اونکو عیسی علیہ السلام کی فرمائی ہوئی بہت سی احکام یاد دلائے
ازانجملہ توحید ورد تثلیث ہے جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہی قُلْ یَاَھْلَ الْکِتٰبِ
تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاۗءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِكَ بِہٖ شَيْـــًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ الآیہ کہہ ای محمد ای اہل کتاب آو ایک بات کی
کہ وہ ہمین اور تمہین برابر ہے وہ یہہ ہے کہ سوای اللہ کے ہم کسیکو نہ پوجین اور نہ شریک کرین
اور ہم مین سی کوئی کسیکو خدا کے سوا رب نہ بناوی ازانجملہ یہہ ہی کہ عیسی علیہ
السلام فرماتی ہین کہ مینی اوسکی آنیسی پہلے تمکو خبر کردی تاکہ تم جب وہ آوی ایمان لاو اس سی ظاہر
ہوا کہ روح مراد نہین کیونکہ روح پر تو وہ پہلی ہی سے ایمان رکہتی تہی اور اس بشارت مین
حضرت عیسی فرماتی ہین تاکہ جب وہ آوی تم اوس پر ایمان لاو ازانجملہ یہہ ہی کہ عیسی علیہ السلام
اس بشارت مین فرماتی ہین کہ جہان کا سردار آتا ہی اور مجہہ مین اوسکی کوئی چیز نہین پس یہہ
صاف دلالت کرتا ہی کہ جہانکی سردار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین کیونکہ حضرت کی نبوت
تمام جہان کی لئی ہے اور آپ تمام عالم کی نبی ہین اور نبی اپنی قوم کا سردار ہوتا ہی پس آپ ہی
تمام جہانکی سردار ہین اور حضرت عیسی مین یہہ وصف نہین کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کے
نبی تہی پس اسوجہ سی کہہ سکتی ہین کہ عیسیٰ مین یہہ بات نہین جیسا کہ آپ عیسیٰ نی فرمایا ہی کہ مجہہ
مین کوئی بات نہین بخلاف روح کی کہ وہ اور عیسی علیہ السلام ایک ہین پس جو اوصاف اوسمین
ہونگی وہ بعینہ عیسی علیہ السلام مین ہونگے پس عیسی علیہ السلام کا یہہ قول (کہ مجہہ مین اوسکی کوئی چیز
نہین) صادق نہ آئیگا ازانجملہ یہہ ہی کہ عیسیٰ فرماتی ہین فارقلیط آکر میرے لئی گواہی
دیگا پس یہہ گواہی دینا محمد صلی اللہ علیہ مین پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت نے عیسی کی رسول
ہونیکی گواہی دی ہی چنانچہ قرآن مین موجود ہی بخلاف روح کی کہ وہ عیسی علیہ السلام کے شاگردونپر نازل

ہوئی تھی سو وہ حضرت عیسی کو پہلے ہی سے رسول جانتی تھی انکو روح کی گواہی کی حاجت نہی
ہاں مخالفوں کو حاجت تھی سو انکی روبرو روح نے ہرگز گواہی نہ دے دوسرے یہہ کہ روح
بقول نصاری خدا حقیقی ہے جو نزول اور صعود اور حلول سے پاک ہے پس روح نازل نہین
ہوسکتی باوجود اسکی روح انپر ہوا کے مانند آئی تھے اور جسطرح کسی پر کچھ جن و آسیب کا اثر
ہو جاتا ہی اسیطرح عیسے علیہ السلام کی شاگردوں پر اوسکا اثر ہوا تھا جیسا کہ نصاری کہتی ہین کچھ
کے صورت مین اگر اونسی گفتگو نہین کی تھی پس جسطرح جن کا کلام بعینہ اوسکا ہوتا ہے کہ جسپر آکے
وہ جن بولتا ہے اسی طرح اوس روحکی شہادت بعینہ شاگردونکی شہادت تھی پس یہہ گواہی جدا
روحکا جداگانہ شہادت نہوتی بلکہ وے شاگردونکی شہادت ہوتی حالانکہ شاگرد عیسی علیہ السلام کے
پہلے سے عیسی کے رسول ہونیکی گواہی دیتی تھی ازانجملہ یہہ ہے کہ عیسے علیہ السلام فرماتی ہین کہ اگر مین
یا نہ جاؤن تو فارقلیط تمہاری پاس نہ آوی پس فارقلیط کا آنا عیسے علیہ السلام کی جانی پر موقوف ٹھہرا
تو یہہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نسبت ظاہر ہے کیونکہ وہ رسول صاحب شریعت اور حضور ص اونہین کے
ایک رسول کی رسالت تمام عالم کی لئی ہو ہرگز ایک زمانہ مین جمع نہین ہوسکتی پس جب تک عیسی علیہ
السلام نہ جاوین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نہ آوین بخلاف روح کے کہ اوسکا آنا عیسی علیہ السلام کی جانے
کیطرح موقوف نہین ازانجملہ یہہ ہے کہ عیسی علیہ السلام اس بشارت مین فرماتی ہین کہ فارقلیط جہانکو
اس گناہ پر کہ وہ مجہپر ایمان نہ لائے سزا دیگا چنانچہ توبیخ کا لفظ جن تراجم کا ہمنے حوالہ دیا ہے اور اون
ترجمہ عربی مین کہ جو سنہ ۱۶۷۱ عیسوی مین رومیہ مین چہپا ہوا موجود ہے اور بیروت مین جو ترجمہ عربی
کہ سنہ ۱۸۶۰ عیسوی مین چہپا تہا اوسمین یہہ عبارت موجود ہے وَیُبَکِّتُ العَالَمَ عَلیٰ خَطِیئَۃٍ پس
اس سے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہین کیونکہ حضرت نے یہود کو جو مجہپر
ایمان نہ لائی تھی موافق بشارت عیسیٰ کے خوب سزا دی ہے کہ مخالف لوگ بھی اسکا انکار نہین
کر سکتے بخلاف روح کے کہ اوس کا سزا دینا عیسےٰ کی منکروں کو کہین ثابت نہین نصاری کے
بہی کسی معتبر کتاب مین موجود نہین اور نہ حواریون سے کسی منکر کو سزا دی کیونکہ وہ نہایت عاجز اور

سکین تھی پھر فارقلیط سے کہ جو اس بشارت مین مذکور ہے روح کیونکر مراد ہو سکتی ہے کیونکہ
فارقلیط کی نسبت عیسی علیہ السلام فرماتی ہین کہ وہ میرے منکرون کو سزا دیگا اور روح نے سزا نہین دی
ان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے سب رسولون کی بعد مین جب دیکھا کہ پہلے رسولون کو لوگ ان
نہین مانا اور زبانی وعظ و پند کو خیال مین نلاتی اور بدون زجر و توبیخ کے کلام الٰہی کو نہین مانتی اور
اپنی شرک و کفر سے باز نہین آتے سلطنت آسمانی اور قوت روحانی و جسمانی کے ساتھ بڑے رعب
ہیبت سے دنیا مین رسول بناکر بھیجا تھا سو آپ نی اول اون شریرون کو کہ جو اللہ کا شریک بناکر غیر
پوجتے تھے اور خدا کے پہلے رسولونکا انکار کرتے تھے اور اونہین جادوگر کہتے تھے نہایت نرمی اور
ملائمت سی سمجھایا اور ایک عرصہ تک وعظ و پند فرمایا پس جب نہ مانا بلکہ اولٹی اور سرچڑھے تب عصی حمایت
اور تلوار آسمانی سے سب کو موحد بنا دیا بتون کو سرنگون کرا دیا اور بآواز بلند سنا دیا کہ مین نبی السیف ہون
کہ جسکی خبر پہلے انبیا نے دی ہی خصوص عیسی اور یحیی علیہما السلام نی بیابانون اور بستیون مین
میرے نام کی منادی کی ہے اور خبر دی ہے کہ جلد توبہ کرو ورنہ آسمانی سلطنت کا عہد قریب آیا
اور احمد علیہ السلام آخر لقب آیا پس جو آپ دین حق مین نہ آوی گا اول تو میری ہاتھ سی دنیا مین سزا
پاویگا پھر آخرت مین جہنم مین جاویگا۔ **تبلیغ از جانب ابو محمد عبد الحق مصنف کتاب**
اے بھائیو اے ہموطنو اے عیسائیو مین دلسوزی اور ہمدردی سے تمہاری خدمت مین التجا
کرتا ہون کہ دنیا فانی ہے ہر چیز یہانکی آنی جانی ہے ہر عیش یہانکا قصہ کہانی ہے اس زندگی چند روزہ
کو غنیمت جانو جس خداوند نے کہ تمہین اور ہمین ہاتھ پاؤن کان ناک مال و اولاد صحت و عافیت چند
نعمتین مفت عطا کی ہین اور لاکھون نعمتین بن مانگین دے ہین اونکی رضا اور طریق پر چلو کہ جس
وہ خوش ہو اور دار آخرت مین اس سی زیادہ عنایت فرماوے اور وہ طریق حق یہ ہے کہ اوسکی سچی رسول
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مانو دیکھو منصفے کرو اور دل مین سوچو سچے رسول کی یہہ علامت ہی کہ وہ خود
بازینکو کار تقوے شعار ہو اور لوگونکو توحید و صلاحیت نیکوکاری راست بازی اور سب بھلائی کی
باتین بتلاوے اور اللہ کے حرام و حلال چیزون کے خبر دیوے اور اوسکی خاص عبادت کے

طریقے سکہادی سو یہہ سب چیزین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم مین خوب پا سئے
جاتی ہین حضرت کی راستبازی نیکوکاری صلہ رحمی مروت سخاوت شجاعت حلم وعلم زہد و
تقوے سب پر اظہر من الشمس ہی پہر آپ کا خلق خدا کو ہدایت کرنا اور مکارم اخلاق مین کامل
بنانا اور برے باتون سے باز رکہنا کہ جو سب اہل عقل کے نزدیک بری تہین ظاہر اور باہر بلکہ
ابین من الامس ہی باوجود ان باتون کے پہر آپ کی نبوت کی خبر توریت و انجیل و زبور وغیرہ
کتب سماویہ مین باوجود یہود و نصاری کے تحریف و تبدیل کی ابتک موجود ہے دیکہو جس شخص
نے کچہہ اچہی طرح سے لکہہ کر دکہا دیا ہو یا کسی کاریگر نے کہ وہ جس چیز کے بنانے کا دعوی کرتا تہا
اوسکو بنا دیا ہو پہر جو کوئی شخص اوسکی کاتب اور اوسکی کاریگر ہونیکا انکار کرے اور اپنے
ہٹ دہرمی پر اصرار کرے اب وہ شخص بے انصاف نہین تو اور کیا ہے اب ہم اوسکو متعصب
اور معاند کہین تو بجا ہے اسیطرح جس نبی یا رسول نے ایک جہان کو موحد اور راست باز اور
نیکوکار بنا دیا ہو اور ایک خلق خدا کو اپنی رسالت کا کارنمایان کرکے دکہا دیا ہو پس اوسکی رسول
ہونیکا جو کوئی انکار کئے چلا جائے اور دین حق مین نہ آئے تو بیشک وہ دشمن خدا ہے اور مردود
درگاہ کبریا ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ہان جس نبی کا دین نہ پہیلا ہو اور سوای
چند کس کی اوسپر ایمان نہ لائی ہون پس اگر کوئی کافر اوسکی دین کا انکار کرے تو چندان بعید
نہین **خطاب باہل کتاب** ای یہود اور اے نصاری اللہ سے ڈرو وقت قریب آگیا
ہے اپنی تعصب کو جانی دو وہ نبی کہ جسکی خبر موسے علیہ السلام نی توراۃ مین اور عیسی علیہ السلام
نے انجیل مین دے ہے اوسکا دین تمہارے پاس آچکا ہی اب اوسکو مانو اور حضرت یہ کہ عیسیٰ
موسی وجمیع انبیاء علیہم السلام کو منوا نے ہین اور دونہ اوسپر ایمان لانیکی تاکید فرمائی ہین ایمان لاؤ
تا کہ عذاب الہی سے نجات پاؤ چاند پر خاک نہ ڈالو اور شمع عالم افروز کو منہ سے نہ بجہاؤ یعنی
حضرت کی نبوت جو توراۃ و انجیل مین جو کچہہ تمہاری تحریفات سی باقی رہگئی نہ چہپاؤ
پس اگر تم اب بہی ایمان نہ لاؤگی تو کب لاؤگی اور اللہ تعالی کو کیا منہ دکہاؤ گے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ

یوںختم ہوتی اب مین دعا اور درود پر ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون فیا رب صل
وسلم علی امام المرسلین وخاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

بحث دوسری حضرت کی خاتم النبیین ہونے مین

واضح ہو کہ جب ہمنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الہی ہونا ثابت
کردیا تو اب ہمکو ہر دعوے کی ثبوت کی واسطے قرآن کی آیت یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث کافی ہے اور دلیل عقلی سے کچھ ضرورت نہین کیونکہ اللہ اور اوسکی رسول سے
زیادہ کسیکا قول معتبر نہین ہی پس جو اللہ اور اوسکی رسول کی قول کو نانے سو وہ سوا اسکی مردود
ہونیکی احمق بھی ہے کیونکہ دلیل سے کہ جسکی اکثر مقدمات کی بنا وہمیات اور مظنونات اور
مشہورات بلکہ کاذبات پر ہوتی ہے مدعا کو بطور نظر کے کہ جسمین اکثر بسبب خلط مت ہیولات
کے غلطیان واقع ہوتی ہین حاصل کیا کرتے ہین اور اللہ تعالی کو ہر چیز کے کنہ حقیقت معلوم
ہے اور رسول کو اللہ نے بذریعہ وحی یا الہام کی اطلاع دی ہے پس اسمین کسی طرح کی
غلطے کا احتمال نہین پس اب ہم مدعا ثابت کرتے ہین قال تعالی مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسی مرد کی باپ نہین لیکن
اللہ کے رسول اور سب نبیون کی مہر ہین بعض قراء نے خاتم کو بکسر تای پڑھا ہے پس اس
تقدیر پر یہہ معنی ہوئے کہ محمد سب نبیون کے پچھلی نبی ہین کہ آپکی بعد اور کوئی نبی نہوگا پہلی تقدیر پر
یہہ معنی ہین کہ حضرت سب نبیون کی مہر ہین کہ آپکی بعد کوئی نبی نہوگا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہو چکا جس طرح
کسی چیز کا منہ بند کرکے اوسپر مہر لگا دیتی ہین اسیطرح حضرت نبوت کے سلسلہ پر مہر ہین کہ اب بعد
آپکی اوس سلسلہ مین کوئی داخل نہوگا ہر تقدیر مدعا حاصل ہے بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ختم بی الرسل یعنے رسالت مجھپر تمام ہوگئی ترمذی نے
روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا
اور بہت سے صحیح احادیث اس باب مین وارد ہین اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی پس جو

اسکا انکار کرنے کا کافر شمار کیا جاویگا اور لیکن عقلی یہ ہے کہ اہلی انبیا علیہم السلام کی شریعتین
اونکی امتون کی مزاج کے موافق افراط و تفریط تھی تمام موسی علیہ السلام کی شریعت مین اونکے
امت کی سخت مزاجی کی وجہہ سے احکام بھی سخت تھی اور عیسی علیہ السلام کی وقت مین بہت نرم
تھی پس اونکی لئی ویسی ہی نرم احکام تھی ملپس ایسی شریعتو کی ہمیشہ رہنا کہ کبھی مین بڑا حرج
اور لوگون کی واسطے بڑی دقت اور دشواری تھی اور یہہ مقتضای رحمت کاملہ سی بعید تھا
پس اوس رحیم نی اپنی رحمت کاملہ سے معتدل زمانہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی شریعت
دیکر بہیجا کہ افراط و تفریط سے خالی تہی اور اس نعمت کو آپ پر تمام کر دیا جیسا کہ قرآن مین
اللہ تعالے فرماتا ہی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الآیہ یعنی آج ہمنی تمہیں کامل دین
دیا کہ افراط و تفریط سے خالی ہے اور یہہ نعمت تمپر تمام کر دی پس اس کامل دین کو ہمیشہ
جاری رکہنا عین رحمت اور لوگونکی لئے بڑے آسانی ہی اپس جسطرح کامل چیز کی تکمیل نامکن
ہے اسیطرح آپکی بعد کسی اور نبی کا تکمیل کے لئے آنا بہی نامکن ہی البتہ آپکی بعد آپکی امت مین سے
ہر صدی کی بعد مجدد پیدا ہوا کرینگے کہ وہ دین مین جو خلل و فتور لوگون کی کمی زیادتی سے
پڑگئے ہین اونکو دفع کیا کرینگے پس وہ مجدد ہین نہ نبی **سوال** احادیث صحاح سے ثابت
ہے کہ عیسی علیہ السلام دنیا مین قریب قیامت کی تشریف لائین گے پس آپکی بعد نبی کا آنا ثابت
ہوا **جواب** بطور نیابت کی آوینگی لہذا اور خلفاء کے مانند شمار کئے جاوینگی اور یہہ انکی ظاہر
کرنیکو امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچہی نماز پڑہین گے **بحث تیسری آپکے
سب انبیا سے افضل ہونیمین** قال اللہ تعالے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ الآیہ
جسکے معنی یہہ ہین کہ تم ای امت محمدیہ سب لوگون سے افضل ہو اور یہہ ظاہر ہے کہ امت کا افضل ہونا بسبب
کمال دینی کے ہے اور یہہ کمال دینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال کی تابع ہی لیکن جب
امت محمدیہ تمام امتون سے افضل ہوئی تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ جنکی کمال سی اون کے
امت کو یہہ فضیلت حاصل ہوئی اور سب انبیاء علیہم السلام سی افضل ہین یہیں ہین ہی کہ جب

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فضلت علی الانبیاء بست الحدیث کہ اللہ تعالی نے سب انبیاء پر مجھکو
چھہ چیز کے سبب فضیلت دی ہے صحیح ترمذی میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین الحدیث کہ قیامت کی روز میں امام نبیوں کا شفیع ہوں گا ترمذی
اور دارمی نے روایت کیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہے میں پچھلوں اور پہلوں میں سب سے
زیادہ اللہ کے نزدیک اکرم ہوں اور فخر نہیں یعنی فخر کی راہ سی نہیں کہتا اور بہت سے
احادیث صحاح اس مضمون کے وارد ہیں اور دلیل عقلی یہہ ہے کہ آپکی شریعت سب
شریعتوں سی کامل ہے جیسا کہ اسکا ثبوت ابہی ہو چکا ہے اور کامل ہونا شریعت کا نبوت کے
کمال کی دلیل ہے پس آپ سب اہل شرائع سی کہ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں کامل ہیں اور
سب سی افضل ہیں دوم وجہہ یہہ ہی کہ مشتق کا کمال اور اوسکی زیادتی من حیث
ہو مشتق اوسکی مصدر کی کمال اور زیادتی سے ہوتی ہی اور نبی کا لفظ نبوت سی مشتق ہی اور
حضرت کی نبوت اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت سی بہت زیادہ اور کامل ہے چند وجہہ سے
وجہہ اول یہہ ہی کہ آپکی نبوت خلق کے لئی تا قیامت باقی ہے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے
کہ اونکی نبوت ایک زمانہ معین تک تہی پس کسی کی نبوت سو برس تک کسیکی اور زیادہ کم رہی اور
حضرت کی قیامت تک رہیگی وجہہ دوم یہہ ہی کہ حضرت تمام خلق کی لئی جن سی انس تک
سب کی نبی ہیں بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کی کہ اونکی نبوت خاص ایک ہی قوم کی لئی تہی پس کوئی
ہزار آدمیوں کا کوئی سو کا اور کوئی کم کوئی زیادہ کا نبی تہا علی ہذا القیاس وجہہ سوم یہہ ہے
کہ جسقدر حضرت کی نبوت کا اثر ظاہر ہوا اور کسی نبی کی نبوت کا اثر اسقدر ظاہر نہوا کیونکہ لاکہوں
آدمی حضرت ہی کی حیات میں اور کروڑہا آدمی حضرت کی بعد اپنی اور بیگانی ہر قوم کے
حضرت کی دین میں آئی اور بہر لعد میں حضرت کا اتباع اونہوں نی کیا اور حضرت کی حرام و
حلال کو عمل میں لائے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے کہ اونکی متبعین بہت ہی کم ہیں شاید
عیسے علیہ السلام اور اوسکی بعد موسے علیہ السلام کے متبعین بہی کچھہ کم نہیں بلکہ عیسائی تو آج کل

کسیقدر مسلمانون سی زیادہ ہین **جواب** جب ہم یہہ ثابت کر چکی کہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین ہین اور سب پہلی انبیاء کی شرائع اور ادیان کی ناسخ پس اور انبیاء علیہم السلام کی اتباع کا
زمانہ معین اور محصور ہوا مثلاً موسیٰ کی اتباع کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام تک اور عیسیٰ علیہ السلام کا محمد
صلے اللہ علیہ وسلم تک پس اسقدر زمانہ کی لوگ تو انکی متبعین کہلاوینگی اور بعد کی حقیقت مین متبعین
نہونگی بلکہ مخالفین کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی بعد جو یہودی انکی پیروی نکریگا حقیقت مین موسیٰ علیہ
السلام کا متبع نہوگا اب خیال کرو کہ حضرت کے اتباع کا زمانہ حضرت سی قیامت تک بیشمار ہی اور انکا
زمانہ محصور پس انکی متبعین کسطرح حضرت کی متبعین سی زیادہ نہین ہو سکتی علاوہ اسکی اس زمانہ
بے شمار مین حضرت تمام عالم کے لئی اتباع ہی اور انکا خاص بنی اسرائیل کیواسطی **جواب دوم**
اتباع دو قسم پر ہے ایک حقیقی کہ کل یا جمیع احکام مین متبع ہون دوسرا غیر حقیقی یعنی بعضی کا یا
یا قلیل احکام کا اتباع اور اکثر کا انکار یا ترک بغفلت پس اگر ہم اول جواب سی قطع نظر کرین تو یہہ کہتی
ہین کہ ہمارا کلام اتباع حقیقی مین ہے نہ رسمی مین جیساکہ مداریہ سالاریہ حضرت شاہ مدار
شاہ سالار کے اتباع کا دعوی کرتے ہین اور حقیقت مین انکی متبع نہین پس اسیطرح عیسائی
لوگ حضرت عیسی کی حقیقت مین متبع نہین کیونکہ عیسی علیہ السلام فرماتی ہین کہ مین توریت کو
مٹانی نہین آیا بلکہ اوسکو پورا کرنے آیا ہون حالانکہ توریت مین خنزیر و زنا وغیرہ صدہا اشیاء
حرام ہین اور عیسائی انکو مباح جانکر کرتی ہین پس عیسائی سوائی دو ایک بات کی اور کسی حکم
مین عیسیٰ کے متبع نہین علاوہ اسکی یہہ کہ کثرت عیسائیون کی اخیر قرن مین ہوئی ہی ان قرن
اول یا ثانی مین کچہہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے متبع تہی سو وہ اصل عیسائی بہت ہی کم تہی اور یہودی
اسیطرح مسلمانون سی زیادہ ہو ہی نہین سکتی پس جب یہہ ثابت ہوا کہ حضرت کی نبوت بہ نسبت
اور انبیاء علیہم السلام کی زیادہ کامل ہوئی تو بموجب قاعدہ مذکورہ کی آپ سب انبیاء سی زیادہ
درکامل نبی ہین **فائدہ** انبیاء علیہم السلام کا بعض ایک دوسری سے افضل ہونا ثابت بالنبوت آیت
قال تعالی ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض الآیہ یعنی بعض انبیاء کو ہمنی بعض پر فضیلت دی

جواب اول

جواب دوم

فائدہ

اور تفضیل نبی خاص کے ظنی ہے کذا فی شرح فقہ اکبر لیکن حضرت کی فضیلت دلیل قرآن اور
احادیث صحاح اور اجماع امت سی ثابت ہی کذا فی الشفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام
خلق کے نبی ہین ۔ و آپ کا تمام جہان کی لیی نبی ہونا قرآن و احادیث سی بدلالۃ قطعیہ ثابت
ہے از انجملہ یہہ آیت ہے وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ یعنے ہمنے تجھکو سب لوگونکی طرف رسول بناکر
بہیجا ہی از انجملہ یہہ آیت قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الآیۃ کہہ اے نبی کہ اے لوگو مین
اللہ کا رسول تم سب کے طرف آیا ہون از انجملہ یہہ آیت ہی تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ
لِيَكُونَ لِلْعٰلَمِينَ نَذِيرًا بڑی برکت ہی اوسکو کہ جسنی اپنے بندی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن اتارا
تاکہ تمام جہان کو ڈرسناوی صحیحین مین ہی کان النبی يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ
إِلَى النَّاسِ عَامَّةً کہ پہلی نبی اپنی قوم خاص کا ہوتا تہا اور مین تمام لوگونکا نبی ہون پس حضرت
تمام جہانکی نبی ہین کچہہ عرب کی خصوصیت نہین اور قیامت تک تمام عالم مین مقبول دین آپ
کا رہیگا اور کوئی نبی نہ آئیگا پس جبتک کوئی شخص حضرت کی دین مین نہ آئیگا خواہ کیسی ہی عبادت
و ریاضت کری عذاب دائمی سی نجات نہ پائیگا جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالے خبر دیتا ہی رَضِيتُ لَكُمُ
الْإِسْلَامَ دِينًا یعنے دین اسلام سی خوش ہون اور یہہ تمہاری لئی پسند کرتا ہون پس اس سی معلوم ہوا
سوای اسلام کی اللہ کی نزدیک اور کوئی دین قبول نہین وقال إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ کہ
دین مقبول اللہ کے نزدیک ایک اسلام ہی وقال وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ
مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ یعنے جسنی سوای اسلام کی اور دین اختیار کیا تو وہ قبول نہوگا اور وہ شخص
آخرت مین بہت ہی نقصان پانیوالونمین سی ہوگا کیونکہ اوسنی تو ہیرا چہوڑا کر اور دین اختیار کیا تہا اور آخر کار
بہت سعی کی تہے انجام کار وہ سعی اوسکی حقیقت میں ضرر تہی پس ان آیات سی صاف معلوم ہوا کہ انسان
کی نجات بدون دین اسلام کی اختیار کئی نہین ہوگی اور دین اسلام مین بڑا رکن یہہ ہی کہ اللہ کو ایک
اور محمد علیہ السلام کو خدا کا رسول برحق سمجہی پس اگر کسینی اللہ کو ایک جانا اور محمد علیہ السلام کو نمانا تو اوسکی بہی نجات
نہوگی کیونکہ اوسکو دین اسلام بسبب فوت ہونی ایک رکن عظیم کی حاصل نہوا اور سیدھی سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانا

والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم کہ مجھی قسم ہی اوسکی کہ جسکی ہاتھہ مین میرے جان ہی کہ اس تمام عالم مین سے کہ جسکی طرف مین رسول ہوکر آیا ہون جو شخص کہ اوسکو میری خبر پہنچی خواہ وہ یہودی خواہ نصرانی ہو اور پہر مجہپر ایمان نہ لاوے اور اسی حالت مین مرجاوی تو وہ بلا شک ہمیشہ عذاب نار مین رہیگا ف حضرت نی فرمایا کہ جسکو میرے خبر پہنچے اس سی معلوم ہوا کہ جن لوگونکو حضرت کی خبر نہ پہنچے جیسی کہ پہاڑون اور ٹاپوون کے بعض لوگ تو اون کو فقط اللہ کا ایک جاننا ہے کفایت کرتا ہی کیونکہ اسکو عقل دریافت کر سکتی ہے اور حضرت پر ایمان لانا نہین وہ بیخبر لوگ مجبور ہین وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمِرتُ اَن اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْہَدُوْا اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ الحدیث رواہ المسلم والبخاری حضرت نی فرمایا ہے کہ مجھی حکم الٰہی یون ہوا کہ مین تمام عالم سے جہاد کئے جاون جبتک کہ وہ اللہ کے ایک ہونیکی اور محمد کے رسول ہونیکی گواہی نہ دین اور بہت سے احادیث صحیحہ و آیات قرآنیہ اس مطلب پر شاہد ہین پس وہ جو بعض کم عقل یہہ کہتے ہین کہ اپنی دین پر مضبوط رہنا چاہیئے سب دین اوسکی ہین سب کو خدا بخشیگا محض غلط ہے اور یہہ بہی غلط ہی کہ جو بعض نادان کہتے ہین کہ فقط اللہ کو ایک جاننا نجات کی لئی کافی ہے اور دلیل یہہ لاتی ہین کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ جسنی لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا حالانکہ یہان حضرت کی رسالت کا ذکر نہین اس کا جواب یہہ ہی کہ حضرت نی اختصار کی واسطی اول جزو کو ذکر فرما دیا ہے ورنہ لا الہ الا اللہ تو یہود بہی کہتی تہی حالانکہ اونکو نجات کی واسطے محمد کی رسالت کا اقرار کرنا شرط ہی اور بدون اسکے وہ اہل نار ہین چنانچہ قرآن و حدیث مین اہل نار ہونیکی تصریح ہے ٭ حضرتکو معراج ہوئی کہ جاگتی مین رات کو براق پر سوار ہوکر مکہ سی بیت المقدس پہر وہانسی آسمانون پر گئے پہر آپ جہانتک اللہ نی چاہا اوس رات مین جنت و دوزخکی بہی سیر کے تشریف لائے پانچ وقتکی نمازین فرض ہوئے

رات کو حضرت کا مکہ کے مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرنا اس آیت سے ثابت ہے سبحان
الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الآیہ یعنی پاک ہے وہ جسنے سیر کرائی اپنے بندے
(محمد علیہ السلام) کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک ات من الآیہ اور باقی تفصیل احادیث صحاح مین
مذکور ہے کہ قدر مشترک اون کا حد تواتر کو پہنچ گیا ہے گرچہ بالخصوص ہر ایک ایک روایت خبر احاد ہے
پس منکر کے لئے خوف کفر ہے ف بعض لوگ ملحد منش معراج جسمانی کا انکار کرتے ہین اور
جسم سے فقط بیت المقدس تک جانا مانتے ہین آگے آسمانون پر روح کے ساتھہ جانا ثابت کرتے ہیں
اور یہہ دلیل لاتے ہین کہ معاویہ معراج کی نسبت یون فرماتے ہین کان رویا صالحۃ کہ ایک خواب سچا
تہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہی یون منقول ہے ما فقد جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ
المعراج کہ معراجکی رات آنحضرت کا جسم مبارک گم نہوا اور قرآن مین بہی اللہ فرماتا ہے وما
جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس الآیہ یعنے جو خواب کہ ہمنے تجہکو اے نبی دکہلایا تہا اوسکو
لوگون کے حق مین فتنہ بنا دیا جواب انکی دلیل کا یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایتین کہ جو عائشہ اور
معاویہ سے معراج کے بارہ مین منقول ہین اون احادیث صحاح کے مقابلہ کے کہ جن مین صاف
جسم کے ساتھہ آسمانون پر جانا مذکور ہے صلاحیت نہین رکہتین پس شاذ قرار دیجاوینگی دوم اگر انکو
بہمہ وجوہ تسلیم بہی کیا جاوے تب بہی مخالف کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ آنحضرت کو سوائے
معراج جسمانیکی خواب مین بہی کئی بار معراج ہوئی ہے تو ہم کہتے ہین کہ تمہارے ان روایتون سے
یہہ ثابت ہے کہ حضرت کو خواب مین معراج ہوئی پس اس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ کبہی بیداری
مین معراج جسم کے ساتہہ نہین ہوئی سوم معاویہ تو مکہ مین ایک مدت کے بعد ایمان لائے
ہین اور حضرت کو معراج کئے برس پہلے ہوئی سو انکی روایت اس معاملہ مین اون صحابہ کے
مقابلہ مین کہ جو اوسوقت موجود تہے معتبر نہین علی ہذا القیاس عائشہ رض بہی ایک مدت کے
بعد حضرت کے نکاح مین آئین سو یہہ بہی اوسوقت نہ تہین چہارم عائشہ رضی اللہ عنہ کے
قول سے مخالف کا مدعا نہین ثابت ہوتا کیونکہ ہم کہتے ہین کہ اسکی یہہ معنی ہین کہ جسم روح سے

جدا ہوا بلکہ مع جسم کے روح اوپر گئی اور قرآن کے آیت کا یہہ جواب ہی کہ خود یہی آیت
ہماری مدعا کی لئے دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالی اس آیت میں اس معراج کی نسبت فتنہ فرماتا
اور یہہ ظاہر ہے کہ حضرت کا خواب میں آسمانوں پر تشریف لیجانا فتنہ نہیں ہو سکتا کس لئی کہ خواب کی
بات کو لوگ ایسا مستبعد اور عجیب نہیں سمجھتی کہ اوسکی تکذیب کر کے کافر اور مرتد ہو جاتی اور دین
رسل ہو جاتی ہاں اگر کوئی جسم کی ساتھہ حالت بیداری میں افلاک پر جانا بیان کری تو اوسکو البتہ
عوام بعید اور عجیب جانا کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ حضرت نے جسم کی ساتھہ حالت بیداری میں
افلاک پر جانا بیان فرمایا تھا سو وہ لوگوں کی حق میں کہ جو ضعیف الایمان تھی فتنہ ہو گیا پس ضرور ہوا
کہ رؤیا کی معنی اس آیت میں خواب کی نہ لی جاویں بلکہ رویت بصری مراد لیجاوی کیونکہ لفظ رؤیا
لیجا خواب ہی کیواسطی مخصوص نہیں ملحد لوگ حضرت کی جسم طہر کا افلاک پر جانا اس دلیل سے
محال سمجھتے ہیں کہ آسمان میں نہ دروازہ ہے کہ حضرت اوس میں سی اوپر گئی ہوں کیونکہ تمام آسمانکا
مقتضی طبعی ایک ہی اور ایک خاصیت ہی پھر بلا مرجح کیونکر دروازہ ہو سکی اور نہ آسمان ٹوٹ
پھوٹ سکتی ہیں کہ آپ توڑ پھوڑ کر اوپر تشریف لیگئی ہوں کیونکہ فلکیات میں یہ محال ثابت ہو چکا ہے
جواب اسکا یہہ ہے کہ اول تو وحی کے مقابلہ میں کسیکی عقل کا اعتبار نہیں ہی چنانچہ اسکا بیان اوپر
گزرا دوسرے آسمان میں دروازہ نہونا تمہاری نزدیک اس پر مبنی ہی کہ اللہ کے ارادہ اور اختیار
سے آسمان پیدا نہیں ہوئی بلکہ بیجاب لی اختیار پیدا ہوئی ہیں سو یہہ بالکل غلط ہے
جیسا کہ اسکا ذکر پہلے گزرا پس ممکن ہی کہ اوس قادر مختار نے آسمانوں میں دروازی رکھی ہوں
اور اونسی حضرت اوپر تشریف لیگئی ہوں اور جو شخص دروازہ کا آسمان میں ہونا محال کہی اوسکو
لازم ہے کہ ثابت کری سوم اسکی تم بہی قائل ہو کہ آسمان منطقہ کیجای بہت تیز رفتار ہے
اور قطبین کی جای بالکل ساکن ہی اور اسکی بہی قائل ہو کہ آسمانوں میں نر اور مادہ اور کوئی حادہ
اور کوئی محوری ہی اور کہیں سے بہت دل اور کہیں سے نہایت پتلا ہے کہ اوسکو سطح جوہری
کہیں لو بچا ہے اور ایک جسم آسمان میں سے نہایت روشن ہو گیا ہے کہ اوسکو سبب زیادہ

نورانیت کی آفتاب اور اوس سے کم کو ماہتاب اور اس سے کم کو ستارہ کہتی ہو علی ہذا القیاس اور بہت سی اختلافات آسمانون مین تمہارے نزدیک بہی مسلم ہین پس اگر کوئی فادر مختار موجِد نہ تہا اور سب افلاک کا مقتضے طبعی ایک تہا تو یہہ اختلافات بعید و کیون ہوئی ہر جگہہ ایک سان نہو الیس جو جواب تم اسکا دو گی وہی ہم دروازی ہونیکا دینگے **چہارم** جن مقدمات سی حکمار نی آسمانون کا ٹوٹنا پہٹنا محال ثابت کیا ہی وہ مقدمات ہی بالکل بی اصل ہین ابتک کسی سی اونکا ثبوت کامل نہین ہوا **پنجم** اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو حکمار کی دلیل سی فقط نوین آسمان کا ٹوٹنا پہٹنا محال ثابت ہوتا ہے نہ اور آسمانون کا پس یہہ ہماری مدعا مین خلل انداز نہین کیونکہ ہم حضرت کی معراج نوین آسمان سے باہر نہین کہتی بلکہ آٹھوین یا نوین تک کہتی ہین **فائدہ** شب معراج کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی کو آنکھہ سی دیکھنا صحابہ رضہ کے نزدیک مختلف فیہ ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور بہت سی صحابہ رضہ اسکی قائل ہین اور عائشہ صدیقہ رضہ اور چند صحابہ رضہ اسکا انکار کرتے ہین اور کہتی ہین کہ دلکی آنکہہ سے دیکہا تہا ❊

اسیطرح حضرت کی امت سب امتونسی افضل ہی ❊ قال اللہ تعالے كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیہ اور دوسری جا ہی وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا یعنی اسیطرح ہمنی تمکو اچہی امت بنایا تاکہ قیامت کو تم اور سب لوگون پر گواہ ہو اور رسول تمپر گواہ ہوگا اور یہہ ظاہر ہے کہ جسپر کوئی گواہ آتا ہی تو وہ اوس سی اولی اور بہتر ہوتا ہے کیونکہ اگر گواہ بہی ویسا ہی ہو تو اوسکی گواہی کا کیا اعتبار ہی پس امت محمدیہ کو اللہ نے سب لوگون پر گواہ بنایا پس بموجب بیان سابق یہہ سب سے اولی اور بہتر ہوئی اور دوسری وجہہ یہہ ہی کہ جب ہمارے سردار محمد علیہ السلام سب اور امتون کی سرداروں سے افضل ہین تو ہم اونکی متبعین سے افضل ہین اور تیسری وجہہ یہہ ہی کہ اس امت کو دین پورا اور کامل ملا جیسا کہ پہلے ثابت ہوا بخلاف اور امتون کے کہ اونکو ناقص ملا تہا لہذا منسوخ ہو گیا چوتھی وجہہ یہہ ہے کہ یہہ امت تمام انبیاء علیہم السلام کو مانتی ہی بخلاف اور امتونکی کہ کوئی

چہارم

پنجم

ف

افضل امت محمدیہ

موسی کو نہین مانتی کوئی عیسے کو کوئی محمد علیہ السلام کو نہین مانتی اور سب اسکا یہہ ہی کا اور امتونکی
واسطی بسبب وقت محنتین بہت تہین اور اجر کم اور اس امت کی واسطی محنت کم اور اجر بہت
چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ میری امت کی اور یہود و نصاری کی یہہ مثال
ہے کہ جیسا ایک شخص نے کسے کو مزدوری پر مقرر کیا کہ آدہی دن تک ایک قیراط دونگا
پس وہ یہود ہین کہ نصف النہار تک ایک قیراط پر کام کیا پہر اوسنی کہا کہ نصف نہار سی
جو کوئی عصر تک میرا یہہ کام کریگا تو اوسی ایک قیراط دونگا سو وہ نصاری ہین کہ ایک قیراط پر
آدہی دنسی عصر تک وہی کام کیا پہر اوسنی کہا کہ جو شخص عصر سے آفتاب کی غروب تک میرا
یہہ کام کریگا تو مین اوسی دو قیراط دونگا پس وہ تم ہو کہ تمنی عصر سی غروب تک دو قیراط پر
کام کیا بلاشک تمہاری لئی دو چند اجر ہے پس یہود و نصاری ناراض ہوئی کہ ہمنی کام
بڑے دیر تک کیا اور ہمکو کم مزدوری ملی اللہ تعالے نی فرمایا کیا مینی کچہہ تمہارا حق دبایا
اونہون نی کہا نہین اللہ تعالی نی فرمایا کہ یہہ میرا فضل ہی جسی چاہون دون رواہ البخاری
اور بہت سی احادیث صحیحہ اس باب مین وارد ہین (**جس مسئلہ مین امت متفق
ہو وہ حق ہے اور اونکا مخالف مردود ہی**) ترمذی نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سی روایت کیا ہی لا تجتمع امۃ محمد علی الضلالۃ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہی پر متفق
نہوگی ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی کہ اللہ کا ہاتہہ جماعت پر ہی اور جو
شخص جماعت سی نکلا اکیلا جہنم مین گیا واتبعوا السواد الاعظم رواہ ابن ماجہ کہ تابعداری کرو
بڑے گروہ کی یعنی سب سے امت مین جس مسئلہ مین بہت سی لوگ ایک طرف ہون اونکی پیروی
کرو کیونکہ جماعت کثیر گمراہ نہوگی کیونکہ للاکثر حکم الکل پس اگر گمراہ ہون تو غالبا سب گمراہ کہلاوین اور
سب کا گمراہ ہونا باطل ہے کیونکہ اگر تمام امت گمراہ ہو تو قرآن کی تکذیب لازم آوی اور امت وسط
اور خیر ہونا غلط ہو جاوے پس یہہ محال ہے تو امت کا گمراہ ہونا بہی محال ہی اور بہت سے
احادیث صحیحہ اس باب مین وارد ہین **سوال** جب ایک ایک شخص کا ناحق پر ہونا ممکن ہے

سوال

جواب

تو ہو سکتا ہی کہ اونکا مجموعہ یعنے جماعت ہی گمراہ ہو جاوی جواب اجتماع سے ایک کو دوسر
کی رائی کو اللہ تعالی قوت عطا فرماتا ہے اور جماعت کو اپنا وعدہ سچا کرنیکے واسطی برکت دیتا ہے
دیکہو ایک ایک بال کو ہر شخص توڑ سکتا ہے پس جب بہت سی بال جمع کیی جاوین تو اون کو
ہر شخص نہین توڑ سکتا پس حکم مجموعہ کا احاد کے حکم سے غیر ہی (پہر امت مین صحابہ
افضل ہین اور صحابہ مین سب سے افضل ابو بکر صدیق پہر عمر بن الخطاب
پہر عثمان بن عفان پہر علے بن ابی طالب علی ترتیب خلافت
رضی اللہ عنہم اجمعین) اگرچہ چارون صحابیوں کے بہت سی فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیان فرمائی ہین لیکن صحابہ رض نے حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل کو بکثرت پایا اور اونمین
سے خاص ابو بکر رض کے فضائل اور زیادہ ثابت ہوئی تو سب انصار و مہاجرین نے کہ جنکو
ثنا و صفت قرآن مجید مین موجود ہے ابو بکر صدیق کی افضلیت پر اتفاق کیا اسی وجہ سے
اونکو نبی علیہ السلام کی بعد خلیفہ بنایا پہر اونکی بعد عمر رض کی افضلیت پر اتفاق ہوا البتہ بعض
علما نے علی کو عثمان پر فضیلت دی ہے لیکن اکثر متقدمین عثمان کو علی پر فضیلت دیتے
چلے آئے ہین پس کوئی وجہ وجیہہ ضرور اونکی پاس ہو گی لہذا جمہور کے مخالفت کرنا اچہا
نہین کچہہ فضائل ان صحابہ کے آگے آوینگی انشاء اللہ تعالی ۞ پہر وہ جو بدر کی لڑائی
مین حضرت کی ساتہہ تہی ۞ جب نبی صلی علیہ وسلم کافرونکے تکلیف سے مکہ چہوڑکر
مدینہ مین تشریف لائے تو اوسکے دوسری سال سنا کہ ابو سفیان شام کی ملک سی قافلہ کے
ساتہہ آتا ہے حضرت یہہ خبر پاکر تین سو تیرہ صحابہ کے ساتہہ کہ اونمین سے اکثر مہاجرین اور
باقی انصار تہے قافلہ کی پیچہے لگے ابو سفیان یہہ خبر پاکر قافلہ لیکر بہاگ گیا اور مکہ مین جب یہہ
خبر پہنچی تو ابو جہل قریب ایک ہزار آدمی کے لیکر حضرت کی مقابلہ کو نکلا مکہ کے قریب
ایک میدان مین بدر ایک کنوان تہا وہان آکر مقابلہ ہوا اللہ نے اوس روز مسلمانون کے
مدد کو آسمان سے ملائکہ بہیجے بہت کافر قتل ہوے ابو جہل بہی مارا گیا اور بہت سی گرفتار

بیان

قصہ جنگ

بدر

آئی چند صحابہ بہی شہید ہوئی آخر کفار کو شکست ہوئی سو ان صحابہ کی بہت سی فضائل
قرآن واحادیث مین آئی ہین اور انکی واسطی جنت کا وعدہ کیا گیا خلفاء اربعہ بہی انمین
شریک ہین (پہر **وہ جو احد کی لڑائی اور بیعت رضوان مین شریک تہے**
مدینہ کی قریب ایک پہاڑ احد اوسکا نام ہے بدر کی لڑائی کے بعد مکہ کی کافر حضرت پر چڑہ آئے
حضرتؐ مع صحابہ کے مدینہ سی نکل احد کے پاس اوتہی مقابل ہوئی اول کفار کو شکست ہوئی
حضرت نی چند شخصون کو ایک گہاٹی پر تیر اندازی کے لئے محافظ بٹہلا رکہا تہا جب کفار بہاگے
تو وہ لوگ بہی لوٹ کیواسطی اونکے پیچہے دوڑے کفار گہاٹی کو خالی پاکر پیچہے سے مسلمانون پر تیر برسانے
لگے اسوجہہ سے حضرت حمزہ رضہ وغیرہ قریب ستر صحابہ کی شہید ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہی سر مبارک پر چوٹ آئے اور ایک دانت کا کنارہ ایک کافر کی پتہر پہینک مارنیسی ٹوٹ گیا
پہر صحابہ نی جمع ہوکر حملہ کیا آخر معاملہ برابر سربر رہا سو ان صحابہ کی بہی قرآن واحادیث مین
بہت سے فضائل مذکور ہین پہر بعد اس لڑائی کی حضرت مکہ کو عمرہ کی نیت سے چلی مکہ کی قریب
ایک کوان حدیبیہ ہے جب حضرت وہان پہنچے تو اہل مکہ مانع آئی حضرت نی عثمانؓ کو صلح کی غرض
مکہ مین بہیجا انہون نے یہ مشہور کر دیا کہ عثمانؓ کو اہل مکہ نی شہید کر ڈالا جب حضرت نی یہہ سنا تو
بقصد اسکی کہ اہل مکہ پر حملہ کرین سب صحابہ کو جو قریب تیرہ سو کی تہی بلایا اور ساتہہ مین ہاتہہ لیکر یہہ
اقرار کرایا کہ اللہ کے راہ مین جان دینگے ہرگز نہ بہاگینگے اور عثمان کیطرف سے آپ نی آپ بیعت
کے اور وہ کیکر کا درخت کہ جسکی نیچے بیعت ہوئی تہے عربی مین اسکو سمرہ کہتی ہین سو اس سبب سے
ان صحابہ کو اصحاب السمرہ کہتی ہین اور اس بیعت کو اللہ نے قبول کیا اور اس سی راضی ہوا اس سبب
تو انکو اصحاب بیعت الرضوان بہی کہتی ہین سو اس احد کے معرکہ مین اور اس بیعت مین ابوبکر
عمر عثمان علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بہی شریک تہی ان دونو معرکونکے صحابہ کے
حق مین بہی قرآن واحادیث مین بہت فضائل اور محامد آئی ہین + **الغرض اول**
نبیون کی آدم علیہ السلام اور سب سے آخر محمد علیہ السلام ہین اور درمیان

رضوان بیعت فضائل

[illegible]

اونکی بہت انبیا ہوئی ہین بی گنتی کے سب پر ایمان لانا چاہیے صلوات اللہ علیہم اجمعین) اگرچہ بعض احادیث سی انبیا علیہم السلام کے تعداد ثابت ہی چنانچہ امام احمد نے ابوذر رضہ سی روایت کیا ہے کہ کسینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی انبیار علیہم السلام کے تعداد پوچھے پس آپنی فرمایا ایک لاکھہ چوبیس ہزار ہین کہ اونمین سی تین سو تیرہ رسول ہین اور بعض روایتون مین دو لاکھہ چوبیس ہزار آئی ہین پہر کیف مجملاً سب کو برحق جانے اور تعداد معین نہ کرے کیونکہ روایتونکا اختلاف کہ ایک مین دو لاکھہ چوبیس ہزار دوسرے مین ایک لاکھہ چوبیس ہزار صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت نی حصر نہین کیا پس اگر ایک لاکھہ چوبیس ہزار ہی پر ایمان لاوین تو باقی انبیار کا انکار لازم آوے گا اور اگر دو لاکھہ چوبیس ہزار پر ایمان لاوین تو دو مشکلین پیش آوین اول یہہ کہ پہلی روایت کی موجب غیر انبیا کو انبیار کہنا پڑے دوم یہہ کہ احتمال ہے کہ کوئی اور روایت ہو کہ اوس مین اس سے بہی زیادہ تعداد ہو تو اور کا انکار لازم آوے پس بے تعداد مجملاً سب پر ایمان لاوے اور سب کی محبت دل سے رکہے اور جب کسیکا نام سنے تو علیہ السلام کہے اور جب صحابہ کا نام آوے تو رضی اللہ تعالے عنہ کہے اور اکابر دین کا نام آوے رحمہ اللہ کہے **فائدہ** اکثر جاگہ نبی اور رسول کے ایک ہی معنی مراد لیے جاتے ہین لیکن کبہے نبی اور رسول مین فرق کرتے ہین پس جس نبی کو کتاب اور دین جدید اللہ کے طرف سے ملے جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو انکو رسول کہتی ہین اور جسکو کتاب اور دین جدید نہ ملا تو وہ فقط نبی ہے اوسکو رسول نہ کہین گے پس ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہین واللہ اعلم **فائدہ** سب نبی مرد آزاد و ذکی النسب معصوم تہے اور کسی مین کوئی ایسا عیب نہ تہا کہ عوام اوسکی سبب اونکو حقیر جانین اور احکام الہی کو نہ مانین ** **فصل** اللہ تعالے نے اپنی رسولون پر کتابین اتاری ہین جو کچہہ اونمین ہی سب حق ہے

رسول کو جسطرح معجزہ اوسکی سچائی کے لیے ملتا ہی اسیطرح کتاب بہی دی جاتی ہی کہ اوس
لوگ ایمان لاوین اور عمل کرین جن چیزون سی اللہ نے اوس مین منع کر دیا ہے اوس سی باز
رہین اور جس کا حکم دیا ہے اوس پر عمل کرین اور پہلی لوگونکا ثواب و عذاب سنکر عبرت پکڑین
اور جو غیب کے خبرین اوسمین ہون اونکو سچ جانین اور جو صفات الٰہی اوسمین مذکور ہون
اونپر ایمان لاوین کتاب الٰہی مین اثبات توحید رد شرک و کفر جزا اور آخرت کا ذکر بہی ہوتا ہے
علی ہذا القیاس آور یہہ کتاب اوس رسول کی امت کی لیے بمنزلہ قانون کی ہوتی ہے
ف شرح عمدہ مین لکہا ہی کہ کل آسمانی کتابین ایکسو چار ہین اون مین سی چہوٹے
چہوٹی پچاس صحیفے حضرت شیث پر اور تیس حضرت ادریس پر اور دس حضرت ابراہیم پر اور
دس حضرت آدم علیہم السلام پر اوترے آور چار بڑی بڑی کتابین ان چار انبیا علیہم السلام پر نازل
ہوئین کہ تفصیل اونکی آگی آتی ہے انشاء اللہ تعالی لیکن یہان بہی اجمالی تعداد کے سبب کو جاننا چاہئے
لاونمین سی توراۃ موسی پر آور زبور داود پر آور انجیل عیسی علیہم السلام
پر نازل ہوئے بنی اسرائیل کی ہدایت کو اول توراۃ موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے
اوسکی بعد داود علیہ السلام پر زبور نازل ہوئے لیکن توراۃ کی احکام کو بدستور قائم رکہا بعد او
عیسے علیہ السلام پر انجیل اوتری اوسمین توراۃ کی سخت و دشوار احکام کو منسوخ کر دیا گیا جن بنی
اسرائیل نے عیسی علیہ السلام کو نمانا اور اپنی زعم مین وہ موسی علیہ السلام کی تبع مین سو وہ
یہود کہلاتے ہین آور جنہون نے عیسے علیہ السلام کو مانا لیکن محمد علیہ السلام کو یہود کی طرح نمانا
سو وہ نصاری کہلاتی ہین آن کتابون مین ہمارے نبی علیہ السلام کی پیدا ہونکی خبرین اور
آپکی ہجرت کی جائے اور آپکی صحابہ خصوص خلفاء اربعہ کا حال بہی مندرج تہا چنانچہ جب
حضرت عمر رض بیت المقدس تشریف لیگئی اہل کتاب نی پہچان لیا کہ یہہ وہ ہین کہ جنکی خبر
ہماری کتابون مین لکہی ہے اور شہر کے دروازی کہول دیے جیسا کہ کچہہ کچہہ نشان اب بہی پائے
جاتی ہین لیکن یہود و نصاری کے ہان اول صدیون مین بڑے بڑی سخت حادثے پڑے کہ جنکے

باعث ہے توراۃ و انجیل مین تغیر کلی آگیا چنانچہ بخت نصر بادشاہ نے یہود پر چڑہائی کی اور ہزارہا یہود کو قتل کیا اور تلاش کر کے توراۃ و زبور کو جلا دیا انکی ان لکہا ہی کہ اوسوقت بیت المقدس مین کل ایک نسخہ توراۃ کا اصل دہرا رکہا تہا سو اوسکو بہی اوسنی جلا یا بعد اوسکے لوگون نے کچہہ کچہہ اپنی یاد سی لکہا اور موسے علیہ السلام کے بعد کی قصون کو بہی اوس مین داخل کر دیا پہر اوس مین بہی روز بروز اپنی غرضون سی تبدیل و تغیر کیا یہانتک کہ ہمارے نبی علیہ السلام کی خبرین یک لخت نکالڈالین اسی طرح عیسے علیہ السلام کو جب یہود نی گرفتار کیا تو انجیل کا کل ایک نسخہ تہا اوسکو بہی یہود نے جلا دیا اوسکے بعد انکی حواریون نے کچہہ کچہہ حال عیسی علیہ السلام کا اور کچہہ مضامین انجیل کے اپنی یاد پر لکہی کہ جو اب انجیل متی و لوقا وغیرہ کے نام سی مشہور ہین پہر انکی بعد بہت سی لوگون نے کہ بعض اونمین سی بطمع دنیا حواریونکے شاگرد تہے دعوا کیا کہ ہمین الہام ہوتا ہے سو اونکی موجب تاریخی طور پر حواریونکی قصون کو بہی جمع کیا اور اس کل مجموعہ کا نام انجیل رکہا پہر اس مین بہی طرح طرح کی کمی زیادتی ہوتی رہی اور اسکی کیفیت آجکل کے انجیل دیکہنی سے خوب واضح ہوتی ہے اور اس بحث کو علماء دین نے اپنی کتابون مین خوب ثابت کیا ہے الحاصل وہ توراۃ و انجیل اب نہین ہے تاریخ کر طور پر کچہہ کچہہ حالات عیسی و موسی علیہم السلام کے اور کچہہ کچہہ مضامین توراۃ و انجیل کی جمع کر لئے ہین اب اونکو توراۃ اور انجیل کہتے ہین (اور **قرآن سید المرسلین خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا**) حضرت ابتداء عمر سے ہی ہمیشہ یاد الہی مین رہا کرتے تہی لہذا آپکو تنہائی مرغوب تہی مکہ کے پاس ایک پہاڑ مین غار ہے اوسکو غار حرا کہتی ہین اوسمین تنہا بیٹہہ کر یاد الہی کرتے تہی کئی روز کا کہانا پینا اوس مین لیجایا کرتے تہی کبہی آپ کی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دی آیا کرتے تہین جب آپ کی چالیس برسکی عمر ہوئی اوسی غار حرا مین جبرئیل آپ کی پاس وحی لائی اور کہنے لگے کہ پڑہہ آپنی فرمایا مین پڑہا ہوا نہین پہر جبرئیل نے اسیطرح کہا پہر آپ نی یہی فرمایا

آخر جبرئیل نے سورۂ اقرأ باسم ربك ما لم یعلم تک پڑھے آپ اس کیفیت سی پہلی واقف تہی
گہبرا کر گہر تشریف لائے خدیجہؓ سے سب قصہ بیان کیا خدیجہ حضرت کو ورقا بن نوفل کی گہ
لائین اور ورقا بن نوفل انجیل خوب جانتی تہے سنکر کہنی لگی یہہ جبرئیل ہین اور جبرئیل رسل
کے پاس آئی ہین لوگ اوسکی دشمن ہوگئی ہین اور کاش جب قریش آپکو مکہ سے نکالینگے
مین بہی جوان ہوتا کہ آپ کی خوب مدد کرتا اور قبل نبوت کی سوای ورقا کی اور بہت سے
رہبان وقسیس آپ کی منتظر تہی اور شب و روز یہی دعا مانگتی تہی اور درخت وپتہر آپ کو
السلام علیک یا رسول اللہ کہا کرتے تہے پہر چہہ مہینی تک آپ پر کوئی آیت یا سورت نازل
نہوئی پہر سورۂ مدثر نازل ہوئی پہر قرآن پی در پے اترنا شروع ہوا اور بعد اسکی تیرہ برس
تک حضرت مکہ مین رہے حسب حاجت تیرہ برس تک یہان قران نازل ہوا رفتہ رفتہ لوگ
ایمان لائی اور دین حق مین آنے لگے چنانچہ لڑکون مین حضرت علی اور عورتون مین حضرت
خدیجہ نبی علیہ السلام کے بیوی اور بڑے لوگون مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سب سے
پہلے ایمان لائی اور اللہ کے دین مین داخل ہوئی پہر رفتہ رفتہ اور لوگ بہی ایمان لائے
جب کفار قریش نی یہہ دیکہا تو آنحضرتؐ اور سب مومنین کو طرح طرح کی تکلیفات دینا شروع
کیا حضرت نے صحابہ کو ہجرت کی اجازت دی قریب ستر صحابہ کہ اون مین سی حضرت کے
چچا زادی بہائی جعفر طیار بہی تہی ملک حبشہ مین چلی گئی اور وہان کا بادشاہ نجاشی
بہی اون لوگون سے حضرت کا حال سنکر ایمان لایا اور خود حضرت مع ابوبکر صدیقؓ کے
بحکم الٰہی مکہ چہوڑکر مدینہ مین تشریف لائی مدینہ کی لوگ بہت تو حضرت پہلی ہی سی ایمان
لا چکی تہی لہذا حضرت کی آنیکی خبر سنکر صدہا آدمی استقبال کو جاتی تہی آخر جب تشریف لائے
چند روز قبا مین کہ مدینہ سی قریب دو تین کوس کی فاصلہ پر ہے ٹہیرے پہر مدینہ مین آئے
ابو ایوب انصاریؓ کے گہر ٹہیرے پہر تو اور باقی لوگ بہی ایمان لائی دس برس تک مدینہ
مین رہی اسلام کو بڑی قوت ہوگئی کفار سی جہاد شروع ہوا بڑی لڑائی سب سی پہلی

بدر مین واقع ہوئے وہان مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی پہر احد کے لڑائی ہوئی اسیطرح بہت سی لڑائیان کفارسی ہوئین آخر اللہ تعالے نے اسلام کو غالب کیا پہر مکہ کو بہی حضرت نے فتح کر لیا تمام اہل مکہ بہی ایمان لائے آپکی حیات مین دو دو مہینے کی راہ تک عرب مین اسلام پہیل گیا تہا حضرت کے بعد حضرت کی صحابیون نے روم و شام ایران و مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک فتح کیے چند روز مین جہانکی چہار طرف اللہ نے اپنا دین پہیلا دیا ہر طرف دین حق کا نشان بلند ہو گیا گیارہوین برس ربیع الاول کی اول عشرہ مین پیر کے دن صبح کیوقت ترسٹھہ برسکی عمر مین حضرت نے دنیا فانی کو چہوڑا اور ملک جاودانے کے طرف متوجہ ہوئے اس دس برسکی عرصہ مین بہی کہ حضرت مدینہ مین رہے حسب حاجت باقی قرآن نازل ہوا پس کل قرآن تیئس برس مین تہوڑا تہوڑا حسب حاجت انسانکی کے لئے نازل ہوا حضرت کی روبرو یہود مین سی بہی چند توراۃ کی عالم عبد اللہ بن سلام وغیرہ کیسے ایمان لائے اور نصاری مین سی بہی بہت لوگ انجیل کے عالم کہ انکی تفصیل کتب سیر مین موجود ہے ایمان لائے **ف** کیفیت قرآن کے نزول کی جیسا کہ طبرانی و حاکم و بیہقی و نسائی و ابن ابی شیبہ ابن مردویہ نے ابن عباس سی روایت کیا ہے یون ہی کہ رمضان مین لیلۃ القدر کو کل قرآن یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کیطرف نازل کیا گیا اور آسمان دنیا مین ایک جگہہ بیت العزت ہی وہان رکہا گیا اور جبرئیل نے وہان کی ملائکہ سفرہ کرام بررہ کو لکہوا دیا پہر بقدر احتیاج تہوڑا تہوڑا تیئس برس مین حضرت پر نازل ہوا کما قال تعالی إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ یعنے ہمنی اتارا اسکو لیلۃ القدر مین و قال تعالی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ رمضان کا وہ مہینا ہے کہ جس مین قرآن نازل کیا گیا کذا فی الاتقان **ف** پس جب حکم ہوتا تہا تو جبرئیل علیہ السلام لوح محفوظ سے دیکہکر یا خود اللہ تعالی سی تلقین پاکر اور سنکر حضرت کی پاس لاتی تہی قالہ فی الاتقان لیکن الفاظ اور معانی سب جبرئیل اللہ کیطرفسی لاتی تہی اور بعض وقت مضمون اور معانی اللہ کے طرفسی لاتی اور اپنی عبارت حضرت کو سناتی تہی لیکن اس قسم کا نام سنت ہی قرآن کیونکہ قرآن کے الفاظ بہی

جانب اللہ ہین کذا فی الاتقان **ف** علمار نے حضرت پر وحی نازل ہونیکی چند کیفیات نقل کی ہین اول یہہ کہ حضرت کی پاس جبرئیل جرس کیسی آواز سے آتی تہی جیسا کہ صحیح بخاری مین آیا ہی احمد نے اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہی کہ مین حضرت سے عرض کیا کہ آپکو وحی آتی ہوئے معلوم ہوتی ہے پس فرمایا کہ مین ایک جرس کیسی آواز سنتا ہون پہر وہ آواز بند ہوجاتی ہے اور پہر اسمین یون ظن کرتا ہون کہ شاید اسسے میری روح قبض ہوجائیگی خطابی نے کہا ہے کہ یہہ آواز وحی کی فرشتہ کی تہے اور حضرت پر اول کلام خلط ملط ہوتا تہا یہانتک کہ آخر کو ہی سمجہ لیتی تہی بعض نے کہا ہی یہہ فرشتہ کی پرونکی آواز تہی اور اسمین یہہ حکمت تہی کہ حضرت کو وحی کی آنیکی پہلی اطلاع ہوجاوے تاکہ کسیطرف کا خیال باقی نرہے دوم یہہ کہ جبرئیل آدمی کے شکل مین ہو کر آتے تہی اور حضرت کو کلام الہی پہنچاتی تہی جیسا صحیح بخاری مین موجود ہے کہ احیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی مایقول کبہی فرشتہ آدمی کی صورت مین آتا ہے پس مجہسی کلام کرتا ہی سو مین جو وہ کہتا ہے خوب سمجہ لیتا ہون سوم یہہ کہ خواب مین اگر فرشتہ آکے کہہ جاتا تہا سو قرآن مین کوئی آیت یا سورت اسطرح نازل نہین ہوئی ان سے نازل ہوئی تہی چہارم یہہ کہ خود اللہ تعالے حضرت سی کلام کرتا تہا یا تو جاگتی مین جیسا کہ شب معراج مین کلام کیا تہا یا خواب مین جیسا کہ حدیث معاذ مین ہے اتانی ربی تعالی فیما یختصم الملاء الاعلی الحدیث سو اس قسم پر بہی قرآن نازل نہین ہوا ان آخر سورۂ بقرکا البتہ بعد اسمین خود اللہ تعالی سے ہم کلام ہو کر شب معراج مین حضرت نی سیکہا ہے کذا فی التفسیر الاتقان **ف** پس جب جبرئیل علیہ السلام کچہہ آیات قرآن کے بحکم الہی آپ کی پاس لاتے تو حضرت کاتبون سی فرماتی تہی کہ ان آیات کو کہ فلان سورۃ کی ہین اسی سورۃ مین لکہہ دو سو کاتب اس آیت کو جہانکی ہوتی تہی وہین لکہدیا کرتے تہی چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے وکان اذا نزل علیہ شیء دعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا ھؤلاء الآیات فی سورۃ التی یذکر فیہا کذا و کذا یعنے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچہہ نازل ہوتا تہا

تو آپ اپنی بعض کاتب کو بلا کر فرما دیتی کہ ان آیات کو فلان سورہ مین لکھوا اور سبب یہہ تہا

کہ قرآن مجید کے اصل ترتیب لوح محفوظ کے مطابق اسطرح سے تہی کہ جواب

تک حضرت کی زمانہ سی چلی آتی ہے کہ اول سورۂ فاتحہ ہی پہر سورۂ البقر پہر سورۂ ال عمران علی

ہذا القیاس لیکن نازل ہونیمین یہہ ترتیب نہ تہی کہ اول کی سورۃ اول نازل ہوا اور بعد کی بعد نہ

بلکہ جسوقت مین جس سورہ یا آیت کی ضرورت ہوتی تہی خواہ وہ سورہ یا آیت اول کی ہو خواہ

بعد کی تو جبرئیل علیہ السلام اسکو آسمان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لاتی تہی اور حضرت

اسکو اسکی موقع اصلی پر لکھوا دیتی تہی چنانچہ تمام قرآن مجید حضرت کی حیات مین باترتیب لوگو نکے

پاس لکھا ہوا تہا اور بہت سی حافظونکو[1] یاد ہوگیا تہا انہون نی بارہا حضرت کو سنا دیا تہا اور

ہر شخص خصوص حفاظ ہر روز پڑہا کرتے تہی اور آپسمین ایک دوسرے کو سنایا کرتے تہی اور حضرت

سی بہی سنا کرتی تہی اور حضرت کو سنایا کرتے تہی لیکن حضرت نی اپنی حیات مین بعض آیات

کی منسوخ التلاوت ہونیکی احتمال سی یا اسوجہ سے کہ اور آیات نازل ہونیکا آپکی زیست مین

احتمال تہا یا کسی اور وجہہ خاص سی قرآن کی اجزا کو ایک جلد مین جمع کرکے نہ لکھوایا تہا

حضرت کی بعد ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب کافر سے صحابہ کی لڑائی ہوئی انجام کار خالد بن

الولید رضی اللہ عنہ کے ہاتہہ سے وہ نامراد مارا گیا لیکن بہت سی حافظ اس جہاد مین شہید

ہوئی عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سی کہا کہ اس جہاد مین اکثر حافظ شہید ہوگئے

ہین اگر اسیطرح دو ایکبار پہر حافظ شہید ہوئی تو خوف ہی کہ کوئی حافظ قرآن نرہیگا اور قرآن

مین کمی ہوجاویگی کیونکہ تمام قرآن ایک جلد مین جمع نہین ہے بلکہ متفرق اجزا ہین پس جب

حافظ نرہینگے تو ممکن ہے کہ ان اجزا مین سے کوئی جز جاتا رہے اور قرآن مین کمی ہوجاوے

پس بہتر یہہ ہی کہ ان اجزا کو حافظون سی مقابلہ اور صحت کراکی ایک جا جمع کرا دیجیی ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ حضرت نی اپنی حیات مین جمع نہ کیا اب نئی بات کیونکر کیجاوے

عمر نے کہا کہ واللہ اسمین مصلحت ہی پہر ابوبکر صدیق رض کی دلمین بہی اللہ تعالی نے الہام کیا تو قرآن

[1] [illegible]

لگے کہ واسطے ای عمر تم سچ کہتے ہو پہر صدیق اکبر رض نے زید بن ثابت انصاری رض
کاتب وحی سے بہی تقریر کے اور آخر انہون نے بہی کہی ابر اسیطرح سے گفتگو کی آخر
اونکو بہی اسکی مصلحت معلوم ہوئی تو اونہون نے سب لوگونکی پاس کی اجزا
منگائی اور حافظون سے مقابلہ کر کے ایک جلد مین مجتمع کروایا یہہ مضمون صحاح
مین ہی پہر وہ قرآن زید بن ثابت رض کا لکہا ہوا ابوبکر رض کے پاس رہا اونکی بعد عمر
رض کی پاس رہا اونکی بعد اونکی بیٹی حفصہ ام المومنین رض کی پاس رہا **ف**
ترمذی نے ابی کعب رض سے روایت کیا ہے کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جبرئیل سے کہا اے جبرئیل میری امت مین ان پڑہ لوگ بہت ہین اور بعض
بڑہیان اور بڈہے بڑی عمر کے اور غلام لوگ بیگانہ نابلد اور صغیر سن
ہین اور بعض بالکل امی ہین جبرئیل نے کہا اے محمد یہہ قرآن سات حرف
پر نازل ہوا ہے انتہی الحاصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی حال پر شفقت
فرماکر جبرئیل سے یہہ دریافت کیا کہ میری امت مین ان پڑہ اور ضعیف لوگ اور کم
سن اور بیگانہ نابلد بہی بہت ہین کہ اونکو تکمیل حروف و لغات مشکل ہے
پس بعض بعض الفاظ سب لوگونسے ایکطرح ادا ہونی مشکل ہین اسکی کیا
تدبیر ہے جبرئیل نے کہا قرآن کی الفاظ مین بہت وسعت اللہ نے عطا فرمائی
ہے عرب کی قبیلون کے محاورہ کے موافق اللہ تعالی نے ایسی الفاظ کو سات طرح پر
نازل فرمایا ہے پس جس شخص کو جسطرح سے اپنی محاورہ کی موافق پڑہنا

آسان معلوم ہو پڑہ لیا کرے مثلاً لفظ عیون بعض لوگون کے محاورہ مین عین کی زیر
سے اور بعض کے ہان عین کے پیش سی بولا جاتا ہے پس اللہ نے قرآن مین اس لفظ کو
جبرئیل سے دونون طرح سے پڑہ کر سنا دیا پس جو عین کی زیر سے پڑہتی ہین اونکو اپنے
محاورہ کے موافق زیر سے پڑہنا درست ہوگیا اور جو پیش سے پڑہتی ہین اونکو پیش سے
درست ہوگیا اور اگر ایک سے طور پر ہوتا تو ایک فریق کو گونہ اوسکی ادا کرنے مین تکلف ہوتا
سو اس قسم کے اختلاف کو اختلاف قرارت کہتی ہین اور یہہ اختلاف حضرت کے روبرو تہا
پہر عثمان رضہ کے خلافت مین کچہہ عراق کے لوگون نی بعض بعض الفاظ کی پڑہنی مین
بہت اختلاف کیا اور اپنی محاورون کو اوس مین دخل دیا سو حذیفہ بن الیمان رضہ نے
اگر یہہ اختلاف عثمان رضہ سی بیان کیا اور کہا ای امیر المومنین اس امت کی خبر لو اور یہود
و نصاری کے طرح اختلاف ہونیسی پہلی ہی تدارک کرو سو امیر المومنین عثمان رضہ نی ام المومنین
حفصہ رضہ کی گہر سے زہ ابوبکر صدیق رضہ کے وقت کا قرآن منگایا اور زید بن ثابت انصاری
اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام قریشیونکو بلا کر فرمایا
کہ اس قرآن سی چند نسخے نقل کرو اور جس لفظ مین زید بن ثابت انصاری اور تم تینون قریشیون
مین اختلاف واقع ہو تو تم اوسکو اپنی زبان کے محاورہ کی موجب لکہو اور غیر قبیلونکی محاورونکو
ترک کرو کیونکہ قرآن قریش کے زبان مین نازل ہوا ہی پہر سات نسخی مشہور یون ہی کہ پانچ
نسخے نقل کرا کی چہار طرف بہیجدیا اور کہا اسکی مطابق پڑہو اور باقی نسخے کہ جنمین اور قبیلونکے
محاورات تہی سب کو اکہٹا کرا کر جلا دیا تاکہ اختلاف دور ہو جاوی اور اصل نسخہ حفصہ ام المومنین
کے پاس بہیجدیا اسی سبب سے عثمان رضہ کو جامع القرآن کہتی ہین یہہ مضمون صحیح بخاری کا ہی
اللہ تعالی نے اپنی اس وعدہ کو وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ ہم قرآن کی نگہبان ہین خوب سچا کر دکہلایا
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زمانہ سے آجتک مشرق سی مغرب تک جسقدر اہل اسلام ہین
سب کے پاس وہی قرآن مجید جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات مین تہا بلا فرق موجود ہے

کہین ایک جا بہی اختلاف اور کمی زیادتی نہین باوجود اسکے اہل اسلام مین قرن اولی سی لیکر سالہاسال تک باہم ایسی ایسی سخت جنگ وجدل واقع ہوئی ہین کہ اگر کسے اور قوم مین ہوتی تو وہ قوم باہم لڑکر ایسی ضعیف ہو جاتی کہ اور لوگ اونکی حاکم ہو جاتی اور اونکی ہان سی علم کتب سب کچہہ نیست و نابود ہو جاتا پس اگر قرآن کتاب الہی نہ ہوتا تو اللہ تعالی اوسکی ایسی محافظت نرکہتا اللہ تعالی خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جزاء خیر عطا فرماوے کہ اونہون نی قرآن کی خوب محافظت کی تمام امت پر اونکا احسان ہی **ف** ہر سال جبرئیل علیہ السلام ایکبار رمضان مبارک مین کل قرآن مجید ترتیب اصلی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑہکر سنایا کرتے تہی اور کبہی حضرت پڑہتے جبرئیل سنتی تاکہ ترتیب اصلی سی تمام قرآن حضرت کو خوب یاد ہو جاوی اور پہر جو آیت اترا کری اوسکو اوسکی اصلی موقع پر لکہوا دیا کرین اور حفاظ کو بتا دیا کرین اور انہین مرتبون مین اون الفاظ کو جو قریش کی قبائل مین مختلف طور پر بولی جاتی تہی جبرئیل ؑ نے مختلف طور پر پڑہا تاکہ سبکو آسان ہو جاوی اور سات قرآت انہین اختلافات جبرئیل سی مستفاد ہین جیساکہ پہلی اسکے تحقیق ہو چکی ہے یہہ مضمون صحاح مین ہے **ف** جب جبرئیل علیہ السلام حضرت کی پاس آیات قرآن لاتی تہے تو جبرئیل پڑہکر سناتی سو جبرئیل کے ساتہہ جلدی جلدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہی پڑہتی تاکہ کچہہ بہول نجاوین پس اسمین حضرت کو گونہ تکلیف ہوتی تہی اللہ تعالے نے فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ یعنے قرآن مجید کے پڑہتے وقت اپنی زبان کو جلدی جلدی نہ ہلا تاکہ اوسکو یاد جلدی کری کیونکہ ہماری ذمے پر اسکا جمع کرنا ہے تیری دل مین اور تیرے بیان سے اوسکا پڑہنا ہی **ف** جب حضرت کے جبرئیل وحی لاتی تو ہیبت الہی سے حضرت کا بدن مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتا تہا اور حضرت پر غشی کیسی صورت نمایان ہو جاتی تہی اور جس سواری پر حضرت اوسوقت سوار ہوتی تہی تو سواری گہٹنون کی بل بیٹہہ جاتی تہے عجب کی بات ہی کہ دشمنان خدا حضرت کی اسحالت تفکر اور کیفیت خشیت کو جو ایک عمدہ حالت خاص بندگان کی لئی ہوتی ہے مرض صرع کہتی ہین

احمق یہہ نہین جانتی کہ دنیا مین جب معشوق یا حاکم کا نامہ آتا ہے تو عاشق اور محکوم کو اوسکے
دیکھتی ہی کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ بعض کو شادی مرگ ہونی کی نوبت ہو جاتی ہے تن بدن کی
خبر نہین رہتی پس اسپر حضرت کی حال کو جو فرسنگہا دور سنگ ان حالات سی دور ہی قیاس
کر لینا چاہیے لیکن ناانصاف لوگ جب طعن کی کوئی بات نہین دیکھتے ہین ہنر کو ہے عیب کہنے
لگتے ہین کیا خوب کہا ہی کسینی ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر ٭٭

(جو کچہہ قرآن مین ہی حق ہی اور جو قرآن کی مخالف ہی وہ غلط ہی)

یہہ ظاہر ہے کہ اللہ کے کتاب کے جو مخالف ہوتا ہے وہ غلطے پر ہوتا ہی خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا ہی کیوں ہو
کیونکہ اللہ سے زیادہ کوئی علیم اور حکیم نہین اور جو کتاب اللہ کے موافق ہوتا ہے اور جو اوسکی
ہوتا ہے وہ حق پر ہوتا ہے اور قرآن کا کتاب الہی ہونا ہم ثابت کر چکے ہین (قرآن پہلی

کتابون کی لئے ناسخ ہی پس تا قیامت قرآن کی احکام پر عمل

رہیگا) کیونکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اور آپکے
نبوت تا قیامت تمام عالم کے لئی ہی پس جس جا پہلے کتابین اور قرآن کے احکام موافق ہین تو
وہان نسخ کی کچہہ حاجت نہین اور جہان مخالفت ہی تو دونو پر عمل کرنا متعذر ہی بلکہ ناممکن
پس ضرور ہے کہ دونون مین سی ایک کی احکام کو منسوخ قرار دین گے اور یہہ ظاہر ہے کہ
پچھلے احکام الہی پہلی احکام کی لئے ناسخ ہو جاتے ہین برعکس نہین ہو سکتا اور سب کتابون کے
پیچھے قرآن آیا ہے پس قرآن ناسخ ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد کوئی اور کتاب الہی
نہین نازل ہوگی پس قیامت تک قرآن ہی کے احکام پر عمل رہے گا (جو معانی

قرآن کے ظاہر عبارت سی سمجھی جاتی ہین وہ حق ہین اون کو
چھوڑ کر فرقہ باطنیہ کیطرح اور معنی قرار دینا گمراہی اور الحاد ہی)

ملحدونکا ایک فرقہ اپنے آپ کو اہل باطن کہتا ہے وہ کہتی ہین قرآن و احادیث کے معانی
یہہ نہین ہین جو الفاظ کے ظاہر دلالت سے سمجھی جاتے ہین مثلاً وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

کے یہہ معنی نہین کہ نماز حج اور زکوۃ دو بلکہ قرآن کو اسد اور رسول اسد اور اولیار اللہ کے
سوای اور کوئی نہین جانتا ہے اور اوسکی معنی اور کسیکی سمجہہ مین نہین آسکتی ہین اور اصل
غرض اونکی اس سی شریعت کا باطل کرنا ہی کیونکہ وہ نماز و روزہ حج و زکوۃ وغیرہ احکام الہی
کو فرض و واجب نہین جانتی ہین اور لہو ولعب کو کہ جسمین وہ شب و روز مصروف رہتے
ہین نجات کا سبب سمجہتی ہین سو یہہ بالکل گمراہ ہے اور کفر کی بات ہی کیونکہ اس سی اسد اور
رسول کا جہوٹا ہونا نکلتا ہے نعوذ باللہ منہ دوسرے جب قرآن کی معانی اللہ اور رسول اور
اولیار اللہ کے سوای اور کوئی نہین سمجہتا تو پہر تمام خلق کے لئے قرآن کا بہیجنا لغو اور بیکار ہے
العیاذ باللہ حقیقت یہہ ہے کہ یہہ لوگ شیاطین الانس ہین الہی انکو ہدایت کرے قرآن جو حقایق اور
دقایق قرآن کے ارباب سلوک سمجہتی ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنی کا انکار نہین کرتے
ہین بلکہ اونکو مانکر پہر اور دقائق نکالتی ہین کہ اونکو اسد تعالی نے قرآن مین رکہا ہے کیونکہ
قرآن کے لئے ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہی (اصل دین مین چار چیز
اصول ہین اول قرآن) جن چیزونپر دین کے بنیاد ہے وہ چار چیزین ہین اور
جو چیز ان چار سے ثابت نہین وہ دین مین نہ شمار کیجاوے گی اون مین سب سی اول
قرآن مجید ہے قرآن سے مطلب سمجہنی کے چار صورت ہین عبارت النص اشارت
النص دلالۃ النص اقتضاء النص کیونکہ اگر قرآن کی الفاظ سی استدلال ہی تو وہ دو
حال سی خالی نہین یا تو وہ الفاظ کسی خاص مقصود کے لئی بولی گئے ہین یا یہہ کہ اون کے
مقصود لتو اور کچہہ ہوتا ہے لیکن اوسکی ضمن مین کچہہ اور مدعا بہی ثابت ہوجاتا ہے پس
قسم اول کو عبارت النص اور قسم دوم کو اشارت النص کہین گی جیسی کسی شخص نے
کسی چیز کو دیکہا اور اوسکی گوشہ چشم سے اوسکی آس پاس کی چیزین بہی جو مقصود دیدن
سے نہین نظر آگئین پس اوس چیز مقصود بالذات کا دیکہنا بمنزلہ عبارت النص کے
ہوا اور آس پاس کی چیزونکا دیکہنا بمنزلہ اشارت النص کے ہوا مثال انکی قرآن مین

یہہ ایت ہی وَعَلَی الْمَوْلُوْدِ لَہٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ الآیۃ یعنے اسکی یہہ ہین اور جسکی اولاد ہی
اوسپر اُن کے والدات کا کہانا اور کپڑا لازم اور واجب ہے یعنی لڑکے کی باپ پر اوسکی ماں کا
کہانا اور کپڑا واجب ہی یا تو اس لئے کہ وہ اسکی بیوی ہے یا اسلئے کہ اگر طلاق دی ہی تو وہ اوسکے بچے
کو دودہ پلاتی ہے بہر طور اللہ تعالی کا ان الفاظ سی یہہ مقصود ہی کہ باپ پر اولاد کی ماں کا کہانا اور
کپڑا واجب ہے پس یہہ مضمون عبارۃ النص سے سمجہا گیا اور اوسکی ضمن مین یہہ بہی سمجہا گیا کہ لڑکا
باپ ہی کا ہے پس یہہ مضمون اشارۃ النص سی سمجہا گیا او رسیاق الفاظ سی استدلال نہین بلکہ
معنی سی ہے پس اب یہہ بہی دو حالسی خالی نہین یا تو باعتبار لغت کی ان معنی سی کوئی اور چیز
سمجہی جاویگی تو وہ دلالۃ النص ہی یا ان معنی کی صحت کسی اور چیز پر موقوف ہی خواہ بطور عقل کے
خواہ بطور شرع کی پس یہہ چیز کہ جس پر ان معنی کی صحت موقوف تہی اقتضاء النص سی سمجہی
جاویگی اور اس دلالت کو اقتضاء النص کہین گے مثال دلالۃ النص کی یہہ ہی قال تعالی
وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا یعنی ماں اور باپ کو اُف نہ کہہ اور جہڑک پس عبارۃ النص سے
تو ماں باپ کو اُف کہنا اور جہڑکنا منع سمجہا گیا اور اس سی اونکو تکلیف دینا جو لازم معنی تہا وہ بہی بطور
دلالۃ النص کے منع سمجہا گیا پس ماں باپ کو مارنا اور تکلیف دینا بطور دلالۃ النص کی حرام سمجہا گیا
مثال اقتضاء النص کی قال تعالے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنے نماز پڑہو پس نماز کا پڑہنا بطور عبارۃ النص
کی سمجہا گیا لیکن شرع مین نماز بدون طہارت کی صحیح نہین پس یہہ طہارت کہ جسپر نماز کے
صحت موقوف ہی اس قول سی اقتضاء النص سی سمجہی گئی یا کسینی اپنی نوکر سے مثلاً یون کہا کہ مجہکو
پانی پلا پس پانی کی طلب بطور عبارۃ النص کی سمجہی گئی لیکن یہہ پانی پلانا عقلاً اسپر موقوف ہی کہ
وہ کسی برتن مین لاوی پس اس کلام سی وہ برتن کہ جس مین وہ اپنی آقا کو پانی پلا سکی اقتضاء النص سے
سمجہا گیا پہر قرآن کی نظم کی بہت سی اقسام ہین عام اور خاص اور ماؤل اور مشترک اور ظاہر اور
نص اور مفسر اور محکم وغیرہ کہ کل اسّی قسم ہوتی ہین اور پہر اونکی تفصیل اور احکام وغیرہ علم
اصول فقہ مین بہت شرح اور بسط کی ساتہہ لکہی ہین جسی زیادہ تحقیق منظور ہو وہ وہان دیکہ لے

ف قران مجید کے تخمیناً پانسو آیت احکام کے لئے اصل ہین کہ اونہین سے احکام الٰہی مستفاد ہوتی ہین اور باقی قران مین کافرون کے عذاب اور ہلاکت اور مومنون کی ثواب وغیرہ امور مذکور ہین (**دوم سنت رسول اللہ** صلعم) اصل دوسری دین مین سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے سنت رسول سی مراد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل اور کسی امر کو دیکھکر سکوت کرنا ہے اول کو سنت قولی اور دوسری کو فعلی اور تیسرے کو تقریری کہتی ہین سنت قولی اسطرحپر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے کچہہ فرمایا ہو اور سنت فعلی یہہ کہ حضرت نی کوئی کام کیا ہو اور تقریری سنت یہہ ہے کہ حضرت کی روبرو کسی نے کوئی کام کیا ہو اور حضرت نے دیکھکر اوسکو منع نہ فرمایا ہو سو یہہ سب قسمین سنت کی دلیل دین کے ہین اور اسیطرح صحابی کا قول اور فعل بہی سنت مین داخل ہی اور جمہور محدثین کے نزدیک ان سب اقسام کو حدیث کہتے ہین اور بعض محدثین خاص قول اور فعل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حدیث کہتے ہین اور باقی کو اثر کہتے ہین اور جو ملوک اور سلاطین کا حال نقل ہوا اوسکو خبر کہتے ہین پہر مطلق سنت کے دو قسم ہین ایک سنت الہدیٰ کہ جسکے ترک ہونیسے گنہ گار ہوتا ہے اور اوسکو سنت موکدہ بہی کہتے ہین جیسے جماعت اور اذان وغیرہ اور دوسرے سنت الزوائد کہ جسکے ترک سی گناہ لازم نہ آوی جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس اور قعود و قیام کے روش **ف** جن احادیث سے کہ احکام ثابت ہین تخمیناً تین ہزار ہین **سوال** باتفاق جمہور علما نبی صلی اللہ علیہ وسلم امور دین مین جو کچہہ فرماتے تہے سو حکم الٰہی سے فرماتے تہے جیسا کہ اللہ تعالے قران مین خبر دیتا ہی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف اور اپنی خواہش سی بدون امر الٰہی کی امور دین مین نہین بولتے ہین پس کتاب اللہ بہی امر الٰہی ہی اور سنت رسول اللہ بہی پس کتاب اللہ کا اول رتبہ کیون مقرر کیا اور سنت کو دوسرے مرتبہ مین کیون کہا دوسرے قرآن بہی حضرت کی زبان سی ہمکو پہنچا ہے اور سنت بہی آپ ہی سی ثابت ہی

جواب کتاب اللہ قطعی الثبوت ہے اور سنت بطور ظن کے ثابت ہے اور ظنی چیز یقینی کا مرتبہ مقدم ہے تفصیل اسکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جو چیز بطور سند صحیح کے ہم تک پہنچتی ہے تو وہ مقبول ہوتے ہے اور سند صحیح یہہ ہی کہ ہم سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک جسقدر روایت کرنے والے ہون سب عاقل اور دیندار اور صحیح الحافظہ ہون اور ایک دوسرے سے متصل روایت کرے کہ بیچمین کوئی نہ رہجاوے مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ صحابی کسی حدیث کو نقل کرین اور پہر اون سے اوسی حدیث کو اعرج اور پہر اون سے ابی الزناد اور اونسے امام مالک روایت کرین پس امام مالک تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے ابی ہریرہ صحابی اور اعرج اور ابی الزناد ہین اور یہہ تینون شخص عاقل اور دیندار اور صحیح الحافظہ ہین اور ایک دوسرے سے نقل کرتا ہی انکی بیچمین کوئی اور چوتہا شخص نہین رہگیا ہے سو اس سند کو سند صحیح کہتی ہین اور اس حدیث کو مرفوع کہتی ہین اگر کسے راوی نے صحابی تک ہی سند پہنچائی تو اوس حدیث کو حدیث موقوف کہتے ہین اور اگر تابعی تک پہنچای اور آگے صحابی تک سند نہ چلی تو اوسکو حدیث منقطع کہتے ہین کہ بیچمین سے سلسلہ کٹ گیا حضرت تک پہنچا ہاں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاوی گے تب اوسکو حدیث متصل کہینگی کہ حضرت تک اسکا اتصال ہوگیا اور اگر بیچمین کوئے راوی کم عقل یا بی دیانت یا خراب حافظہ کہ بہولنی کے اوسکو عادت ہوا جاویگا تو یہہ حدیث متصل بہی ضعیف کہلاوی گے اور حدیث کو قوی جب کہین گے کہ اسکی راوی قوی ہون گے علی ہذا القیاس جس حدیث کے جسقدر معتبر اور قوی راوی ہون گے اوسیقدر وہ حدیث قوی ہوگے اسیلئی حدیث کے کتابون مین صحیح بخاری سب سے قوی اور معتبر ہے اوسکی بعد صحیح مسلم ہی اسی قسم کی اعتبارات سے احادیث کے بہت سی اقسام ہین کہ اون کو علم اصول حدیث مین علمار نے خوب صراحت سے لکہا ہے پس جس حدیث کی ایک ہی سند ہوا اوسکو حدیث غریب کہتی ہین اور جسکی دو سند ہون اوسکو حدیث عزیز کہتے ہین جسطرح امام مالک مثلاً ایک حدیث کو ایک تو اوسی پہلی سند

مرفوع
موقوف
منقطع
متصل
ضعیف
قوی
غریب
عزیز

سی روایت کرین اور دوسری سند اوسکی سئے یون لادین کہ امام مالک نافع سی اور نافع عبد اللہ بن عمر صحابی سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی روایت کرین اور جسکی دو سے زیادہ تین چار پانچ دس بیس سندہون لیکن گنتی کے ہون سو اوسکو حدیث مشہور کہتے ہین اور تینون قسم کو احاد کہتے ہین اور جسکے بی شمار سندین ہون اور ہر مرتبہ مین بیشمار راوی روایت کرتے ہون کہ عقل اسیقدر آدمیون کے جہوٹا ہونا محال سیمجھے تو اسکو حدیث متواتر کہتے ہین اور خاص متواتر مین اوسکی ثبوت کا یقین حاصل ہوتا ہے بخلاف عزیز و غریب و مشہور کے کہ اون کی ثبوت مین ظن ہے جیسے شہر مکہ یا مدینہ کے موجود ہونی کو بیشمار لوگ بیان کرتے ہین کہ سب کو عقل جہوٹا نہین جانتے پس اس خبر متواتر سے شہر مکہ یا مدینہ کے موجود ہونے کا یقین ہوجاتا ہے پس جسقدر احادیث ہین وہ خبر احاد سے ثابت ہین ہان دو یا تین حدیثین خبر متواتر سے ثابت ہین اور قرآن مجید حرف حرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خبر متواتر سے ثابت ہی پس اس سبب سی قرآن مجید کا ثبوت حضرت سی یقینی ہے اور احادیث کا ثبوت ظنی ہے سو اس لئے قرآن کو مقدم رکہا ورنہ قرآن بہی ہمکو حضرت سے پہنچا ہے اور احادیث بہی اس مین دونو برابر ہین یا قرآن کے الفاظ و معانی دونون من اللہ ہین بخلاف سنت کے ف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی حیات مین احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لکہنے کی حاجت نہ تہی بعد اون کے تابعین اور تبع تابعین نے جب یہہ دیکہا کہ صحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب اوٹہہ گئی اب کوئی نہین کہ اوس سی دریافت کیا کرین اور اب چند روز مین یہہ دور بہی گزرنیوالا ہے یہہ زمانہ حضرت سی دور جا پڑے گا حضرت کی احادیث پہلی لوگون کو صحت سی پونہچنی مشکل پڑجائینگی اب زمانہ قریب اور اسناد مین راوی کم ہین مناسب ہی کہ جو احادیث حضرت سے بسند صحیح ہمکو پنہچی ہین اون کو لکہد یا چاہی سو ان محدثون نے لکہنا شروع کیا سو فن حدیث مین بہت سی کتابین لکہی گئین لیکن باعتبار صحت اور شہرت اور قبولیت کے اون کے

حدیث مشہور

حدیث متواتر

ف

کہ صحابہ نے احادیث کیون نہ لکہین

چار طبقے ہین صحت سے ہماری مراد یہہ ہے کہ اوس کتاب کا مصنف التزام کرلے کہ اوس
مین سوا اے احادیث صحیحہ یا حسنہ کی اَور نہ لاوے اور اگر لاوے تو اوسکی راوی کا حال یہہ
بیان کردے کہ ضعیف ہے یا قوی جیسا کہ ترمذی نے جامع ترمذی مین کیا ہے کہ راوی کا
حال بیان کر دیتے ہین اور شہرت سی یہہ مراد ہے کہ اہل حدیث طبقۃً بعد طبقۃٍ اوس کتاب سے
مشغول ہوئے ہون کہ اوسکے احادیث کو روایت کرتے ہون اور اوسکی مشکلات کے وضاحت
اور شرح کرتے ہون اور قبول سے یہہ مراد ہے کہ نقاد حدیث نے اوسکو
مانا ہو اور اوسپر اعتراض نکیا ہو اور صاحب کتاب کو اون احادیث مین مصیب جانتے
ہون اور بلا انکار فقہا اوسکی احادیث کو سند اور تمسک بناتے ہون پس جس کتاب
مین یہہ تینون وصف کمال خوبی کے ساتھہ پائی جاوین گے وہ طبقہ اولے مین شمار
کی جاوے گی اور اس طبقہ مین محققین کے نزدیک تین کتابین ہین اول موطا
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جو سب سے اول تصنیف ہوا اور قریب ہزار شخص مثل امام
محمد اور امام شافعی اور یحیی بن یحیی مصمودے اور یحیی بن یحیی تمیمی اور قعنبی کی اسکو روایت
کرتے ہین اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی گویا اصل ہے اور طرز روایت ان دونو
نے اسی سی سیکھی ہی لیکن جسقدر حدیث مرفوع اوسمین ہین اکثر صحیح بخاری مین ہین پس
صحیح بخاری اوسکی احادیث مرفوعہ کو مشتمل ہے گو آثار صحابہ و تابعین موطا مین زائد
ہون دوم **صحیح بخاری** کہ جسکو امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری نے تصنیف کیا
ہے تخمیناً نوے ہزار علمار نی اسکو بخاری سی روایت کیا ہی سوم **صحیح مسلم** کہ جسکو امام ابو الحسین
مسلم بن حجاج قشیرے نیشاپوری نی تصنیف کیا ہی سب اہل حدیث نی انکو قبول کیا ہے
اور نہایت شہرت اون کی ہوئی اور ہزارہا علمار نی انکے حل و تخریج وغیرہ امور مین تصانیف
کی ہین چنانچہ قاضی عیاض نے ان تینون کتابون کی شرح کی نئی کتاب مشارق الانوار
بہت عمدہ لکھی ہی اور یہہ مشارق الانوار صغانی کی مشارق الانوار کی غیر ہے کہ جسمین صحیحین

موطا

صحیح بخاری

صحیح مسلم

کے احادیث بحذف اسناد ہین طبقہ دوم مین وہ کتابین ہین کہ ان کتابون نے صفائی مین صحیحین کے
درجہ کو نہ پہنچی لیکن اونکی قریب ہین اور وہ یہہ کتابین ہین جامع ترمذی ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی کے
تصنیف سنن ابی داود ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی کی تصنیف سنن نسائی کے
ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی کی تصنیف اور ان چہہ کتابون کو صحاح ستہ کہتی ہین
ابن الاثیر نے جامع الاصول مین ان چہہ کتابون کی احادیث کو جمع کیا ہے اور انکے
مشکلات کے شرح اور غریب کا ضبط اور اسماء الرجال وغیرہ متعلقات کو خوب بیان کیا ہی گویا
یہہ کتاب صحاح ستہ کی شرح ہے اور صاحب جامع الاصول نے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ مین داخل
نہین کیا بلکہ اوسکی جگہہ موطا امام مالک کو رکہا ہے شاہ ولی اللہ صاحب فرماتی ہین کہ فقیر کے نزدیک
مسند امام احمد بہی دوسری طبقہ مین داخل ہی گو اوسمین ضعیف حدیث بہت سی ہین کہ اونکے
راویون کا حال وہان بیان نہین کیا لیکن تب بہی وہ گویا سب کتب احادیث کی اصل ہی اور
ہی اور اسیطرح سنن ابن ماجہ کو بہی جو کہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی کے
تصنیف ہی اسی طبقہ مین شمار کرنا چاہیے گو اوسمین بعض احادیث نہایت ضعیف ہین سب محققین
کے نزدیک کتاب الآثار امام محمد صاحب کے تصنیف بہی اسی طبقہ مین ہی طبقہ سیوم
مین وہ کتابین ہین کہ جنکے مولفین بخاری و مسلم سے مقدم ہین مثل ابو بکر بن ابی شیبہ
وعبد الرزاق وابو داود الطیالسی وعبد بن حمید وشافعی کے یا اونکی ہمعصر ہین
مثل دارمی وابو یعلی موصلی کے یا بعد ہین مثل ابن حبان وبیہقی وحاکم وطبرانی
کے لیکن اونہون نے اپنی تصانیف مین التزام صحت کا نہین کیا بلکہ صحیح وضعیف جو ملا لکہدیا اور
کتابین شہرت اور قبولیت مین طبقہ اولے اور ثانیہ کو نہین پہنچی اور اونکی راوی بعض قوی
بعض ضعیف بعض مجہول الحال ہین اور اونکی احادیث بعض صحیح بعض حسن بعض ضعیف
بلکہ بعض موضوع یعنی بنائی ہوئی ہین گو ان کتابون کی مولف علم حدیث مین کمال تبحر رکہتی تہی اور
متصف بالعدالت بہی تہی لیکن اونہون نے اپنی کتابون مین جو احادیث کہ اون کو ملی بلا لحاظ اونکے

وضعیف اس نظر سے جمع کر دیے کہ انہیں سے قوی وضعیف کی شناخت بعد کیجاوے اور اب
کوئی حدیث باقی نہ بچاوی لیکن ان کتابون مین بہی تفاوت ہی بعض سے بعض قوی ہین ان کتابون کے
یہہ نام ہین مسند امام شافعی سنن ابن ماجہ مسند دارمی مسند ابو یعلی موصلی
مصنف عبد الرزاق مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ مسند عبد بن حمید مسند ابی
داؤد الطیالسی سنن دارقطنی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم بیہقی کے کل کتابین
طحاوی کے کل کتابین طبرانی کے سب تصانیف یعنی معجم صغیر و کبیر و اوسط طبقہ چہارم
ہین وہ کتابین ہین کہ جنکے احادیث کا قرون سابقہ مین کچھہ نام و نشان نہ تہا پہر متاخرین نے
اونکو روایت کیا پس اون احادیث کا حال دو طور پر ہے یا یہہ کہ متقدمین نے اونکے کچھہ
اصل نپائی بے اصل جانکی چہوڑ دیا یا کچھہ اصل پائی لیکن کسی جرح و قدح کے سبب ضعیف جانکر ترک
کیا بہر حال یہہ احادیث اس قابل نہین کہ ان سے کوئی عقیدہ یا کوئی حکم شرعی
ثابت کیا جاوی اور اونکو متمسک قرار دیا جاوے بعض محدثین کو اس باب مین بڑا دہوکا
ہوگیا کہ ان کتابون کے احادیث کو بسبب کثرت طرق روایت کی متواتر جان کر ان سے
جمہور کے مخالف مذہب قرار دے لیا اور اوسکو قطعی اور یقینی مان لیا اور اس طبقہ کے
بہی بہت سی کتابین ہین لیکن بعض کا نام لکہتا ہون کتاب الضعفاء لابن حبان تصانیف
الحاکم کتاب الضعفاء للعقیلی کتاب الکامل لابن عدی تصانیف ابن مردویہ تصنیف خطیب
تصانیف ابن شاہین تفسیر ابن جریر فردوس دیلمی بلکہ اسکی کل تصانیف تصانیف
ابی نعیم تصانیف جوزقانی تصانیف ابن عساکر تصانیف ابو الشیخ تصانیف ابن نجار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے بہت سی لوگون نے جہوٹی احادیث بنا کر مشہور کر دی
ہین محققین محدثین نے بکمال جانفشانی سے قوی و ضعیف و موضوع کو جدا جدا کر دیا اور اکثر جہوٹے
حدیثین مداح لوگون نے مناقب اور مذمت مین بنائی ہین اور تفسیر اور بیان سبب نزول
اور تاریخ مین اور بنی اسرائیل کے احوال مین اور انبیاء سابقین کے احوال مین اور ذکر

اور کہانون کے حالات ہین اور جہاڑ پہونکنے والے عملیات اور وظائف اور ادعیہ ہین اور قصہ خوان
واعظون نے نوافل کے ثواب وجزا مین بہت سی جہوٹی حدیثین بناکر مشہور کردی ہین +

تنبیہ نقل ہے کہ نوح بن ابی عصمہ نے فضائل قرآن مین بہت سی احادیث بنائین جب
اون کی سند پوچہی گئی تو کہا کہ لوگ ابوحنیفہ کی فقہ کے طرف بہت مائل ہین اسلیے فقرآن کے
فضائل مین مصلحت جانکر احادیث کو مین بنایا تاکہ اسطرف لوگ زیادہ متوجہ ہون حالانکہ

تنقیح یہہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ صحیح احادیث فضائل قرآن مین کیا کم تہے وضع ہو
کہ اس طبقے کے کتابون مین کل احادیث موضوع اور بے اصل نہین ہین ان ضعیف وموضوع
اکثر ہین چنانچہ ابن الجوزی نے اپنی موضوعات مین اکثر ان احادیث کو موضوع لکہا ہے
اور دلیل وضع کے بیان کردی ہے کتاب تنزیہ الشریعہ بہی ان احادیث کی لئے معیار ہے
اور میزان الضعفاء ذہبی کی اور لسان المیزان ابن حجر عسقلانی ان کے تحقیق کیواسطے
وافی کافی ہے رسائل اور شیخ جلال الدین سیوطی کے انہین احادیث پر مبنی ہین اور
عجیب وغریب مسائل مخالف جمہور کے مثل مسح الرجلین اور ابن عباس و اسلام ابوین آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہ انہین کتابون سے برآمد ہوتی ہین محض انہین کتابون کے
مسائل وعقائد کا اثبات لاحاصل ہے لہذا ہمنے بہی اس کتاب مین ان کتب کے احادیث
پر حصر نہین رکہا ہان تائید وتقویت کے لئے کہین کہین ذکر کر دیا ہے سو اسکا کچہہ مضائقہ
نہین محقق کو چاہیے کہ اول احادیث کو تحقیق کرے پہر ان سے کوئی مسئلہ ثابت کرے
کیونکہ جبتک ہم کو اس امر مین شک ہی کہ یہہ حدیث حضرت کی ہی یا کسی کی بنائی ہوئی ہے

تتمہ تو اس سے کیونکر استدلال کرین گے ف تصنیفات حدیث کی سات قسم ہین جوامع
مسانید معاجم سنن اجزاء رسائل اربعینیات جامع محدثین کی اصطلاح مین اوس

جامع کتاب کو کہتے ہین کہ جسمین سب قسم کی احادیث پائی جاوین یعنے احادیث عقائد احادیث
احکام احادیث رقاق کہ جنسے رقت قلبی حاصل ہو احادیث آداب اکل وشرب وقیام

وقعود احادیث متعلقہ بتفسیر قرآن احادیث تاریخ وسیر احادیث فتن کہ جسمین فتنون اور حوادثات کا ذکر ہو احادیث مناقب ومثالب یعنی عیب علمانی ان آٹھہ فنون کو جداگانہ بہی لکہا ہے پس احادیث عقائد کو علم التوحید والصفات کہتی ہین اور احادیث احکام کو سنن کہتی ہین کتاب الطہارت سی کتاب الوصایا تک ترتیب فقہ اور احادیث رقاق کو علم سلوک اور زہد کہتے ہین اور احادیث ادب کو علم ادب کہتی ہین امام بخاری کے اس فن مین ایک کتاب کتاب الاداب المفرد ہے اور احادیث متعلقہ تفسیر کو تفسیر کہتے ہین تفسیر ابن مردویہ وتفسیر دیلمی وتفسیر ابن جریر وغیرہ مشہور تفاسیر حدیث ہین وتفسیر در منثور جلال سیوطی کے سب کے جامع ہے اور احادیث تاریخ وسیر کے دو قسم ہین وہ جو آسمان و زمین ملائکہ حیوان جن وشیاطین وانس کی پیدایش سے متعلق ہے اوسکو بدو الخلق کہتی ہین اور جو ہماری نبی علیہ السلام اور صحابہ وآل عظام کے احوال مین اونکی ابتدای تولد سی وفات تک ہو اوسکو سیرت کہتی ہین اس فن مین سیرت ابن اسحاق سیرت ابن ہشام سیرت ملا عمر اور سوا ان کے بہت سی کتابین ہین بعض روضۃ الاحباب اگرچہ تحریف وتبدیل بہم پہنچی بہت غنیمت ہی مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے تصنیف اور سیرت شامیہ ومواہب لدنیہ بہی البسط سے ہین اور احادیث فتن کو علم فتن کہتی ہین اور احادیث مناقب اور مثالب کو علم المناقب کہتی ہین پس جس کتاب مین یہہ ہون جیسی جامع ترمذی جامع بخاری اسکو جامع کہتی ہین صحیح مسلم مین چونکہ احادیث تفسیر وقرات نہین اسلئے اوسکو جامع نہین کہتی ہین اور مسند اوسکو کہتی ہین کہ جس مین احادیث کو ترتیب صحابہ جمع کیا جاوے موافق حروف تہجی کے یا موافق سبقت اسلام کی یا موافق شرافت نسب کی یعنی جو صحابی اول اسلام لایا یا اوسکو حضرت سے زیادہ قرابت ہی اوسکی حدیث کو پہلے لاوین اور معجم وہ ہے کہ جسمین احادیث کو ترتیب شیوخ جمع کیا جاوی اور یہان بہی تقدم وفات شیخ کو اعتبار کرینگے یا موافق حروف تہجی کے ترتیب دیوینگی یا موافق

جامع

مسند

معجم

علم وزہد وتقوی شیخ کے ترتیب دیوین گے لیکن حروف ہجی کا اکثر اعتبار کیا جاتا ہے اور معاجم ستہ
طبرانی کی اسی قسم کی ہین اور سنن وہ کتاب ہی کہ جسمین احادیث احکام مذکور ہون مثل سنن ابی
داؤد وسنن ابن ماجہ وسنن نسائی جزو وہ کتاب ہے کہ جس مین ایک شخص خاص کے احادیث
جمع کیجاوین مثل جزء حدیث ابی بکر یا مطالب ثمانیہ مین سی ایک مطلب کو خاص کیا جاوے
مثل باب النیۃ وغیرہ اور رسالہ مطلق کتاب کو کہتی ہین مگر یہ ہے کہ اسمین مطالب ثمانیہ مین سے
کسی جزو خاص کو لکہتی ہین جلال سیوطی وحافظ ابن حجر کو تصنیف رسائل مین بڑا ملکہ ہی اربعین
چہل حدیث کو کہتے ہین کہ چالیس حدیث ایک باب مین یا کئی ہین ایک سند سی یا کئی
سند سی لکہی جاوین چہل حدیث بکثرت ہین واللہ اعلم اللہ رب العلمین کے لاکہہ لاکہہ احسان
ہین کہ اوسنی اپنی محمد خاتم النبین علیہ السلام کے دین کو قیامت تک سلامت رکہنی کی کیا
تدبیر کے کہ قرآن کو تحریف وتغیر سی محفوظ رکہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
بہی ایسی ہی محافظت کی آج جسقدر فرق باطلہ اپنی کتاب کو کتاب الہی کہتی ہین بہلا
ایک ہی سند متصل سی وہ کتاب اپنی نبی تک ثابت کردین تواتر اور شہرت تو درکنار
ف قرآن اور حدیث کا سند دین ہونا ظاہر ہے کیونکہ قرآن کتاب الہی ہی جیسا کہ پہلی اوسکا
اثبات ہوچکا ہی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کا حکم قرآن مین بہت جا
مذکور ہے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ یعنے اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اللہ کے رسول کی سو اللہ کے
فرمانبرداری اوسکی کتاب پر عمل کرنا ہے اور رسول کی فرمان برداری رسول کی افوال و
افعال کی پیروی ہے (سوم اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا السلام) تیسری اصل دین
مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اجماع ہی پس جس امر مین امت کا اتفاق ہوگیا وہ حق اور
درست ہی کیونکہ یہہ امت گمراہی پر کبہی متفق نہوگی کیونکہ قرآن مین اللہ فرماتا ہی كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ یعنے تم
امت محمدیہ اچہی امت ہو پس اچہی امت گمراہی پر متفق نہین ہوویگے ورنہ اچہی نرہیگی اور تکذیب قرآن لازم آوے
اور دوسرا جا ہی وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

یعنے جو شخص مومنین سے الگ ہوکر اور راہ چلیگا تو ہم اوسکو وہی راہ چلائینگے اور پہر جہنم مین ڈہلائینگے کہ وہ بُری جگہہ ہی اس سی ثابت ہوا کہ مومنین جس راہ پر ہین وہ درست ہے اور اونکی خلاف پر چلنے والا گمراہ ہی جہنم مین جاویگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی فرمایا ہے لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ یعنی میرے امت سبہی گمراہی پر متفق نہوگی وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ اور جہان کسی امر مین مسلمانون کا باہم اختلاف ہو تو جسطرف کثرت ہو اوس راہ چلو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتہہ رہتا ہے یعنی اللہ اونکا طرفدار ہوتا ہی پہر جو اونسی الگ ہوتا ہے تو وہ اکیلا جہنم مین جاویگا اور بہت احادیث صحیحہ اس امر مین وارد ہین اور یہہ خاص اسی امت کو شرف حاصل ہی اور وجہہ بہی اسکی ظاہر ہے کہ ایک رای دوسرے رائی کی مثل سی بہت قوی ہوجاتی ہی جسطرح بہت سی بال ملا ایسی ایک قوی رسی ہوجاتی ہے کہ توڑنے نہین ٹوٹتی اگرچہ ایک ایک بال کو جدا جدا کرکے ہر کوئی توڑ سکتا ہے اسی طرح ایک ایک شخص اگرچہ غلطی کرسکتا ہے لیکن جب بہت ہونگی تو ایک کی رای دوسرے کے رای سے ملکر قوی ہوجاویگی اجماع کی اقسام اور اسباب وغیرہ اصول فقہ مین مفصل ہین یہان اونکی ذکر کے حاجت نہین۔

(چہارم قیاس مجتہدین) قیاس ایک چیز کا حکم دوسرے چیز کے مانند بسبب اشتراک علت کے ظاہر کردینی کو کہتی ہین مثلاً تاڑی یا بہنگ یا افیم کو شراب کی طرح بسبب نشہ کی کہ وہ دونون مین مشترک ہی حرام کردیا پس قیاس حکم خفی کو ظاہر کردیتا ہے اور یہہ قیاس کبہی قرآن پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ شراب کو قرآن مین حرام کیا ہے اور اوسکی حرمت کی وجہہ نشا معلوم ہوئی پس جس جس چیز مین نشا ویسا سب کو حرام قرار دیا اور کبہی سنت پر چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ گیہون اور جو اور خرما اور نمک اور سونا اور چاندی کو دست بدست بدون کمی یا زیادتی فروخت کرنا چاہیے زیادتی سود ہے پس جو گیہون سی گیہون فروخت کرے تو اودہار نکرے نہ زیادہ لی جسقدر اوسکی گیہون ہون خواہ اچہی ہون خواہ بُرے اوتنی ہی لیوے پس ان چہ

چیزوں پر جو نے شلغے وغیرہ اشیا ہیں کہ جہاں دونوں ایک جنس اور ایک قدر کے
ہوں قیاس کیا اور حکم دیا کہ یہاں بھی زیادتی سود ہے اور کبھی اجماع امت پر مبنی ہوتا ہی
مثلاً تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس لونڈی سے صحبت کرے اوسکی ماں سے صحبت کرنا حرام
ہے پس اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کر لیا کہ جس سے زنا کیا ہو اوسکی ماں
سے بھی صحبت کرنا حرام ہے پس جو امر علماء نے قیاس سے ثابت کیا ہے وہ بھی ہمارے
دین میں سند ہی کیونکہ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہی فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ
یعنی اے نگاہ والو عبرت پکڑو کفار کے حال کو دیکھکر اور عبرت کہتے ہیں کسی چیز کو اوسکی مثل
کی طرف رد کرنے کو گویا کہ یوں فرمایا اون کی حال پر اپنی حال کو قیاس کرو اور قیاس
عام ہے خواہ عذاب کا عذاب پر خواہ فروع شریعہ کا اون کے اصول پر ابو داؤد اور ترمذی
اور دارمی نے روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن پر
قاضی بناکر بھیجنا چاہا تو پوچھا کہ اے معاذ کیونکر فیصلہ کیا کرے گا جب کوئی جھگڑا
تیرے پاس آوے گا عرض کیا کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر وہ مسئلہ تجھی کتاب اللہ میں نہ ملا تو پھر کیا کرے گا سو عرض کیا کہ سنت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا فرمایا اگر وہاں بھی نہ ملا تو کیا کریگا عرض
کیا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور بند نہوں گا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے سینہ پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ سب تعریفیں اوس اللہ کو ہیں کہ جس نے
اپنے رسول کے رسول کو ایسی توفیق دی کہ جس سے رسول اللہ خوش ہوگیا اور
ایسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکبار صحابہ سے فرمایا تہا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ
میں پڑہنا پس بعض صحابہ نے یہہ سوچکر کہ آپکا مقصد جلدی ہے اپنی مکان پر عصر پڑہی اور
بعض نے اجتہاد کیا کہ مطابق امر عالی کی وہاں جاکر نماز پڑہے لیکن حضرت نے دونوں
فریق کو اچھا کہا اسی طرح ترمذی اور امام محمد نے اپنی موطا میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں

روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ اگر کوئی ذکر کو ہاتھ لگاوے یا اوسکو وضو کرنا لازم آتا ہی آپنی فرمایا کہ وہ بہی ایک عضو ہی منجملہ اعضاء کے تب یہہ بہی قیاس ہے کہ اپنی ذکر کے مس سی وضو نہ ٹوٹنے کو اعضاء کی مس پر قیاس فرمایا حاکم اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حاکم فیصلہ اجتہادی کرے پس اگر رائے صواب پر ہی تو اوسکو دو اجر اور اگر خطا پر ہے تو ایک اجر ہے غرض اور بہت سی مضامین ایسے ہیں کہ جنسے قیاس کا حجت ہونا ثابت ہوتا ہے اور جمہور مسلمین سلف سے خلف تک سب اسکو حجت شرعی کہتی آئے ہین پس اہل اسلام کا اسکی دلیل شرعی ہونے پر اجماع ہوگیا ہے بخلاف چند مخالفین کے اور کیونکر قیاس حجت شرعی نہو گا حالانکہ وہ کسی حکم شرعی کو کہ وہ حکم ہر ایک کو معلوم نہ تہا ظاہر کر دیتا ہے یہہ کہ قیاس کسی چیز کو اپنے طرف سی ثابت کرتا ہے **ف** جو عالم کہ احادیث اور قرآن کو خوب سمجھتا اور جانتا ہو قوی وضعیف ناسخ ومنسوخ وغیرہ سب اقسام پہچانتا ہو باوجود اسکی مجمع علیہ و مختلف فیہم مسائل پر مطلع ہو پس اگر اوسکو قیاس کی قدرت ہو وہ **مجتہد** ہی قیاس اور مجتہد کی دیگر شروط اصول فقہ میں مذکور ہین ہرچند کہ مجتہد بہت سی گزرے ہین لیکن اون سب مین یہہ چار شخص بڑی نامی اور سب سے عمدہ اور افضل اور مقبول ہین **اول** امام **ابو حنیفہ** بن ثابت کوفی انکی زمانہ مین بعض صحاب رسولؐ بہی موجود تہی انکی شاگردون مین امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر بہی مجتہد تہی **دوم** امام **مالک** بن انس مدینہ کے رہنے والے **سوم** امام **ادریس شافعی** - **چہارم** امام **احمد** بن حنبل رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ان بزرگان دین نے قرآن اور احادیث سی مسائل کو نکالکر لوگون کے آسانی کو الگ جمع کر دیا اور اسکا نام فقہ رکہا ہے پس جس مسئلہ جزئیہ مین ان کا باہم اختلاف ہے وہان ابو حنیفہ کے پیرون کو حنفے اور مالک کے مقلدون کو مالکی اور شافعی کے ماننے والونکو شافعی اور احمد بن حنبل کے تابعدارونکو حنبلے کہتی ہین اور ان مسائل مین انکی پیروی کا

هم تقلید ہی اور یہہ تقلید ضرورے ہے کیونکہ ہر ایک کو قرآن مجید اور احادیث سے مسائل
کا نکالنا بہت دشوار ہے سوای مجتہد کے اور کسی کا کام نہین ہے کیونکہ قرآن مین بعض
آیات ناسخ اور بعض منسوخ ہین پھر ان مین بعض مجمل بعض مفسر اور کوئی محکم اور
کوئی متشابہ ہے پہر کوئی لفظ عام اور کوئے خاص اور کوئی مشترک اور کوئے ماول ہے
الغرض جسقدر اقسام اصول فقہ مین مذکور ہین وہ سب قرآن مین ہین پہر اعتبار ثبوت
کے بہی احادیث کی بہت سی اقسام ہین اور بعد ثبوت کے پہر یہہ سب اقسام کتاب
اللہ کی وہان بہی موجود ہین غرض اور بہت سی چیزین ہین کہ مسائل نکالنی والیکو
اون کا جاننا ضرور ہے ہی پس ان سب باتون کی تحقیق خاص مجتہد ہی کا کام ہے
کو ظاہر احکام کو اور لوگ بہی جان لیتی ہین اور یہہ بہی مسلم ہی کہ قرآن و احادیث کی جزئیات
پر عمل کرنا ہر مسلمان پر ضرور ہے اور عمل کرنا کسی چیز پر اسکی تفصیل سی جان لینی پر موقوف
ہے اور تفصیل سی جاننا ان جزئیات کا مجتہد کے اجتہاد پر موقوف ہی جیسا کہ ابہی اسکا
ذکر ہوا تہا پس قرآن و احادیث کی جزئیات پر عمل کرنا مجتہد کی اجتہاد پر موقوف ہے تو مجتہد کا
اتباع اقتضاءً اسطرح واجب ہی جسطرح اوس مسلمان کو کہ جو فرائض نہ جانتا ہوا اوس عالم
کی قول کا ماننا کہ جو اوسی فرائض بتلاوی اقتضاءً فرض ہی دلیل دوسرے اللہ تعالے
قرآن مین فرماتا ہے وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ کہ قرآن ہر شی کی تفصیل ہے کہ اوسمین سب احکام
مندرج ہین اور دوسری جا ہی تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہے یعنی قرآن ہر چیز کا بیان واضح ہے
پس ان آیات سی معلوم ہوا کہ قرآن مجید مین ہر مسائل جزئیہ موجود ہین لیکن ہر شخص کو
معلوم نہین کیونکہ صدہا مسائل بیع و شرار کے سوای کتب فقہ کی اور کہین نہین ملتے
پس ظاہر ہوا کہ ان مسائل کے اصول قرآن مین موجود ہین مجتہد لوگ اونپر قیاس کرکے
فروعات نکالتی ہین پس قرآن کی فروعات پر عمل کرنا مجتہد کی تقلید پر موقوف ٹہیرا اور یہہ
عمل فروعات پر واجب بلکہ فرض ہے اور جسپر واجب یا فرض موقوف ہو بضرورت وہ

چنیز بہی واجب ہوتی ہے مثلاً نماز فرض ہے اور یہہ موقوف ہے طہارت پر پس پانیکا تلاش
کرنا مصلے پر واجب ہے گو قرآن مین اوسکو واجب نفرمایا ہو اسلئی اللہ تعالے فرماتا ہے
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اگر تمکو کوئی مسئلہ معلوم نہو تو مجتہدین سی دریافت
کرلو کہ وہ اہل ذکر ہین کیونکہ باتفاق علما اہل الذکر سے اس آیت مین اہل علم مراد ہین اور
ائمہ مجتہدین ہین وقال تعالی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنے اللہ کے
تابعداری کرو کہ کتاب اللہ پر عمل کرو اور رسول کی تابعداری کرو کہ سنت رسول پر چلو اور
اور اولی الامر کا کہا مانو یعنے مجتہدین کی اطاعت کرو کہ وہ اللہ اور رسول کا طریقہ اور وہ مسائل
خفیہ جو تمہین معلوم نہین ہین بتلاتی ہین پس گویا انکی اطاعت کرنا عین اللہ اور اوسکی رسول کی
اطاعت کرنا ہے دوم اگر ہر شخص ان مسائل مین اپنی اپنی رائی کو دخل دیا کری تو ایک
فساد عظیم دین مین واقع ہو جاوے صحابہ آنحضرت سے پوچھہ لیا کرتے تہے اور تابعین صحابہ سے
دریافت کرلیا کرتے تہی پہر بعد مین جب نئی نئی واقعات پیش آئے اور قرون ثلثہ ہو چکے
اور فتنہ و فساد دین مین شروع ہوا تب ان بزرگان دین نے قرآن و حدیث مین تتبع کرکے فقہ کو
مرتب کیا اور مسائل جزئیہ کو اپنے موقع پر لکہہ یا سواد سو برس زمانہ سی ابتک تمام امت مسائل
جزئیہ مین انہین چار ونکی مقلد ہے پس اب جو کوئی نئی راہ نکالے تو وہ سواد اعظم کو چہوڑتا ہے
اور جماعت سے جدا ہوتا ہے اور جماعت سی جدا ہونیوالیکو حضرت نے گمراہ اور جہنمی فرمایا ہے
افسوس ہے کہ بعض صاحب آج کل عام کو فتنہ مین ڈال رہے ہین اور مجتہدین خصوصاً
جناب امام ابوحنیفہ پر طعن کرتے ہین کہ اونکے اقوال احادیث کے مخالف اور بے سند ہین حالانکہ
یہہ طعن بالکل غلط ہے کسلئی کہ اونکی کوئی بات اور کوئی قول مخالف اور بے سند کی نہین ہے
ہان اگر وہ سند تمہین نہ ملے تو تمہارا قصور ہے اُنکے اجتہاد کی قبولیت کی یہہ بڑی دلیل ہے
کہ اللہ تعالی نے ہزار برس سے زیادہ سی آجتک تمام مسلمانون مین اوسکو جاری کیا اگر
یہہ تقلید گمراہی ہو سکتی تو نعوذ باللہ تمام امت گمراہ شمار کیجاتی پہر اس امت کا خیر ہونا

اور جسقدر فضائل قرآن و احادیث مین وارد ہین سب غلط ہو جاتے **ف** فقہا کے سات طبقے ہین **اول طبقہ** مین مجتہد مطلق ہین اور یہہ وہ لوگ ہین کہ جو قواعد و اصول مقرر کرکے بدون کسیکی تقلید کے ادلہ اربعہ سے استنباط احکام اور فروع کرتے ہین مثل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد رح کے **دوم طبقہ** مین مجتہد منتسب ہین جیسا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر کہ امام ابو حنیفہ کیطرف منسوب ہین حنفیون مین سے اور ابن الصلاح و ابن دقیق العید و تقی الدین سبکی و تاج الدین سبکی و سراج بلقینی و ابن زملکانی کے شافعیون مین سے اور مثل ابن عبد البر و ابی بکر بن العربی کی مالکیون مین سے اور حنبلیون مین سے طبقہ مین کوئی نہین گزرا پس یہہ لوگ اپنی قوت سے اجتہاد کرکے مسائل نکالتے ہین اور فروع و اصول مین کسیکی مقلد نہین ہین مگر اپنے اجتہاد مین اپنے امام کا طریقہ مرعی رکھتے ہین اسلئے انکی طرف منسوب ہین **سوم طبقہ** مین مجتہد فی المذہب ہین کہ جہان انکو انکے امام کے فقہ مین کوئی مسئلہ صراحتاً نہ ملا تو انہون نے اپنے امام کے قواعد کلیہ سے اوسکو اجتہاد کرکے ثابت کرلیا مگر یہہ لوگ اکثر اپنے امام سے اصول و فروع مین مخالفت نہین کرتے مثل طحاوی و کرخی و شمس الائمہ حلوانی و سرخسی و خصاف کی **طبقہ چہارم** مین اصحاب التخریج ہین کہ وہ اجتہاد پر قادر نہین مگر وہ لوگ اس سبب سے کہ انکو فروع و اصول مین کمال نظر ہوتی ہے کسی حکم مجمل کہ وہ ابو حنیفہ یا انکے شاگردون سے منقول ہو یا کسی قول مبہم کہ جسکے دو معنی ہوسکتی ہون تفصیل اور تاویل کرسکتے ہین اور اس طبقہ مین قاضی خان اور ابی بکر رازی وغیرہ ہین بلکہ بعض کے نزدیک صاحب ہدایہ بھی اسی طبقہ مین داخل ہے **پنجم طبقہ** مین اصحاب الترجیح ہین یہہ لوگ نہ اجتہاد کی طاقت رکھتے ہین نہ تخریج کرسکتے ہین لیکن قوی اور ضعیف مین تمیز کرکے قوی کو ضعیف پر ترجیح دیسکتے ہین مانند ابی الحسین احمد قدوری کی **ششم طبقہ** مین وہ ہین کہ فقط اتنی تمیز کرسکتے ہین کہ یہہ روایت قوی مفتی بہ ہے یا نہین یا یہہ مسئلہ ظاہر الروایۃ کا ہے یا روایت نوادر کا مانند شمس الائمہ محمد کردری اور جمال الدین حصیری اور صاحب کنز و

صاحب المختار وغیرہ مصنفین متون کے ہفتم طبقہ میں وہ مقلد لوگ ہیں کہ جنکو استقدر
بہی طاقت نہیں اور حقیقت میں یہہ لوگ فقہا میں داخل نہیں جب فقہا کے طبقات
معلوم ہوے تو اب اونکی تصنیفات کی طبقات بہی معلوم کرنے چاہئیں فـ واضح
کہ یہہ کتاب اردو زبان میں خاص ہند کے مسلمانوں کے لئے تحریر کی گئی ہی اور اہل ہند
اکثر بلکہ کل حنفی ہیں لہذا مسائل حنفیہ کے طبقات کو بیان کرتا ہوں پس مسائل حنفیہ کے
تین طبقے ہیں اول طبقہ میں وہ مسائل ہیں کہ جو ظاہر الروایہ سے ثابت ہیں اور ظاہر
الروایہ امام محمد صاحب کی ان چہہ کتابوں کو کہتے ہیں مبسوط زیادات جامع صغیر جامع
کبیر سیر صغیر سیر کبیر ان چہہ کتابوں میں امام محمد صاحب نے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف
اور اپنی متفق علیہ اور مختلف فیہ سب مسائل لکہدی ہیں اور ان کتابوں کو ظاہر الروایہ
اس لئے کہتے ہیں کہ یہہ مصنف سی بروایت متواتر یا مشہور کہ جو ظاہر ہے ثابت ہو ئی ہیں
طبقہ دوم میں وہ مسائل ہیں کہ جو ائمہ مجتہدین سے سواے ظاہر الروایہ کی اور کتابوں
ثابت ہیں مثل محیط اور رقیات یعنی وہ مسائل کہ جو امام محمد نے شہر رقہ میں جمع کئی ہی اور کیسانیات یعنی
مسائل کہ جو امام محمد کی ابن عجم و سلیمان بن شعیب کیسانی کو لکہوا دی تہی اور ہارونیات جو ہارون رشید کی عہد میں جمع کئے
کتابیں کہ جو امام ابو یوسف سے منقول ہیں وغیر ذلک اور انکو نوادر کہتی ہیں طبقہ سوم
میں وہ مسائل ہیں کہ متاخرین مشایخ نے اصول حنفیہ کے موافق حسب ضرورت آپ
اجتہاد کرکے ثابت کئی ہیں اور انکو فتاوی اور واقعات بہی کہتی ہیں اور اس طبقہ میں
اول کتاب نوازل فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح نے جو بڑے محقق و کامل تہی تصنیف کی
پہر بعد انکے اور بہت سی کتابیں اس میں تصنیف ہوئیں مثل مجموع النوازل والواقعات
للناطفی والصدر الشہید کے پہر متاخرین نے طبقہ اولے و ثانیہ و ثالثہ کے مسائل کو مخلوط
کرکے ایکجای جمع کر دیا جیسا کہ فتاوے قاضی خان وغیرہ میں ہے اور سبب اس خلط
بعض متعصب لوگونکو امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رح پر اعتراض کا موقع ملا ہے

طبقہ اول ... [illegible]

اسلئے کہ ان فتاووں میں ایسے بہی بعض مسائل ہیں کہ جو احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں
یا وہ اصول شرعیہ پر مبنی نہیں ہیں پس وہ ائمہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اون کو علم حدیث
میں دخل نہ تہا لیکن یہہ اعتراض بیجا ہے کیونکہ ائمہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں کہ جو اصل شرعیہ
سی ثابت نہو کیسلئے کہ اونکی زمانہ میں چند صحابہ اور ہزارہا تابعین جلیل القدر موجود تہی اور روز
شب و روز اسکی تلاش تہی اور شہر کوفہ ہر او العلم ہی تہا پس یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو چیز
ان امور کے اون کو حدیث صحیح نہ ملی اور کسی عمر بن اجد والون کو ملے اور جن کتابوں
انکی مسائل کی ادلہ مذکور ہیں منصف کو لازم ہی کہ وہان دیکھے کوئی مسئلہ بی دلیل شرعی
کے نہاوے گا پس اگر احادیث صحیحہ کے مخالف یا بے اصل شرعے ہیں تو متاخرین کی بعض تفریعات
ہیں کہ جو اونہوں نے ائمہ کے اصول سی مستنبط کرکے فتاووں میں درج کر دی ہیں اور اسمیں
بہی وہ معذور بلکہ ماجور ہیں کیونکہ اون کی نیت بخیر تہی لہذا مفتی محقق کو واجب ہی کہ
تحقیق کرکے فتویٰ دیوی اور اسکی تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا یہہ قول عقد
میں ہے کہ مسائل مفتے بہ . . چار قسم پر ہیں ایک وہ کہ ظاہر الروایۃ میں ثابت ہیں اون کا
حکم یہہ ہے کہ قبول کیجاوین دوسری قسم روایت شاذہ امام ابوحنیفہ و امام محمد و ابو یوسف سی ہے
تو اوس کا حکم یہہ ہے کہ اگر اصول کے موافق ہے تو قبول کی جاوین اور نہ نہیں تیسری قسم
متاخرین کی تخریج ہے کہ اوس پر جمہور متفق نہیں ہیں پس اون کو اصول اور کلام سلف کے
نظائر سے مطابق کیا جاوی اگر مطابق ہون تو خیر ورنہ اونکو ترک کیا جاوی انتہی کلام
البتہ یہہ بہی زیادتی ہے کہ صحیح احادیث کے مقابلہ میں تفریعات فتاوے پر خواہ صحیح ہون یا
نہون عمل کیا جاوے اور احادیث صحیحہ پر عمل کرنا مذموم سمجہا جاوی اصل مقصود اللہ اور
اوسکی رسول کی اطاعت ہے اور آئمہ کبار کے تقلید بہی اسی وجہ سے واجب ہی کہ وہ
اللہ اور اوسکی رسول کے قول کی شارح ہیں کچہہ زید و بکر کی اطاعت فرض نہیں ہی الحق
افراط و تفریط سے بچا وف متاخرین کے نزدیک یہہ کتابیں بہت معتبر ہیں وقایہ مختصر

القدوری **کنز الدقائق** اور بعض کے نزدیک یہہ چار کتابین معتبر ہین **وقایہ**
کنز الدقائق مختار مجمع البحرین پس جب ان کتابون کے مسائل اور کتب سی
کہین مخالف ہون تو ان پر اعتماد کرنا چاہیے کیونکہ انکے مصنفین اعلی درجہ کے تہے باوجود
اسکی اونہون نے بالتزام ان کتابون مین فقط ظاہر الروایۃ کے مسائل درج کئے ہین اور سوائے
ان کتابون کے اور بہی بہت سی فقہ کی کتابین متون اور شروح اور فتاویے معتبر ہین کہ
اون کے نام کی یہان گنجائش نہین مثل **شرح وقایہ** و **ہدایہ** و **فتح القدیر** و **بحر** و **فتاوے**
قاضی خان و **فتاوے ظہیریہ** و **درر** و **تنویر الابصار** و **شرحہ در مختار** و **اشباہ**
والنظائر وغیر ذلک من تصانیف المتاخرین والمتقدمین لیکن کتب فقہ کی اعتبار کیواسطے
قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جس کتاب مین مسائل ظاہر الروایۃ کے ہون اور مصنف اوسکا مشہور و مقبول
ہو وہ کتاب فقہ مین اعلے طبقہ مین ہے اور جس مین یہہ وصف نہین وہ اوسے مین ہی اور ان
دونون مین بہت سی مراتب ہین اور انہین اعتبارات سی یہہ کتابین غیر معتبر ہین **قنیہ** **محیط**
برہانی **سراج وہاج** شرح مختصر القدوری **مشتمل الاحکام** لفخر الدین رومے
کنز العباد علی بن احمد غوری کے تصنیف ملا علی قاری نے طبقات حنفیہ مین لکہا ہی کہ اس
شخص کے ایک کتاب مفید المستفید ہی کہ جسمین مکروہات مذہب بہر دیے ہین اور ایک کنز العباد
ہے جسمین بہت سی واہیات احادیث کہ جنکے کہین سند نہین بہر دی ہین **مطالب المومنین**
شیخ بدر الدین تاج بن عبد الرحیم لاہوری کی تصنیف **خزانۃ الروایات** قاضی جکن حنفے
ہندی ساکن قصبہ کن کی تصنیف اور کن ملک گجرات مین ہے **شرعۃ الاسلام** محمد بن
ابی بکر جوغی کی تصنیف جوغ سمرقند کی قریب ایک گانو ہے **فتاوی الصوفیہ** فضل بن
محمد بن ایوب کی تصنیف **فتاوی الطوری** **فتاوی ابن نجیم** **فتاوی برہنہ**
کذا فی کتب الطبقات ماسوا انکے اور بہت سی کتابین غیر معتبر ہین ذرا سمجہکر فتوے دینا چاہیے
جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو وہ اس فن کی بڑی کتابون مین دیکہلے (مجتہد ہی جو ہو تا

میں کبھی خطا بھی ہو جاتی ہے) یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے لیکن مختصر یوں ہے
کہ بعض علماء کے نزدیک مجتہد کے رای میں کبھی غلطی نہیں ہوتی کیونکہ اونکے نزدیک ان واقع
حکم من جانب اللہ ہے کہ جسطرف مجتہد کی راے گئی اور کوئی حکم مقرر نہ تھا کہ جسکی مخالفت سی
خطا اور موافقت سی صواب پر کہا جاے لیکن تحقیق یہ ہے کہ مجتہد کی رائے میں کبھی غلطی بھی ہو جاتی
ہی بہت سی احادیث اس مضمون کی وارد ہیں کہ جن میں صاف ہے کہ اگر مجتہد خطا کرے تو
ایک اجر اور رائے صواب لگاوے تو دو اجر اوسکو ہیں چنانچہ پہلے ذکر اسکا گزرا ہے دوم جو چیز قیاس
سی ثابت ہوا کرتے ہیں تو گویا وہ نص سی ثابت ہوتی ہے کیونکہ قیاس مظہر ہے نہ مثبت اور نص
سی ایک ہی چیز ثابت ہوتی ہے پس جہاں دو مجتہدونکا اختلاف ہوگا تو لا محالہ ایک غلطی پر ہوگا
ورنہ دو چیز کا ایک نص سی ثابت ہونا لازم آویگا تیسری موضع اختلاف میں اگر ہر مجتہد کی رائے
صائب ہو تو واقع میں ایک چیز کا واجب اور غیر واجب ہونا ثابت ہو جاے وکذا قیل **ف**
جس جگہہ مجتہد کی غلطی معلوم ہو جاوے پھر وہاں تقلید اوسکی قول کی کرنی چاہیے لیکن مجتہد
کے غلطی کا ثابت کرنا بڑے عالم کا کام ہے اور اوسکی لئی بہت سی علوم درکار ہیں نہ یہ
کہ اپنی رای ناقص سے ہر کس و ناکس کسی کی قول یا کسی حدیث ضعیف یا ماؤل کی اعتبار پر
غلطی مجتہد کی ثابت کرے جیسا کہ آج کل بہت سی لوگوں میں یہہ مرض پھیلا ہوا ہے کہ نفس مطلب
حدیث کا بھی خوب نہیں سمجھہ سکتے اور تحقیقات تو درکنار پھر مجتہدین پر طعن کرتے ہیں نعوذ باللہ
من شرور انفسنا (**اللہ تعالی کے نام اور صفات توقیفی ہیں**) یعنی شرع
پر موقوف ہیں پس جسقدر نام اور صفات اوسکی شرع سے ثابت ہیں اوسی قدر پر اکتفا کرنا چاہیے
اپنی طرف سی کوئی نام اوسکا کہنا نہ چاہیے نہ کوئی صفت اوسکی لئی ثابت کرنی چاہیے کس لیے
کہ اللہ تعالی نہ کسی شے کی مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکی ساتھہ مشابہت رکھتی ہے کہ اوسپر اوسکو
قیاس کرکے اوسکی لئے کوئی صفت ثابت کریں قال تعالی سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ إِلَّا عِبَادَ
اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ یعنی سوای انبیا علیہم السلام کے وصف کرینگے کہ وہ عباد مخلصین ہیں اور سب کے

اوصاف بیان کرنیسے پاک ہی پس سوائے ابنیاء کے اور لوگونکا اوسکی لئے صفات ثابت کرنا اور عند اللہ ناپسند ہے ہی پس جب صفات کا یہہ حال ہے تو جن اسمائی صفات مفہوم ہوتی ہین وہ شرع مین نہین آئے ہین تو اونکا اطلاق بہی اوسپر ناجائز ہے جیسا کہ اللہ تعالی اسکی طرف اشارہ فرماتا ہے وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَائِہٖ سَیُجْزَوْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور واسطے اللہ کے ہین نیک نام اچھی پس پکارو اوسکو ساتھ اونہین کی اور چھوڑدو اونکو جو کجراہے کرتے ہین اوسکی نامون مین البتہ وہ لوگ بدلا پاوینگے اپنی کئے کا تاآن اسماء ذاتیہ کا اطلاق بشرطیکہ وہ کفار کے ہان مستعمل نہون کچہہ مضائقہ نہین ف اللہ تعالے کے نام شرع سے بہت ثابت ہین لیکن یہہ ننانوین نام ۹۹ ہین سب سے مشہور ہین کہ انکین اللہ تعالے یہہ خاصیت رکہی ہی کہ جو کوئی اونکو حفظ کرے گا اللہ تعالی اوسکو جنت مین داخل کرے گا

فصل (اللہ تعالی کی مخلوقات مین سی ایک قسم کا نام فرشتہ ہے)

قرآن و احادیث بلکہ کتب سابقہ بہی فرشتونکی ذکر سی پر ہین اور اہل نقل اور عقل مین سی کوئی ملائکہ کا انکار بہی نہین کرتا ہے لہذا اودلیل کی حاجت نہین ہے ف فرشتہ کی حقیقت مین اختلاف ہی جمہور اہل اسلام کی نزدیک فرشتہ جسم لطیف ہی جو ہر صورت مین آسکتا ہی اور خدا تعالی قدیہ اپنی شانکی موافق کرسکتا ہے حکماء کی نزدیک جوہر مجرد ہی کہ ناداریت ہی متعلق ایجاد متعلق ہوتا ہے (نہ وہ مرد ہین نہ عورت کہاتی پیتی ہی اور جو چیزین کہانی پینی سی پیدا ہوتی ہین سب سے پاک ہین) پس سونا اور پیشاب و پاخانہ وشہوت وغیرہا چیزون سے دور ہین بلکہ صفات بشریہ سے جیسا کہ غضب اور حسد اور بغض اور تکبر اور حرص اور ظلم ہے سب سے بری ہین اور نہ وہ کسیکی اولاد ہین نہ آگے اونکی کوئی اولاد ہے (ہروقت اللہ کے عبادت مین مصروف رہتی ہین) بلکہ اونکی زندگی ہی یہی ہے پس کسیوقت غافل نہین ہوتے ہین کما قال اللہ تعالی یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِاللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَہُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ یعنے رات دن اللہ کے تسبیح کرتے ہین اور تہکتے نہین (کسیکام

مین الله کے نافرمانی نہین کرتے بلکہ جس چیز کا حکم ہوتا ہے فوراً بجا لاتے
ہین) قال تعالے لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ یعنی الله تعالے کی کسی امر مین نافرمانی
نہین کرتے اور جس چیز کا اونکو حکم ہوتا ہے اوسکو کرتے ہین۔ پس سب ملائکہ کبیرہ وصغیرہ گناہ
سے پاک ہین ابلیس جو کافر ہو گیا اور اوسنے الله کی نافرمانی کی تو یہہ حقیقت مین فرشتہ
نہ تہا بلکہ اصل مین جن تہا کثرت عبادت کی سبب فرشتون مین ملا رہا کرتا تہا کما قال تعالے کان
مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ یعنی تہا قوم جن مین سے تہا آخر نافرمان ہوا حکم الٰہی سے سبب
آدم علیہ السلام کو سجدہ نکرنیکے اور ہاروت وماروت صحیح یہی ہی کہ دو فرشتے تہی الله کو اونکی
کی آزمائش منظور تہی سو اونکو بہیجا اور اوس قوم کو جادو سے نہایت شوق تہا پس جو شخص
انسی جادو سیکہنی کو آتا تہا اول اوس سے یہہ کہدیتی تہی اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ کہ ہم آزمایش
کو خدا کیطرف سی آئی ہین جادو سیکہکر کافر نہو پس جسکو الله ثابت رکہتا وہ نہ سیکہتا ورنہ سیکہ کر
کافر ہوتا اور غضب الٰہی مین شامل ہوتا پس وہ حکم الٰہی سے سحر کے تعلیم کرتے تہی اوسمین اونکا
گناہ نہین پس جو ملک الموت کو خونی کہی اور گناہگار ٹہیراوے وہ اونکو بہی کچہہ کہی مگر جسطرح
وہ حکم الٰہی سی جان نکالتا ہی یہہ بہی اوسیطرح تعلیم سحر کرتے تہی آب رہا چاہ بابل مین اون کا
معذب ہونا سو اول تو یہہ کسی نص قرآنی سی ثابت نہین اور نہ کسی اور سند صحیح سی ثابت ہوا اور
اگر تسلیم بہی کیا جاوے تو ممکن ہے کہ جسطرح انبیاء علیہم السلام کو کسی لغزش پر توبیخ ہوتی ہی اسیطرح
اونکو بہی ہوا اور بعض تو کہتی ہین کہ وہ آدمی ہین کسی خاصیت سی اونکو ملک کہتی ہین اور اسکے
تائید کرتی ہی وہ قرأت کہ جس مین ملکین کو بالکسر پڑہا ہے اور زہرہ کا قصہ جو نقل کرتے ہین وہ
بے اصل ہی اوسکی راوی اکثر ضعیف ہین اور اگر اوسکو تسلیم کرلیوین تب بہی مضر نہین کیونکہ جب فرشتون
نے زنا کیا تو معلوم ہوا کہ الله تعالے نے اونکی ماہیت بدلدی فرشتہ نرہا بلکہ بشر ہو گیا اسلئے کہ فرشتے سے
یہہ امر ناممکن ہی کیونکہ جو چیزین کہاتی پیتی نہین اونسی یہہ حرکت نہین ہو سکتی اور پہلی ہم کہہ چکی ہین
کہ فرشتے کہاتی پیتی کچہہ نہین پس جب اوس قدر سے اون کو بسبب طعن کرنیکی بشر پیدا و دعوی

کرتے اس امر کے کہ اگر ہم بشر ہوویں تو ہم ہرگز ایسے ایسی افعال بد نکریں اونکو ملک سے بشر بنا دیا
ہو تو بشر سے گناہ ہونا ممکن ہی پس فرشتی سی گناہ نہوا بلکہ بشر سے صادر ہوا کیونکہ اب وہ فرشتی نرہی
بلکہ بشر بنگئی ہان باعتبار سابق کی اونکو فرشتہ کہہ سکتی ہین ورنہ حقیقت مین وہ بشر ہین (وہ بہت
سی ہین پس جس جس کام پر اللہ تعالی نے اونکو مقرر کر دیا ہی اوسکو کرتے
ہین) تعداد ملائکہ کے اللہ ہی کو معلوم ہے لیکن اس کثرت سی ہین کہ کوئے چیز آسمان زمین کے
اونسی خالی نہین پس بعض کو اللہ تعالی نے ابر سے متعلق کر رکہا ہی اور بعض کو ہوا سے اور بعض رزق پہونچانے
پہنچانی پر مقرر ہین اور بعض جان قبض کرنے پر مقرر ہین بعض آدمی کی اعمال لکہنی پر مقرر ہین کما
قال تعالے وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنے تمپر بزرگ محافظ چہوڑ رکہی ہین
کہ وہ تمہاری اعمال لکہتے ہین اور جو جو تم کرتے ہو وہ اوسکو جانتی ہین اور بعض آدمی کو بلیات سے
محافظت رکہنی پر مقرر ہین کما قال تعالے يحفظونه من امر الله یعنے انسان کی امر الہی
سی محافظت کرنے ہین اور بعض عرش الہی کی گرد تسبیح و تہلیل کرنے پر مقرر ہین اور بعض عرش
کے اوٹہانے والی ہین قال تعالی اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
یعنے جو فرشتے عرش کو اوٹہاتی ہین اور جو اوسکے گرد ہین اللہ کے حمد کے ساتہہ پاکی بیان کرتے
ہین اور بعض صور پہونکنی پر مقرر ہین اور بعض قبر مین مردہ سے سوال کرنے پر مقرر ہین اور بعض
دوزخ مین عذاب کرنے پر اور بعض جنت مین مومنین کے کاروبار پر مقرر ہین الغرض ہر ہر جزء عالم
دنیا و آخرت کی ساتہہ فرشتی مقرر اور موکل ہین اور اس آیت سی اونکی لئے بازو بہی معلوم ہوتے
ہین اُولِيْ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ یعنے اللہ کی فرشتے ہین بازوون والے
کیکے دو دو اور کسی کی تین تین اور کسیکی چار چار بازو ہین اور اللہ اپنی مخلوق مین جسقدر چاہتا ہے
زیادتی کرتا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ شب معراج نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو چہہ سو بازو
سے دیکہا ہے لیکن اون سب مین یہہ چار فرشتی سب سے افضل اور مقرب
ہین جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل علیہم السلام بہ سب ہی افضل

ہونا اسکا حدیث سی ثابت ہی اور جمہور مسلمانون کا اسپر اتفاق ہے اور سوا اسکے اور بہی بہت
سی ملائکہ اللہ کے نزدیک بڑے مقرب ہین **ف** جبرئیل انبیا علیہم السلام پر وحی لایا کرتے تہی اور
میکائیل حکم الہی سی خلق کو روزی پہنچاتی ہین اور مینہہ کا سامان کرنے پر موکل ہین اور اسرافیل
قیامت کو صور پہونکینگے اور عزرائیل عالم کی ارواح قبض کرنے پر مقرر ہین واللہ اعلم ++

فصل ۹ (بحث اول) شروع مین ایمان یہہ ہی کہ جو چیزین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کیطرفسی بندون کی پاس لائے ہین اوسکو دل سی سچ جانے اور زبانسی اقرار کرے) مجملا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جمیع امور مین کہ وہ انکو اللہ کیطرفسے لائی ہین اور قطعی الثبوت ہین دلسی تصدیق کرنا اور زبان سی اقرار کرنا ایمان اجمالی ہی اس کا رتبہ ایمان تفصیلی سی کم نہین پس جو مجملاً یہہ کہہ کے مریگا تو مومن شمار کیا جاویگا اور ایمان اجمالی مین کلمۂ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صدق دلسی کہنا کافی ہی پس جسنی یہہ کہا مومن ہوا اور ایمان تفصیلی یہہ ہے کہ جسقدر دین کی چیزین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یقینا ثابت ہین تفصیل سے ایک ایک کو سچ جانے اور اونکی حق ہونیکا اقرار کرے اور اگر اونمین سے ایک کا بہی انکار کریگا قطعی کافر ہوگا اور کفار کے مانند ابدالآباد جہنم مین رہیگا نعوذ باللہ منہ جو چیزین قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہین اور جو خبر متواتر سے ثابت ہین اونکا ثبوت یقینی ہی چنانچہ اسکی تفصیل پہلی ہم بیان کر چکے ہین وہان دیکہہ لینا چاہیی پس وہ یقینی الثبوت چیزین کہ جنپر ایمان تفصیلی مین ایک ایک پر تفصیل سے ایمان لانا واجب ہی بہت ہین لیکن اون مین سی ان پانچ چیزون کی زیادہ تاکید ہے **اول** اللہ تعالی پر ایمان لاوی اوسکو اوسکی جمیع صفات حسنہ سی موصوف اور بری صفتون سی پاک سمجہے **دوسری** فرشتون کو حق سمجہے **تیسرے** تمام انبیا علیہم السلام کو **چوتہی** کتابون کو جو اللہ تعالی نی اپنی رسولون پر خلق کے ہدایت کی لئے نازل کین تہین **پانچوین** مرنیکے بعد زندہ ہونی اور قیامت کی آنیکو حق سمجہے سو قرآن مجید مین ان چیزون پر ایمان لانیکی بہت تاکید ہے اور جا بجا انکا ذکر ہے

از انجملہ یہہ آیت ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ اے مومنو ایمان لاؤ اللہ پر اور اوسکی رسول پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی ہے اوسکی رسول پر (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) اور اوس کتاب پر جو اوس کتاب سے پہلی اوتاری گئی (توراۃ و انجیل وغیرہ) اور جو انکار کری اللہ کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابونکا اور اوسکی رسولوں کا اور قیامت کی دن کا پس تحقیق وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کے + اسی سبب عقائد مین ان چیزون کے اثبات کی لئے علیحدہ باب مقرر کئے گئی ہین اور وہان ایک ایک کی تحقیق کی گئی ہے اور احادیث مین بہی انکا بہت ذکر ہے کہ قدر مشترک انکا حد تواتر کو پہنچ گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نی آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی تفسیر پوچھی پس آپنے یہہ فرمایا اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الحدیث ایمان یہہ ہے کہ اللہ کو اور اوسکی فرشتون کو اور اوسکی کتابون کو اور اوسکے رسولون کو اور قیامت کی دنکو حق جانی + اور اوسکی بعد حضرت نی یہہ بہی فرمایا کہ نیکی بدی اللہ کے تقدیر سے ہے اسپر بہی ایمان لاوی ۔ اسی جاہی کہ اہل سنت والجماعت کے ہان تقدیر پر بہی ایمان لانا چاہیے کیونکہ فرداً فرداً وی حدیث اگرچہ احاد ہین لیکن سبکا ایک مضمون کہ جس سی تقدیر پر ایمان لانا ثابت ہی حد تواتر کو پہنچ گیا ہے لہذا منکر تقدیر کو بعضونے کافر کہا ہے لیکن اون پانچ چیزونپر ایمان لانے مین سب فرقے اہل اسلام کی متفق ہین اون مین سی کسی کا بہی کوئی انکار کریگا تو سبکے نزدیک بالاتفاق کافر ہوگا بحث دوم یہہ جو ہمنی ذکر کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلب اور زبان کی اقرار سی حاصل ہوتا ہی سو یہہ نزدیک امام شمس الائمہ اور امام فخر الاسلام کی ہی لیکن انکی نزدیک بہی عذر سی زبانی اقرار کرنا ضرور نہین بلکہ وہان فقط دل ہے سی تصدیق کرنا کافی ہے جیسا کہ حالت اکراہ مین لیکن جمہور محققین اور امام ابو منصور ماتریدی کے نزدیک ایمان فقط اون چیزونکو

دلسی تصدیق کرنا اور سچا جانتا ہے اور زبان سی اوسکی سچائی کا اقرار کرنا دنیا مین احکام جاری
کرنیکے لئی شرط ہے کیونکہ تصدیق قلبی ایک پوشیدہ چیز ہے ہر ایک شخص اوسکو نہین جانتا پس ضرور
ہی کہ اوسکی لئی کوئی علامت ہو کہ اوس سی وہ تصدیق معلوم ہو جایا کرے سو وہ علامت زبانی
اقرار ہی پس جس شخص نے دلسی تصدیق کی اور اقرار زبانی نکیا تو وہ اگرچہ احکام دنیا مین مومن نہ
کیا جاویگا لیکن اللہ تعالی کی نزدیک وہ مومن ہی اور جسنی دلسی تصدیق نکی اور فقط زبانسی اقرار کیا تو
وہ لوگونکی نزدیک ظاہر احکام مین مومن ہی لیکن اللہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہی اور اوسکو منافق
کہتے ہین اور اس قول کی تائید کرتے ہین یہ نصوص قال اللہ تعالی اولٰئک کتب فی قلوبھم
الایمان ان لوگون کی دلون مین ایمان لکھا ہی پس ثابت ہوا کہ ایمان دلسی ہی ہوتا ہے
وقال و قلبہ مطمئن بالایمان کہ دل اوسکا ایمان سی مطمئن ہو رہی وقال و لما یدخل الایمان
فی قلوبکم اعراب ابھی تمہاری دلمین ایمان داخل نہین ہوا ہے پس انسی بھی یہی معنی ثابت

سوال

ہوا سوال اگر ایمان فقط دل سے تصدیق کرنیکا نام ہے تو دلسی کافر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کی تصدیق کیا کرتے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنے وہ کافر نبی علیہ السلام

جواب

کو ایسا جانتی ہین کہ وہ نبی ہین جیسا کوئی اپنی بیٹی کو پہچان لیتا ہے اور بہولتا نہین جواب
معرفت اور چیز ہے اور تصدیق اور چیز ہے معرفت بی اختیار علم ہی جیسا کسیکی نظر دیوار پر آ
جا پڑے اور بعد نظر پڑنیکے خواہ مخواہ اوسکو اوس دیوار کا علم آجاتا ہی اور تصدیق سمجھکر اختیار اور
ارادہ سی کسی چیز کو جاننی پس معرفت فقط جان لینا ہی اور تصدیق مان لینا ہی اور قبول کرنا ہی
سو کافر لوگ آثار نبوت کے دیکھکر جانتے تھی بی اختیار انکو علم حاصل تہا لیکن مانتی نہ تھی حاصل

تیسری بحث

ہی کہ انکو معرفت حاصل تھی سو یہ ایمان نہین اور تصدیق جو ایمان ہی وہ حاصل نہ تھی بحث
تیسری اعمال صالحہ سی ایمان کو روشنی اور رونق حاصل ہوتی ہے لیکن اعمال صالحہ
ایمان مین داخل نہین کہ اوسکا جزو ہو دین اسی سبب سے بد اعمال کرنیسی ایمان نہین جاتا ان رونق
جاتی رہتی ہے اور دلیل یہ ہی کہ قرآن مین اللہ تعالی نے اعمال صالحہ کی صحت کیواسطی ایمان کو

شرط ٹہیرایا ہے اور شروط شرطین واخل نہین ہوتا ہے کما قال تعالی ومن یعمل من الصلحت
من ذکر او انثی وھو مؤمن یعنے جو کرے نیک کام خواہ مرد ہو خواہ عورت بشرطیکہ مومن ہو اور
دوسرے معطوف معطوف علیہ سے غیر ہوتا ہے حالانکہ قرآن مین اعمال کا ایمان پر عطف کیا ہے
اور اعمال کو معطوف اور ایمان کو معطوف علیہ قرار دیا ہے پس اس قاعدہ کی موجب ایمان سے
اعمال غیر ہونے چاہیئن کما قال ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یعنی جو لوگ کہ ایمان لائی اور انہون
نے اچھی کام کئے تیسرے جس شخص سے کہ بعض اعمال صالحہ ترک ہو جاوین اوسکو بھی مومن کہا ہے
کما قال وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا اور اگر دو گروہ مومنون کے آپس مین لڑائی کرین - حالانکہ
لڑائی کرنا گناہ ہے پس اون کو بھی مومن کہا جو تھے اصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے پس اعمال
اوسمین داخل نہین ہو سکتی سو یہہ ضعیف رای فرقہ معتزلہ کی ہے کہ وہ اعمال صالحہ کو نفس
ایمان کا جز کہتے ہین اور جس سے گناہ کبیرہ ہو جاوے اوسکو اس بنا پر مومن نہین کہتے ہین لیکن جمہور
محدثین اور امام شافعی اور امام مالک اور اوزاعی اعمال حسنہ کو کامل ایمان کا جز
کہتی ہین کہ کامل ایمان بدون اعمال حسنہ کی ہرگز نہ ہوگا پس جس سے اعمال حسنہ ترک ہونگے
اوسکا ایمان کامل نہ رہیگا ہان نفس ایمان باقی رہیگا اعمال حسنہ کو نفس ایمان کا جز نہین
قرار دیتے ہین کہ جزو کے جانے سے وہ نفس ایمان بھی جاتا رہے سو یہہ رای امام شافعی رح کی بہت
درست ہے اور مطابق ہے قرآن و حدیث کے اور اس رای پر کوئی اعتراض لازم نہین آتا
ف انسان کو چاہیے کہ دل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جمیع امور مین تصدیق اور زبان سے
اقرار کرے اور اعمال حسنہ بھی کرے تاکہ سب کے نزدیک بالاتفاق مومن کامل ہو جاوے
بحث چوتھی بعض محققین کی یہہ رای ہے کہ ایمان کم زیادہ نہین ہوتا اور بعض کہتے ہین
ہوتا ہے سو اول رای امام ابو حنیفہ رح کی ہے اور دوسری امام شافعی رح کی امام ابو حنیفہ
فرماتی ہین کہ ایمان فقط تصدیق قلب کا نام ہے سو وہ کسی عمل صالح کی کرنے سے زیادہ نہین
ہوتے اور بدعمل کی کرنے سے کم نہین ہوتے اور امام شافعی ایمان مین اعمال کا اعتبار کرکے باعتبار کم

زیادہ ہونے اعمال سکے ایمان مین زیادتی کی تصور فرماتے ہین بعض محققین کہتی ہین کہ
اگر اعمال کا اعتبار نکرین تب بہی تصدیق کو ایکدوسرکی تصدیق سی باعتبار قوت اور ضعف یقین
کے کم زیادہ کہہ سکتی ہین اور ظاہر ہے کہ امت مین سی کسیکی التصدیق تلب جبرئیل یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
تصدیق کی برابر نہین ہو سکتی اور تائید کرتے ہین اِسکے یہہ آیت قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ
قَلْبِیْ یعنی اِی ابراہیم کیا تو ہماری قدرت پر ایمان نہ لایا کہ مشاہدہ طلب کرتا ہی کہا ابراہیم
ایمان تو لایا ہون لیکن اطمینان کے لئی مشاہدہ چاہتا ہون لیکن اس بحث پر کچہہ اثر مترتب نہین
بلکہ یہ بحث علمی ہی (ایمان اور اسلام ایک چیز ہے) شرع مین جسکو مومن کہتے
ہین اوسکو مسلمان بہی کہتی ہین اور جو مسلمان ہی وہ مومن بہی ہی کیونکہ اسلام خضوع اور احکام
کی قبول کرنیکو کہتی ہین اور یہی بات تصدیق قلبی مین ثابت ہی کیونکہ تصدیق بہی ان لینی اور قبول
کرنیکو کہتی ہین پس بدون ایمان کی اسلام نہ پایا جاویگا اور بغیر اسلام کے ایمان نہ ثابت ہوگا
(جسنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلسی تصدیق کی اور زبانسی اوسکا اقرار کیا
تو وہ شخص قطعی مومن ہوگیا وہ شک کی طور پر یون نکہی کہ مین مومن
ہون انشاء اللہ تعالےٰ بلکہ انشاء کے لفظ کو ترک کرے) کیونکہ جب ایمان
پایا گیا تو وہ قطعی مومن ہوا پہر شک کی لئی انشاء اللہ کا اوسکی ساتہہ ملانا منع ہی ہان اگر اس نیت سی کہے
کہ خاتمہ کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے یا تبرک سمجھکر کہی تو درست ہی لیکن بہرحال نہ کہنا ہی اولیٰ ہی کیونکہ
اس کلمہ کی کہنی سی سننی والیکو اس کا شک ثابت ہوگا سو یہہ بہی برا ہی اور اگر واقع مین اس قائل کو
اپنی ایمان مین شک ہی تو یہہ کفر ہے نعوذ باللہ منہ (ایمان یاس غیر مقبول ہی) یاس
شدت اور عذاب کو کہتی ہین اور یہان اس سی مراد آخرت کا احوال دیکہنا ہی کہ موت کیوقت
ہر شخص کو نظر آیا کرتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ ہر شخص موت کیوقت اپنی جگہہ دیکہتا ہی
مومن کو جنت کا فر کو دوزخ نظر آتی ہے پس اگر ایسی وقت کوئی کافر ایمان لاوے تو یہہ ایمان اللہ
تعالےٰ کی نزدیک مقبول نہوگا کما قال تعالیٰ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا

یعنے جب کفار نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تب اونکی ایمان لانے سے کچھ نفع نہ دیا اور اوسکی وجہہ یہہ ہے
کہ ایمان غیب پر اختیار سے لانا چاہیے اور جب کہ عین آخرت کا حال دیکھہ لیا تب وہ حواس سے غائب
نہوا بلکہ اوسپر ظاہر ہوگیا اور یہہ ایمان جسطرح کسی چیز پر نظر پڑنے سے اوسکا علم بے اختیار آجاتا ہے
اسیطرح بے اختیار حاصل ہوا ہاں اگر کوئی مومن اوسوقت اپنی گناہوں سے توبہ کرے تو اوسکو
بعض نے مقبول کہا ہے لیکن صحیح یہہ ہے کہ توبہ بھی اسوقت کی مقبول نہیں کما قال تعالے
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي
تُبْتُ الْآنَ الآیہ یعنی نہیں ہے توبہ اونکی واسطے جو گناہ کرتے تھے اور جب موت آگئی تو کہنے لگے
کہ میں اب توبہ کرتا ہوں وقال علیہ السلام إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ غرغرہ بولنے سے پہلے پہلے بندے کی توبہ کو اللہ قبول کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ جب
غرغرہ بولا تب توبہ قبول نہیں ہوتی اور غرغرہ بولنے کا وقت نزع کا وقت ہے کہ جب آخرت کے
احوال دکھلائی دینے لگتے ہیں انسان کو لازم ہے کہ گناہ سے تائب رہا کرے کیونکہ موت کا اعتبار
نہیں اگر ناگہان آگئی تو اوسوقت کی توبہ فائدہ نہ بخشیگی رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
(کبیرہ گناہ کرنے سے ایمان جاتا ہے) کسلئے کہ ایمان فقط دل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو سچا جاننے کا نام ہے سو اوسمیں اعمال حسنہ داخل نہیں ہیں جیسا کہ پہلے اسکی تفصیل گذری ہے
پس وہ تصدیق قلبی کہ جسکے معنی دل سے سچ ماننا ہے اعمال حسنہ نہونیکی سبب سے نہیں زائل ہوتے
اور گناہ کبیرہ کرنے سے نہیں دور ہوتی ہے البتہ ایمان کا کمال اور رونق جاتی رہتی ہے اور ایمان
کامل نہیں رہتا ہے پس ثابت ہوا کہ مومن دو طرح کے ہیں ایک کامل کہ جو گناہ نہیں کرتے دوسرے
ناقص کہ جو معصیات میں آلودہ ہیں — معتزلہ کہتے ہیں کہ کبیرہ کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ
اونکی نزدیک اعمال حسنہ ایمان میں داخل ہیں اور کافر بھی نہیں ہوتا ہے یہہ معتزلہ کی اول بدعت
ہے کہ حسن بصری کی روبرو اونہوں نے ایجاد کی ہے اور کفر اور ایمان کی بیچمین ایک درجہ نکالا ہے
جیسا کہ شروع کتاب میں اسکا قصہ نقل ہوا ہے (اور نہ کافر ہوتا ہے) بلکہ قرآن اور حدیث

صحیح مین کبیرہ گناہ کرنیوالیکو مومن کہا ہے جیسا کہ پہلی اسکا ذکر ہوا اور صحابہ اور تابعین اور جمہور مسلمین
اونکی بعد کبیرہ کرنیوالیکو کافر نہین کہتی تہی بلکہ سب احکام ایمان کی اوسپر جاری رکہتی تہی اوسکی
مرنیکی بعد اوسکی نماز پڑہتے تہی اور قبور مسلمین مین اوسکو دفناتی تہے اور اوسکی مال مین توریث
جاری کرتی تہے علی ہذا القیاس ہے علے الخصوص جب اللہ کے عفو کی امید سی گناہ سرزد ہوا تو ہم
کسطرحسی کافر اوسکو کہین خوارج کے نزدیک کبیرہ سی کیا بلکہ صغیرہ سی بہی کافر ہوجاتا ہی اور
جن نصوص مین اعمال کی کرنے سی یا کرنیسے کافر کہا ہی اونکو سند پیش کرتی ہین مثل من
ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر ان کا جواب یہہ ہے کہ ان نصوص کی وہ نصوص کثیرہ کہ جنہین
کبیرہ کرنے والیکو مومن کہا ہے معارض ہین پس ضرور ہی کہ انکو خلاف الظاہر قرار دیکر انکی تاویل کیجاوی
پس اس حدیث کی یہہ معنی ہون گی کہ جو حلال سمجہکر ترک صلوۃ کریگا کافر ہوگا علی ہذا القیاس اور
دوسرے یہہ خلاف اجماع ہی ہم پوچہتی ہین کہ جب کبیرہ وصغیرہ کرنے سے کافر ہوگیا تو اون آیات و
احادیث کی کیا معنے ہونگی کہ جن مین سوا ی شرک کی سب گناہونکی بخشش کی بشارت ہی اور
اللہ تعالی کی صفت غفاری پہر کہان ظاہر ہوگی کسلئے کہ کافر اور شرک تو بالاتفاق نہ بخشا جاویگا
اور توبہ کرنیسے بہی بالاتفاق عذاب نہوگا ف کبیرہ گناہ لغت مین بڑے گناہ کو کہتی ہین اور
شرع مین اوس گناہ کو کہتے ہین کہ جس کام کو شارع نے حرام کہدیا ہو یا اوسکی اوپر کوئی عذاب مقرر
کیا ہو یا اور طرحسی اوسکی مذمت کی ہو اور یہہ وعید وحرمت و مذمت خواہ قرآن سی خواہ کسی حدیث سے
ثابت ہو پہر اوس فعل کو کیا جاوے یا جس کام کو شرع نے فرض کیا ہو اوسکو ترک کیا جاوے اور گناہ کبیرہ
بہی آپسمین ایک دوسرے سے کم زیادہ ہی مگر یہان کبیرہ سی سوائے کفر وشرک کی اور کبائر مراد ہین کیونکہ
انسی بالکل کافر ہوجاتا ہے بخلاف اور کبائر کی کہ اگر اونکو برا جانکر کریگا تو کافر نہوگا پس وہ کبائر بہت سے
ہین حضرت نبی علیہ السلام نی ہر سائل کی موافق ذکر فرمایا ہی حصر نہین کیا کہ اتنی ہی کبائر ہین اور
تفصیل کبائر کے علمارنی اپنی کتابونمین خوب کی ہے مگر کچہہ کبائر مین بہی مختصر بیان ذکر کرتا ہون
ناحق قتل کرنا زنا کرنا پارسا عورت یا مرد کو زنا کی تہمت لگانا جنگ مین کفار سی بہاگ جانا جادو کرنا

یتیم کا مال ناحق کہانا شراب پینا خنزیر کا گوشت کہانا سود لینا جوا کہیلنا اغلام کرنا لینے دینے مین
کم تولنا چوری کرنا کسیکا مال زبردستی چہین لینا رستہ لوٹنا جہوٹ بولنا جہوٹہی گواہی دینا گواہی
کو چہپانا غیبت کرنا گالی دینا امانت مین خیانت کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا اونکو ناحق ستانا قرابت
سے ترک کرنا جورو کو اپنی میان سی نافرمانی کرنا مسلمان سی تہمین بدگمان ہونا نسب پر فخر کرنا -
کسیکے نسب پر طعن کرنا مصیبت مین چیخ کر رونا سر پیٹنا کپڑے پہاڑنا باجے سی راگ سننا بد عہدی کرنا
دکہلا نیکو عبادت کرنا قرآن پڑہکر بہولنا بیعذر شرعی کسی فرضکو ترک کرنا انکی سوا اور بہی کبائر ہیں اور
کبیرہ کی سوا جو گناہ ہین صغیرہ ہین جیسا غیر عورت کا بوسہ لینا ہاتہ لگانا لیکن جو صغیرہ پر ہٹ کریگا
وہ کبیرہ ہوجائیگا اور کبیرہ پر ہٹ کرنا کفر تک پہنچا دیگا اور جو کبیرہ کرکے نادم ہوگا اور آیندہ کو ترک کا
قصد کریگا وہ صاف ہوجائیگا بشرطیکہ کسی بندہ کا حق نہو حدیث شریف مین آیا ہی کہ گناہ کرنیسے
دلپر ایک سیاہ نقطہ ہوجاتا ہے پس اگر توبہ کی تو دور ہوگیا ورنہ دن بدن کثرت گناہوں سی یہانتک
پہیلتا ہی کہ تمام دلکو ڈہانک لیتا ہی پس جب یہہ نوبت پہنچتی ہی تو اوس دلپر کسیکی نصیحت اور وعظ
اثر نہین کرتا اور یہ اللہ تعالے کی جو قران مین فرمایا ہے کہ کافرون کی دلپر مہر ہے تو وہ یہہ اسی
مخصر ہے نفس بدکو اول لذات مباحات سی روکنا چاہیے تاکہ آرام طلب نہوجاوی اور مکروہات
اور شبہات مین نہ پہنسائی پہر بعد اسکی حرام کا دروازہ نہ جہنکوا سکے یہانتک تو ایمان بہی رہتا
ہے بعد اسکی کفر ہے سو ایسا شخص انجام کفر تک پہنچ جاتا ہی اگر اس نفس بدکو اول مباح چیزون
مین روکتا تو اس مرتبہ تک نہ پہنچتا علے ہذا القیاس جب سعادت کی درجون پر چڑہتا ہی تو
اول ایمان لاتا ہے بعد اوسکی فرائض اور واجبات پر مستقیم ہوتا ہی بعد اوسکی مستحبات پر قائم
ہوتا ہی بعد اسکی نوافل پر ثابت ہوتا ہے پس جب یہانتک پہنچا تو جذبہ عشق الہی کا آیا اور اس کو
خاصان درگاہ مین کہینچ کر لے گیا + (مومن کامل دوزخ مین نجائیگا بلکہ ہمیشہ جنت
مین رہیگا) مومن کامل وہ ہے کہ ایمان کی بعد اچہی اعمال کرے گناہوں سی دور رہے اور شرک
سی اگر کبہی گناہ ہوجاوے تو توبہ اور استغفار کرے جیسا کہ پہلی اسکا ذکر ہوا ہے کما قال اللہ تعالے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ
عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ یعنے پرہیزگار لوگ کہ جو وے مومن کامل ہیں باغون مین اور نعمتون مین خوش
وخرم رہینگے بسبب ان نعمتون کی کہ اللہ تعالی نے اونکو عطا فرائی ہین اور بچاویگا اونکو
اونکا رب عذاب دوزخسے * الغرض قرآن مین بہت سی آیات ہین کہ جنسے مومن کامل کا ہمیشہ
جنت مین رہنا اور دوزخ سے نجات پانا ثابت ہی اور سلف سی خلف تک اس پر سب متفق ہین
(اور مومن ناقص کو چاہیگا تو بقدر گناہ اوسکی عذاب دیکر پہر جنت مین داخل
کریگا اور چاہیگا تو معاف کردیگا اور جنت مین ہمیشہ رکہیگا) مومن ناقص
کہ کبائر صغائر گناہ مین گرفتار رہا ہو اور بی توبہ مر گیا ہو پس اگر وہ کبائر مین گرفتار رہا تو اوسکی نسبت دو صورتین ہین
یہہ کہ اللہ تعالی اپنی کرم سی اوسکو معاف کردی اور جنت مین ہمیشہ رکہی کیونکہ وہ غفار و غفور ہی اور آیات ان اللہ
لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ کہ اللہ تعالی نہ بخشیگا شرک کو اور بخشیگا
سوای جس کو چاہیگا * پس ثابت ہوئی یہان سی یہہ بات کہ اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشیگا اور سوا
شرک کی اور جسقدر گناہ ہین خواہ صغیرہ ہون خواہ کبیرہ سب کو اگر چاہیگا تو معاف کردیگا اور بہت سی
اور بہت آیات اس امر پر دلالت کرتی ہین اور احادیث صحاح کا یہہ مضمون کہ اللہ تعالی بعض اہل کبائر کو
بخشدیگا حد تواتر کو پہنچ گیا ہی اور جمہور مومنین کا اسپر اتفاق ہے دوسری صورت یہہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو
بقدر اوسکی گناہ کی اوسکو عذاب دیکر پہر جنت مین داخل کرے کیونکہ گناہ کبیرہ پر عذاب کا ہونا بہت
سی آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ انکی ذکر کی اس مختصر مین گنجایش نہین اور سب
فرقہ اہل اسلام کی سوای مرجیہ کی اسپر متفق ہین اور بعد عذاب کے ابد تک جنت مین رہنا ان
وجوہات سی ثابت ہی قال تعالی فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ط
یعنے جسنے ذرہ کے برابر بہی نیکی کی ہوگے سو وہ ... دیکہیگا اور اوسکا اجر دیکہیگا اب
ہم کہتی ہین کہ کبیرہ گناہ کرنیوالیکی اگر اور کچہہ بہی ... ایمان ہی ایسی نیکی ہی ... جب
کی اسکا اجر بہی ضرور ہونا ہے تو اوسکا اجر ... اوسکی پہر گناہ کی ...

دوزخ مین جاوے سو یہہ بالاتفاق باطل ہے کیونکہ قرآن کی آیات و احادیث صحیحہ اس پر صاف
دلالت کرتے ہین کہ جنت مین سے کوئی نکالا نجاویگا - اور ریا اوسکی بدی کی عوض اوسکی پہلی دوزخ
ہو چکی پہر ایمان کی اجر کرپاوی اور جنت مین جاوے سو یہی ہمارا مدعا ہی دوسری وجہہ یہہ ہی کہ کبیرہ
گناہ کرنے والا مومن رہتا ہے جیسا کہ ہم پہلے اسکو قرآن و احادیث و اجماع صحابہ رضہ سے ثابت کر چکی ہین
اور مومن کی لئے اللہ کا یہہ وعدہ ہی وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ کہ اللہ تعالے نی
مومن مردون اور عورتون کے لئے جنت کا وعدہ کرلیا ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ مومنین اور مومنات
کا لفظ عام ہے اپنی سب افراد کو شامل ہوگا اور الف لام ہے اسی مدعا پر دلالت کرتا ہی تیسری
وجہہ یہہ ہے کہ جن احادیث صحیحہ سے کہ کبائر گناہ والون کی لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
شفاعت ثابت ہوتی ہے اور جن سی کہ محض کلمہ توحید کی برکت سی انجام جنت مین جانا
ثابت ہی حد تواتر کو پہنچ گئی ہین چنانچہ شفاعت کی احادیث باب شفاعت مین مذکور ہونگی
اور دوسری قسم کی بعض کو اب ذکر کرتا ہون امام مسلم نے عبادہ بن صامت رضہ سی روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جس نی اللہ کی ایک ہونیکی اور محمد کی رسول ہونیکی گواہی دی اللہ تعالے
اسپر دوزخکی آگ حرام کریگا یعنی ہمیشہ کی آگ اوسپر حرام ہوگی مسلم نے عثمان رضہ سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جس شخص کا موت کیوقت اسبات پر یقین ہوگا کہ اللہ ایک ہے
اور محمد اوسکا رسول ہی تو اللہ تعالی اوسکو جنت مین داخل کریگا اور بخاری نے اور مسلم نی ابوذر سے
ایک حدیث نقل کی ہی کہ جس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام کا خلاصہ یہہ ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ کہ جسنی کلمہ توحید کہا ہی اگرچہ اوس سے چوری اور زنا بہی صادر ہوگئے
ہون لیکن وہ شخص انجام کار جنت مین جاویگا چوتہی وجہہ یہہ ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہنا بڑی سخت سزا
ہی سو یہہ بمقابلہ جرم سخت کی ہوتی ہی اور وہ سخت جرم کفر ہے یا شرک پس اگر کبیرہ والیکو انجام مین جنت نہ ملے
تو اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا کہ جو بڑی سزا اور خاص کفر اور شرک کی مقابلہ مین ہے لازم آوے +
خوارج اور معتزلہ کہتی ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اوسکو رہائی کبہی

نجات نہیں سو یہہ بالکل غلط ہے جیسا کہ اسکی غلط ہونیکی ابھی وجوہات مذکور ہوئی ہیں اور
یہہ ایسی افراط ہے جسطرح مرجیہ تفریط کرتے ہیں کہ مومن کو کسی گناہ سے کبھی کچھ ضرر
نہیں ہوتا سو یہہ دونون مذہب غلط ہیں اور اگر فقط صغائر میں گرفتار تہا تو اوسکی بہی دو
صورت ہیں اول یہہ کہ اللہ اپنی کرم سے بخشدے کیونکہ جب کبیرہ کو بخشدینا ثابت ہے تو صغیرہ
بدرجہ اولی بخشی جاویگی دوسرے یہہ ہی کہ اللہ تعالی بقدر گناہ کی سختی دیکر پہر بخشدیوے پہر بخشدینا
تو جب کبیرہ کا ثابت ہو چکا اسکا بدرجہ اولی ثابت ہوا اب رہا یہہ امر کہ صغیرہ پر عذاب کریگا سو
اوسکی اول وجہ تو وہی آیت ہی کہ جس مین لمن یشاء ہی کیونکہ اوسکا مضمون یہہ تہا کہ شرک
کے سوا ہی اور جسکو چاہیگا معاف کر دیگا سو اگر صغیرہ کو بخشنا چاہیگا تو اوس پر بہی عذاب دیگا
چنانچہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے
پس فرمایا کہ انمین سے ایک کو بسبب چغل خوری کے دوسری کو بسبب پیشاب سے نہ بچنے کے
عذاب ہوتا ہے حالانکہ یہہ گناہ کبیرہ نہ تہا اسکی وجہ یہہ ہے کہ گناہ گو صغیرہ ہی لیکن آخر
ان اور مولی احکم الحاکمین کی نافرمانی ہے پس اس نافرمانی پر اگر وہ سزا دیوے تو بجا ہے اور
بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہرگز صغیرہ پر عذاب نکریگا کیونکہ فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ
مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ کہ اگر تم کبائر منہیہ عنہ سے باز آؤگے تو ہم تمہاری سیئات
کو معاف کر دینگے پس مقابلہ کبائر کے صغائر مراد ہیں جواب کبائر سے مراد یہان کفر
ہے اور جمع باعتبار افراد کی ہے پس معنی اس آیت کی یہہ ہیں کہ اے لوگو اگر تم کفر سے
باز آؤگے تو ہم تمہاری حالت کفر کے سب گناہ معاف کر دینگے اور یہہ موافق ہی اس
آیت کی قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ كذا فی التفسیر الزاہدی

(کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ مین رہینگے) قال تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یعنی جو لوگ کافر
ہوئے اور اللہ کی راہ سے باز رہے اور پہر وہ کفر کی حالت مین مرگئے پس انکو اللہ ہرگز نہ بخشیگا

وقال ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ اللہ تعالی نہین بخشے گا اسکو کہ اوسکی ساتہہ شرک کیا جاوے اور اسپر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ شرک اور کفر نہایت بڑی نافرمانی اور اللہ کے ساتہہ بغاوت ہے اور ایسی نافرمانی اور بغاوت کے سزا بہی ایسی ہی سخت مقرر کے ہے کہ وہ دوزخ مین ہمیشہ رہنا ہی بعض نادان کہا کرتے ہین کہ کیا مسلمان ہی اللہ کے بندی ہین جو انہین ہی بخشیگا اور کسیکو نبخشیگا سوانکی سمجہانیکو ایک نظیر دنیا مین دیتے ہین کہ بادشاہ وقت کی ساتہہ اوسکی رعایا مین سے جو لوگ بغاوت کرتے ہین وہ اون کو عمر قید اور کیا کیا سزائین سخت دیتا ہے اور اپنی فرمان بردارونکو کیسے کیسے انعام عطا کرتا ہے پس اگر وہ باغی یہہ کہین کہ یہہ نہین ہوسکتا کہ بادشاہ ہمکو عمر قید کرے اور انکو اسی بادشاہ کی تابعدار و انعام دے کیا ہمہین اوسکی رعیت ہم نہین ہین تو ان کی نادانی ہے

ف کفر شرع مین ایمان کی ضد کا نام ہے پس جن چیزون پر مجملاً یا مفصلاً ایمان لانا واجب ہی اونکی انکار سی یا شک سی کفر ثابت ہوتا ہی خواہ مجملاً سب ہی کا انکار کری جسطرح سی کہ یہود و نصاری وغیرہم کرتے ہین یا کسی ایکبات ایسی کا انکار کرے کہ جو بطور یقین کی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی یا قرآنکی ظاہر عبارت سی ثابت ہو جاوے دونو صورتون مین کافر ہو جاتا ہے مثلاً دین کے چیزون مین سی کہ جو قرآن کی ظاہر عبارت سی ثابت ہی نماز روزہ حج وغیرہ ہی سو اگر جو کوئی ان مین سی ایک کا بہی انکار کرے گا کافر ہوگا یا زنا کا حرام ہونا اور سود اور خنزیر اور شراب وغیرہ چیزونکا حرام ہونا قرآن کی عبارتسی ثابت ہی پس انمین سی جو کوئی کسے چیز کو بہی حلال کہیگا کافر ہو جاویگا علی ہذا القیاس قیامت کی آنی اور حساب کتاب کی ہونیکا انکار یا جنت دوزخ وغیرہ چیزین جو قرآن مین مذکور ہین اونکا انکار یا اونمین شک کریگا کافر ہوگا الحاصل جن چیزون پر ایمان لانا واجب ہی اونکی انکار یا شک سی کفر ثابت ہوتا ہی پس جو چیزین قرآنکی ظاہر عبارت سی ثابت نہین یا بطور یقین کی حضرتسی اونکا ثبوت نہین بلکہ خبر احاد سی ثابت ہین اونکی انکار سی کافر نہین لیکن بیشک گمراہ ہو جاوے گا اسواسطے اسلام کی گمراہ فرقونکو

بیان کفر

کہ وہ خارجیہ رافضیہ جبریہ قدریہ وغیرہ ہین جبتک اونسی کسی قطعی الثبوت چیز کا انکار یا شک نہ ثابت ہوگا ہم اونکو کافر نہ کہینگی ہان بسبب خلاف کرنے جمہور مسلمین کے یا انکار کرنی احادیث مشہورہ کی یا نصوص صریحہ کی تاویلات کرنے یا سب وشتم کرنے اکابر کے گمراہ اور گنہگار کہتی ہین کہ وہ اپنی عقائد بد کے سبب اور گنہگارونکی طرح عذاب دیکھکر آخر نجات پاوینگی اور اگر کوئی فرقہ قطعی الثبوت کا انکار یا اوس مین شک کریگا تو بالکل کافر ہو جاویگا اور امت محمدیہ علی صاحبہا السلام سی خارج ہوگا سو وہ اور کفار کے مانند ہمیشہ دوزخ مین رہیگا **ف** شرک شرع مین اللہ تعالے کی برابر خواہ ذات مین خواہ صفات مین کسی اور کو سمجھنی کو کہتے ہین خواہ وہ نبی ہو خواہ فرشتہ خواہ شہید خواہ ولی خواہ امام علی ہذا القیاس پس جو اللہ تعالی کی ذات یا صفات مین کسے اور کو شامل کریگا مشرک ہوگا شرک کی چند اقسام ہین اول یہہ ہے کہ اللہ تعالی کی ذات مین کسی اور کو شریک کری کہ دوسرا خالق اور سمجھی دوم یہہ ہی کہ اوسکی صفات مین کسی اور کو شریک کری سو اوسکی بہت سی قسمین ہین اول یہہ ہے کہ اوسکی صفت علم مین کسیکو شریک کری کہ کسی اور کو یون سمجھی کہ جسکو اللہ تعالی کیطرح غائب حاضر قریب و بعید آئندہ حال و ماضی کی خبر ہی اور ہر چیز کو وہ جانتا ہی اسکو شرک فی العلم کہتی ہین دوسری قسم شرک فی القدرۃ ہی کہ اللہ تعالی کے مانند قدرت نفع نقصان دینیکی یا کسی چیز کے موت حیات کی یا کسی اور امر کی کسی و سمین ثابت کری تیسرے قسم شرک فی السمع ہے کہ اللہ تعالی جسطرح نزدیک و دور کے بات سنتا ہی اگر کسی اور کو بھی یون ہی سمجھا مشرک ہوگیا چوتھے شرک فی البصر ہے کہ اللہ کی مانند کسی اور کو یون سمجھی کہ جیسی کہ پہلے نزدیک دور کے چیز کو وہ دیکھتا ہی علی ہذا القیاس جسقدر اللہ تعالے کی صفات ہین خواہ وہ ذاتیہ ہون خواہ فعلیہ جیسا رزق دینا مارنا جلانا عزت آبرو دینا نفع و نقصان پہنچانا اونمین سی کسی مین بھی خواہ کسی نبی کو خواہ ولیکو خواہ فرشتہ کو خواہ جن دیو کو یا کسی اور کو برابر سمجھیگا مشرک ہوگا بلکہ جمیع مخلوقات کو خواہ وہ کوئی ہو اللہ تعالی کی روبرو عاجز محض اور جمیع صفات سی خالی سمجھی ہان اوسنی اپنی ارادی سی جسکو جس چیز کے خبر یا قدرت یا اور صفت عطا فرمائی ہی اوسیقدر انکو حاصل ہی اور ادنکی

بیان شرک

بیان شرک فی العلم

بیان شرک فی القدرۃ

بیان شرک فی السمع

شرک فی البصر

ہی اللہ کی آگی وہ مجبور محض ہین اوسکی حکم اور ارادی بدون کوئی شخص خواہ آسمان کا ہی والامر خواہ زمین
کا اسکو کچھ نفع دے سکتا ہی نہ نقصان اور ان سب اقسام کی شرک کی برائی سے قرآن واحادیث بھرے ہین
اونکی نقل کی یہان گنجائش نہین ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز اسکی برائی بیان فرمایا کرتے تھی اور اسی پر مشرکون
سے نوبت جہاد و قتال کی پہونچتی تھی اور ایک قسم شرک فی الحکم ہی کہ اللہ کی برابر کسی اور کے حکم کو مانے اور ایک

شرک فی الحکم

قسم شرک فی العبادۃ ہی کہ اللہ تعالے کی خاص عبادتین کسی اور کو کرے مثلا کسیکے آگے سجدہ کرے یا رکوع کرے

شرک فی العبادۃ

یا کسیکے نام کا روزہ رکھے یا کسی کی نام پر نذر و نیاز کرے روپیہ پیسہ دیوے یا کسی مکان کو خانہ کعبہ کیطرح سے احترام
باندھکر دور دراز سے جاوے اور روضہ کی ایسے ہی تعظیم کرے علی ہذا القیاس افسوس ہے کہ آج کل بہت سے نام کے
مسلمان ہین لیکن اولیاء اللہ سے اور اونکی مزارون سے یہہ معاملات شرک کی شکل مین لاتی ہین کہ جس سے
اللہ تعالے بھی بیزار ہے اور اوسکی پاک اور مقبول بندے بھی ناراض ہین اللہ اونکو ہدایت فرماوے شرک و بدعت کے
زیادہ تفصیل جسکو منظور ہو تو وہ اور کتابون مین دیکھے کہ جو خاص انہین کی رد مین علمانے تصنیف فرمائی ہین جسطرح
مجملا کفر و شرک کا بیان کیا ہے بدعت کا بھی ذکر کرتا ہون بدعت لغت مین نئی چیز کو کہتے ہین خواہ عادۃ ہو

بدعت

خواہ عبادۃ ہو اور فقہا کے نزدیک یہی تقسیم ہے جبھی وہ تقسیم بدعت کی کرتے ہین کہ بعض واجب ہے اور بعض مستحب
اور بعض مباح اور بعض مکروہ اور بعض حرام اور یہی لغوی معنی اعتبار کرکے بعض علما کل بدعۃ ضلالۃ
کو خاص کیا کرتے ہین کہ اس سے ہر قسم کی بدعت مراد نہین بلکہ بدعت مکروہ و بدعت حرام مراد ہے اور شرع مین
بدعت دین مین کمی یا زیادتی کرنیکو کہتے ہین کہ بغیر اذن شارع کی کیجاوے اور شارع کی قول یا فعل سے
صراحتا یا اشارۃ اوسکی اجازت نپائی جاوے کذا فی الطریقۃ المحمدیۃ اور تفصیل اسکی یون ہے کہ جو چیز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عہد مین ہو خواہ

تفصیل

خود حضرت نے اسکو کیا ہو یا حضرت کی صحابہ نے آپکی روبرو کیا ہو اور آپنے منع نکیا ہو سو وہ بالاتفاق بدعت نہین بلکہ
سنت ہی اور جو چیز کہ آپکی عہد مین نہین ہوئی ہے سو وہ مطلقا بدعت نہین بلکہ اوسکی یون تفصیل ہی کہ اگر وہ از قسم عادات
ہی تو وہ بھی بالاتفاق بدعت نہین بشرطیکہ شرعا ممنوع نہو اور اگر از قسم عبادات ہے پس وہ یا صحابہ کی عہد مین یا انکے بعد
کی یا تبع تابعین کی یا بعد اونکی تجتک پیدا ہوئی ہی پس اگر صحابہ کی عہد مین پیدا ہوئی تو وہ بھی بدعت نہین بشرطیکہ صحابہ نے اسکو منع نکیا ہو
اور اگر صحابہ مین سے کسینے منع کیا ہو تو وہ بدعت ہی جیسا قبل نماز عیدین خطبہ پڑھنا چنانچہ مروان نے پڑھا اور ابو سعید خدری نے

منع کیا روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور اگر تابعین یا تبع تابعین کے عہد میں پیدا ہوئے
تو وہ بہی بدعت نہین بشرطیکہ اون لوگون نے خبر پاکر اوسکو منع نکیا ہو اور صحابہ و تابعین و تبع
تابعین کے حد کی چیز اصلی بدعت نہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی خَيْرُ الْقُرُونِ
قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ الحدیث رواہ الشیخان کہ سب سے اچہا میرا زمانہ ہی پہر اونکا
کہ اونکے بعد ہونگی یعنی تابعین پہر اونکا کہ جو انکی بعد ہونگی یعنی تبع تابعین پہر اونکی بعد ایسی لوگ
ہون گے کہ خود بخود گواہی دینگے بغیر طلب اور امانت مین خیانت کرینگے الحدیث بموجب بشارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تینون زمانہ کا اعتبار ہی اور اونکی عہد مین خیر ہے اور انکی بعد
شر ہے اور اگر ان تینون زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہے تو اوسکو ادلہ شرعیہ کتاب اللہ سنت رسول
اللہ اجماع امت قیاس مجتہدین سے مطابق کیا جاویگا پس اگر اوسکا نظیر ان تینون زمانہ
مین پایا جاویگا یا وہ کسی ادلہ شرعیہ سے ثابت ہوگی تو بدعت نہوگی اور اگر اوسکا نظیر ان تینون
زمانہ مین نپایا گیا یا وہ کسی ادلہ شرعیہ سے ثابت نہوئی تو بدعت ہی گو اوسکو کسی نے کیا ہو کیونکہ
بعد قرون ثلثہ کے ہر کسی شخص کا فعل شرع مین حجت نہین خواہ عالم ہو یا ہاشمی یا ولی یا مکے یا
مدنی حیف صد حیف کہ آجکل لوگون نے کج بحثیان کرکے دو فریق مقرر کرلے ہین کہ ایک فریق
کا نام وہابی دوسرے کا بدعتی رکہلیا ہی ایک فریق نے یہہ زیادتی کی ہے کہ قرون ثلثہ ہی پہ
حصر کردیا ہی پس جو چیز از قسم عبادت بعد اسکی خواہ ادلہ اربعہ کے اشارہ سی یا صراحت سی ثابت
ہو اوسکو بدعت شرک کہدیتی ہین حالانکہ جہان شرع سے اجازت ہو خواہ دلالۃً خواہ اشارۃً
گو وہ قرون ثلثہ کے بعد حادث ہو بدعت نہین کما ہو المذکور فی کتب القوم بلکہ بعض صاحبون نے
تو یہانتک مان لیا ہی کہ جو چیز از قسم عبادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حادث ہو اوسکو بہی بدعت
سیئہ قرار دیتے ہین اور دوسرے فریق نے یہہ تشدد کیا کہ اپنی اباؤ اجداد اور اپنی مشایخ کے
رسم و عادات کو اختیار کیا اور بہت سی بدعات سیئات کو حسنات قرار دیا گو اونکی شرع سے
کوئی اصل نہ ہو مسلمان کو چاہیے کہ اپنی نبی محمد سید المرسلین شافع یوم الدین صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ

کے پیروی کرے زید بکر کے راہ سی کچھ غرض نرکھی اور جس کو حضرت کی محبت ہوگی وہ حضرت کی طرز پر چلیگا اور جو سنت مصطفویہ کو چھوڑ کر اور راہ اختیار کریگا حضرت کے مخالفون مین شمار ہوگا بدعات کی بہت سی برائیان احادیث صحیحہ مین وارد ہین جسکو زیادہ شرح مطلوب ہو وہ ادن مطولات مین دیکھ لے کہ جو خاص اسیکی بیان مین تصنیف ہوئی ہین لیکن مین بھی کچھ ذکر کرتا ہون بخاری اور مسلم نے جابر رض سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ سب کلامون سی بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور سب ہدایتون سی اچھی ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بہت برے ہین وہ کام جو نئی ایجاد کیجاوین وکل بدعۃ ضلالۃ اور ہر بدعت گمراہی ہی امام احمد اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ نے عرباض رض بن ساریہ سی نقل کیا ہی کہ ایکروز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز پڑھا کر وعظ فرمانا شروع کیا بہت وعظ فرمایا کہ لوگون کے انکھین رونی لگین اور دل کانپ گئے اس عرصہ مین ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شاید یہ آخری وعظ ہی پس ہمارے لئی کچھ وصیت کر جائے آپنی فرمایا مین تمکو وصیت کرتا ہون ان چیزون کے کہ اللہ سے ڈرنا اور دین کی بات سنکر اوسکی اطاعت کرنا اسلئے کہ اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو بڑا بہے اختلاف دیکھیگا پس اوسوقت میرے اور خلفائی راشدین مہدیین کے طریقہ کو اختیار کیجو اور اوسکو مضبوط کرکے دانت سی خوب پکڑ لیجو اور نئی نئی باتون سے دور رہنا کیونکہ جو نئی بات نکلی سو وہ بدعت گمراہی ہین ہر گمراہی دوزخ والے ہوگے انتہی حیف ہی کہ اب لوگون نے حضرت کی وصیت کی برخلاف کیا سنت کو چھوڑ کر لوگونکی ایجاد کئے ہوئی چیز کو ایسا مضبوط دانت سے پکڑا کہ کسی طرح سے نہین چھوڑتے اور سالہا سال سی وہ بدعات جاری کر رکھی ہین کہ اب بدعت کو سنت سمجھنی لگے اور سنت کو بدعت قرار دینے لگی اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

اہل اسلام کے سب فرقون مین فقط اہل سنت وجماعت کا فرقہ ناجیہ ہے

امام احمد اور ترمذی اور ابوداود نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میرے امت مین تہتر فرقے ہوجاوین گی

وہ سب کے سب دوزخی ہونگی مگر ایک فرقہ ہوگا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ
کونسا فرقہ ہے فرمایا جو میرے طریقہ اور میرے اصحاب کی طریقہ پر ہوگا انہی سوا سی کی مطابق
ہوا کہ خلفاء راشدین کی بعد امت میں باعتبار عقائد کی اختلاف شروع ہوا حضرت اور حضرت کے
اصحاب و اہل بیت کا طریقہ جو چلا آتا تہا اوس میں بعض بعض نے کجی اور شرارت کرکے چند لوگو
بہکا بہلا کر اپنی ساتہ کر لیا اور بعض بعض امور میں جمہور سی مخالف ہوگئی اور اونکی گروہ کا ایک
جدا نام ٹھہرا یا یہانتک کہ بہتر تک نوبت پہنچی بعض فرقے کی تو فقط پچاس سو ہی آدمی تھے
بہی بعض کے کم زیادہ پہر بعض تو چند روز میں نیست و نابود ہوگئی آگے اونکا طریق نہ چلا بعض کا
کچہہ دن چلکر پہر معدوم ہو گیا بعض اب تک موجود ہیں اور جسمیں سی وہ جدا ہو ہوکر الگ ہوئی تہی وہ
گروہ اعظم اہل بیت اور صحابہ کی طریقہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جو تہا تہتروان فریق ہے
اور اسکا نام فرقہ ناجیہ یعنی نجات پانیوالا ہے اور یہہ اہل سنت کا فریق ہے اور یہہ بہی سمجہنا چاہیئے
ہو کہ ان سب فرقون کا باہم اختلاف جزئیات عقائد میں ہی اور اصل الاصول امور میں سب
متفق اور ایک ہیں جیسا کہ کتب عقائد کے دیکہنی سی واضح ہوتا ہے کیونکہ قطعی الثبوت چیزو نمیں
... سب متفق ہیں کچہہ کچہہ لوگ کسی کسی فرقہ کی مختلف ہیں سو وہ اہل اسلام سی خارج اور کافر
ہیں اور اسو جہہ سی ہم ان فرقون کو جبتک کہ وہ یقینی الثبوت چیزونکا انکار یا شک نکرین کافر
نہین کہتی ہیں ہان وہ گمراہ ہیں کہ اوس گمراہی کی سبب سی اپنی جرم کی بموجب جہنم میں جاوینگی
بخلاف اور قومونکی اختلاف کے کہ وہ اپنی اصول میں مختلف ہیں مثلاً ہنود و نصاریٰ کی فرقونکا آپس
میں اختلاف ہی کہ اوس اختلاف سی اونکی دین کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے جسکو اس امر کے
شرح منظور ہو وہ اون کتابوں میں دیکہے جو انکی رد میں تصنیف ہوئے ہیں بالحاصل تہتروان
سب سی بڑا اور ناجی فرقہ اہل سنت کا ہی اور تفصیل انکی تہتر فریق ہونیکی یہ ہے کہ خلفاء راشدین
کے زمانہ کی بعد ایک شخص عبد اللہ بن سبا یہودی نی مسلمانون کی اختلاف کی لئی یہہ مکر کیا کہ
ظاہر میں مسلمان ہوکر حضرت علی رضی کے لشکر میں آیا اور اوس نی شیخین کی اہانت اور علی کی تعریف

فرقۂ ناجیہ

اہل اسلام سب کے سب اتفاق اصول عقائد میں یکساں ہیں

میں مبالغہ کرنا شروع کیا اور چند جاہلوں کو اپنی ساتھ متفق کرلیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر پاکر اوسکو
نکلوا دیا بعد حضرت علی کے اوسنے پھر ظہور پکڑا اور اوسکی فریق کا نام شیعہ ہی پھر دن بدن اوسکی
گروہ میں کچھ کچھ لوگ شامل ہوتے گئی پھر اونکی اولاد میں سے چند لوگ عالم ہوئی اونہوں نے قرآن کے
آیات کی اپنی مذہب کی موافق تاویلات کرنے اور احادیث صحیحہ کہ جنسے اونکی مذہب کا بطلان
ثابت ہوا انکار کرنا اور نئی نئی اپنی مطلب کی موافق احادیث کا بنانا شروع کیا یہانتک کہ اونکے
بعد اونکی ہاں کتابیں تصنیف ہوگئیں اور اسیطرح چند لوگوں نے حضرت علی کا انکار اور اونکی
مذمت شروع کی اور آخر اونکی ہاں بھی ایسا ہی کارخانہ ہوا اور اوس فریق کا نام خارجیہ ہے
اور ایک شخص واصل بن عطا تہا اوسنے حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی کی مجلس میں کفر اور ایمان
کے بیچ میں ایک مرتبہ ثابت کیا اور کبیرہ گناہ کرنے والیکو ایمان سے خارج ٹہیرایا حسن کی فریق نے
موجب اونکی فریق کا نام معتزلہ ہوا شیعہ اور معتزلہ اکثر امور میں متفق ہیں پہر چند لوگ اس امر
کے قائل ہوئی کہ مومن کو گناہ کرنیسے کچھ ضرر نہیں ہوتا اوسکو خواہ مخواہ اللہ بخشدیگا اوس فریق کا
نام مرجیہ ہوا پھر کچھ لوگ تقدیر کے منکر ہوئے اور کہنے لگی کہ بندہ اپنی افعال کا آپ خالق ہے
اوسکا نام قدریہ ہوا اور کچھ لوگ یہہ کہنی لگی کہ آدمی اپنی افعال میں بالکل مجبور ہے درخت
پتہر کیطرح بے اختیار محض ہے اونکی فریق کا نام جبریہ ہوا تحقیق یہہ ہے کہ قدریہ شیعہ
اور معتزلہ کو کہتی ہیں الغرض اسیطرح سے ایک اور فریق نجاریہ نکلا وہ نفی صفات کے
کرتے ہیں اور کلام الہی کو حادث کہتی ہیں پھر ایک فریق مشبہہ پیدا ہوا کہ جو اللہ تعالی
کو جسم ثابت کرتے ہیں اور آیات متشابہات کی ظاہری معنی مراد لیکر اوسکی لئی مخلوق کے
مانند ہاتھ پاؤں منہ و عرش پر جسم سے بیٹھنا ثابت کرتے ہیں پس یہہ کل سات فریق ہوئے
پھر ہر ایک فریق کے سبب بعض اختلافات کی کئی کئی فریق ہوگئے چنانچہ معتزلہ کی
بیس[۲۰] فرقہ اور شیعہ کی بائیس[۲۲] اور خوارج کی بیس[۲۰] اور مرجیہ کے پانچ اور نجاریہ کی تین[۳] فرقہ ہوگئے
جبریہ اور مشبہہ ایک کا ایک ہی رہا کل تہتر فرقہ ہوتے ہیں اور زیادہ تفصیل ہر ایک کی بڑے

شیعہ
خارجیہ
معتزلہ
مرجیہ
قدریہ
جبریہ
نجاریہ
مشبہہ

کتابون مین موجود ہے اور بہتر دوان فرقہ کہ جس سی یہہ سب نکلی ہین فرقہ ناجیہ اہل سنت
والجماعۃ کا ہے اب رہا اس بات کا ثابت کرنا کہ وہ فرقہ عظیم اور ناجیہ کہ جس سی یہہ سب نکلی ہین
اہل سنت والجماعت کا ہی چند وجہہ سی ہے **وجہہ اول** یہہ ہے کہ حضرت نی فرقہ ناجیہ کی یہہ
علامت بیان فرمائی ہے کہ میری طریقہ اور میرے اصحاب کی طریقہ پر ہوگا سو اہل سنت اور فرقے
کی عقائد کو دیکہہ لو کہ ان میں سی کون ساہ برخلاف حضرت اور حضرت کی صحابہ کی ہی اہل سنت ہر
امر مین اونکے ساتہہ متفق ہین اور اونکی سوا اور فرقے مخالف ہین چنانچہ ہر عقیدہ کی دلیل سی یہہ امر خوب
واضح ہوتا ہے **وجہہ دوسری** فرقہ بڑا سب سی اہل سنت کا ہی اہل سنت کی مقابلہ مین
اور سب فریق پچاسوان حصہ بہی نہین ہین کیونکہ جتنی بلاد اسلام ہین سب مین یہی اہل سنت لوگ
موجود ہین اور تیرہ سو برس سے آجتک یہی کثرت ہی سوا انکی کسی اور فریق کی کہین اسقدر جماعت
نہین بلکہ بہت سی فریق کا تو اب نام نشان بہی نہین کہین کہین ایک آدہ مین چند آدمی ہو گذری
ہونگی اس سبب سے اونکا نام جاری ہی اور کہین دس پانچ آدمی ہونگے تو وہ کالعدم ہین اور فرقونمین
سی کل دو فریق البتہ زیادہ ہین ایک شیعہ دوسرا خارجیہ سو شیعہ کی بڑی کثرت ایران میں کل
ہوئی ہین سو برس کی قریب سے پہلی کوئی نام کا شیعہ ایک آدہ شخص تہا یا اب چند روز سے
ہندوستان کی بعض شہرون مین موجود ہین اور پہلی یہان بہی بہت کم تہی اور خارجیونکا
بڑا جماؤ مسقط وغیرہ بلاد عرب مین ہی اور سوا انکی اور کسی فریق کا کوئی شہر یا ملک بستا ہوا
آج تک سننی مین نہین آیا پس ان دونو فریق کی لوگ بنسبت اہل سنت کی ایسی ہین جیسے
سمندر مین سی ایک چہوٹا سا نالا بلکہ اس سی بہی کم ہین چنانچہ جغرافیہ دان شخصون کو یہہ بات خوب معلوم
ہی اور یہہ ہم پہلی قرآن و حدیث سی ثابت کر چکے ہین کہ امت محمدیہ مین جس طرف کثرت
اور سواد عظیم ہو وہی حق پر ہین اور وہی اہل نجات ہین پس اب ہم کہتی ہین کہ اہل سنت کی
جماعت سب سے زیادہ ہین جو زیادہ ہوں وہ اہل حق اور اہل نجات ہوتی ہین دیکہا
ثابت ہوا کہ اہل سنت وجماعت اہل نجات ہین اور اہل حق ہین **ف** اہل سنت وجماعت مین

شافعی حنفی حنبلی مالکی اہل ظواہر میں سوال اہل سنت وجماعت بھی آپس میں مختلف ہیں
جواب عقائد میں سب متفق ہیں اور جو بعض عقائد کے اتفاق اور عدم اتفاق کا ہے اور جزئیات
عملیات میں اختلاف ہونا موجب وسعت ہے کما قیل اختلاف العلماء رحمة اور جزئیات
میں اختلاف کی یہہ وجہہ ہے کہ اول تو موقع اجتہاد میں ہر مجتہد اپنی اپنی رای کا تابع ہوتا ہے
پس جس کی رای میں جو مسئلہ جسطرح آیا اوسنی اوسکو مسلّم رکہا اور اوس سی اختلاف ہوا مثلاً قرآن
میں یوں آیا ہے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ کہ طلاق دی ہوئی عورتیں تین قروء
تک نکاح نکریں پس امام شافعی کی رائے اسطرف گئی کہ قروء سی مراد یہاں طہر ہی لہذا اونکے
نزدیک عدت طہر قرار پایا اور ہمارے امام ابوحنیفہ صاحب کی رای سلیم اسطرف گئی کہ اس سی حیض
مراد ہی سو اونکی نزدیک عدت حیض قرار پایا قرآن میں اللہ تعالے نے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ کہ مسح کرو
تم اپنی اپنی سر کا مسح کرو فرمایا ہی سو امام مالک نی اپنی قرائن اور ادلہ سی تمام سر کا مسح
ثابت کیا ہے اور امام ابوحنیفہ نے چوتہائی سر کا اور امام شافعی نی یہہ ثابت کیا ہی کہ اگر ایک بال کا
مسح بہی کر لیگا تو کافی ہوگا علے ہذا القیاس دوم بعض احادیث ایک امام کو بسبب کم واسطہ ہونے کے
بسند صحیح پہنچی اور بعض کو بسبب آجانی بیچ میں کسے راوی ضعیف کی سند غیر صحیح سے پہنچے
پس اول نی اوسکو عمل کے قابل سمجہا دوسرے نی ضعیف جانکر چہوڑ دیا اختلاف مسئلہ میں واقع
ہوا سوم نبی صلے اللہ علیہ وسلم امت کی آسانیکی لئی ایک کام کو مختلف طور سی ادا کیا کرتے تہے
کیونکہ اگر ایک ہی طور پر ہو تو بعض کو دقت پیش آوی مثلاً نماز میں اکثر آپ سوای تکبیر تحریمہ کے
ہاتہہ نہ اوٹہاتی تہی اور کبہی اوٹہا بہی لیتی تہی پس جس صحابی نی رفع یدین کرتے دیکہا مثلاً اوسکے
روایت امام شافعی کو پہنچے اونہوں نے رفع یدین نماز میں سنت سمجہا اور جس صحابی نی رفع کر
دیکہا اوسکی روایت امام ابوحنیفہ کو پہنچے اونکی نزدیک نماز میں رفع یدین نا سنت نہیں اچہا رہم بعض
کام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں کیا پہر اوسکو ترک کر دیا جس صحابی نے کہ کرتے دیکہا
اور پہر اوسکو ترک کی خبر نہ پہنچے اوسنی اوسکو سنت سمجہا ہیں اونکی روایت جس امام کو پہنچی اونکے

نزدیک سنت ٹہیرا اور جسب صحابی نے آپ کو ترک کرتے دیکہا اوسکی روایت اور سب امام کرتے ہی اوسنی
ترک کرنا سنت پایا علی ہذالقیاس اس قسم کی اسباب سی جزئیاتمین اختلاف واقع ہوا اور عقائد
سب کی ایک ہین وو ایک جا جو اختلاف ہی سو وہ تحقیق علمی سے کچہہ اختلاف کی بات نہین ہی
واللہ اعلم **فصل ۹ (بندیکی سب افعال کا خالق اللہ ہی)** پس خواہ کفر خواہ
ایمان خواہ نیکی خواہ بدی جو کچہہ بندے سے ظاہر ہوتا ہی سب کا اللہ خالق ہی اوسکی پیدا
کرنیسی پیدا ہوا ہے اونکا بندہ خالق نہین ہی جیسا کہ قدریہ اور معتزلہ کا گمان ہی اور اسکی
دو دلیلین ہین **اول** وہ نصوص ہین جو اس مدعی کو ظاہر کرتے ہین کقولہ تعالے وَاللّٰہُ
خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ نے پیدا کیا ہی تمکو اور تمہاری اعمال کو ۔ وکقولہ تعالی اَللّٰہُ
خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے اللہ ہی ہے پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ۔ پس کل شی سب کو شامل ہے
جواہر کو بہی اعراض کو بہی بندی ہی اوسیکی پیدا کیی ہوئی ہین اور اونکی افعال بہی
اوسی بنائی ہین **دوسری** دلیل یہہ ہے کہ اگر اپنی افعال کا بندہ آپ خالق ہوتا تو اسکو
بالتفصیل اونکی خبر ہے ضرور ہوتی کیونکہ اختیار اور قدرتسی کسیچیز کا ایجاد کرنا بغیر اسکی خبر
ہو سکتا اور بالتفصیل بندیکو اپنی افعال کے ہرگز خبر نہین ہے کیونکہ ایک جگہہ سی دوسرے
جگہہ تک جاتی ہین بہت سی سکون اسکی درمیان واقع ہوتی ہین اور بہت سی حرکات کہ
بعض حرکت سی بعض پاونکی حرکت تیز ہوتی ہی اور بعض کم اور بعض برابر پڑتی ہی اور چلنے
والیکو ہرگز معلوم نہین کہ کتی جا پاؤن ٹہیرا تہا اور کتی جا حرکت کرتا تہا اور کہان تیز حرکت تہی
اور کہان کم اور یہہ بہی نہین کہ وہ بہول گیا ہو کیونکہ بہولی چیز توجہنی سی یاد آجاتی ہی اور اگر یہہ بات
کسی چلنی والیسی دریافت کیجیگا ہرگز نہ بتا سکیگا یہہ اوسکی ظاہر افعال کا حال ہی اور اگر چلنی مین
اوسکی تحریک اعضا کو دیکہی گا کہ عضلات کہان کہان متحرک ہوئی اور پٹہی کہان کہان کہ
علی ہذا القیاس تب تو صاف معلوم ہو جاویگا کہ آدمی کو اپنی افعال کی بالتفصیل ہرگز خبر نہین
پس جب اسکو بالتفصیل خبر نہین تو وہ اونکا پیدا کرنیوالا ہی نہین پس کمال اللہ تعالی کا یہہ ہی کہ

فصل ۹ . بیچ بیان اسکے کہ بندیکی سب افعال کا خالق اللہ ہی ہے

اول

دوم

وہ افعال کا بھی خالق مانا جاوی ورنہ جب جواہر کا وہ خالق ہوا اور اعراض کا بندیکو فاعل ٹھرا
دیا تو اسمین شائبہ شرک کا پایا گیا **سوال** پس جو شخص افعال کا بندیکو خالق کہی اوسکو مشرک
کہنا چاہیی اوسمین اور مجوس مین کچھہ فرق نہین **جواب** قدریہ اگرچہ بندے کو افعال کا خالق
کہتی ہین لیکن بندیکو اللہ تعالے کیطرح مستقل خالق نہین کہتی بلکہ آلات اور اسباب مین اللہ
کا محتاج جانتی ہین اور الات و اسباب کو اللہ کا مخلوق قرار دیتی ہین اور مجوس مین اور قدریہ
مین اسقدر فرق ہے کہ مجوس کی نزدیک اچھی چیزونکا خالق یزدان ہی اور بری چیزونکا
مستقل خالق اہرمن ہی کہ ایک دوسرے کا محتاج نہین لہذا قدریہ کہتی ہین کہ بعد اسباب و الات
دینی کی بندہ اپنی افعال کا آپ خالق ہی اور یہہ دو وجہہ پیش کرتے ہین اول یہہ ہی کہ اگر بندیکے
افعال کا اللہ خالق ہو تو یہہ ایسی افعال ہون کہ جسطرح رعشہ والیکا ہاتہہ خود بخود ہلتا ہی حالانکہ
ہماری افعال اختیاریہ اور مرتعش کی حرکت مین فرق ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ دلیل جبریہ کے
رد مین ہوسکتی ہی کہ جو بندیکو بالکل بی اختیار کہتی ہین اور ہم باوجود غیر خالق ہونیکی اسکی لئی اختیار
ثابت کرتی ہین کہ جسپر اوسکو ثواب عذاب ہوگا پس ہمارے نزدیک بھی مرتعش کی حرکت اور افعال اختیاریہ
فرق ثابت ہی دوسری وجہہ یہہ ہی کہ اگر بندیکی افعال اللہ کے مخلوق ہون تو پھر بندیکو اسکی افعالسی برا بھلا
کہنا چاہیی اور اسکو شارع کیطرفسی کسیکام کی کرنی نکرنی کا حکم بھی نہ ہونا چاہیی اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہہ بھی جبریہ پر اعتراض ہوتا ہی نہ ہمپر کیونکہ ہم باوجود اسکی بندیکی لئی اختیار ثابت کرتی ہین کہ اوسکے
سبب اسکو اسکی افعال پر ثواب و عذاب دیا جاتا ہی اور برا بھلا کہلاتا ہی اور شارع کیطرفسی مکلف ہوتا ہے

پس وہ سب افعال اللہ تعالی کی ارادہ اور مشیت اور قضا اور تقدیر سی ظاہر ہوتی ہین) ارادہ اور مشیت دونون ہمارے نزدیک ایک ہین اور تفصیل ارادہ کی پہلی ہوچکی ہی اور قضا یہہ ہے کہ اللہ نے
ازل مین کسیچیز کا ارادہ کرلیا کہ یہہ فلان وقت مین یون ہوگی اور تقدیر اسی کہتی ہین کہ ازل مین اللہ تعالی اندازہ
کرلیا کہ یہہ چیز فلان وقت فلان مکان مین بری یا بھلی یا نافع یا مضر ہوگی اور اسکے اسکی کرنیوالیکو ثواب یا عقاب ہوگا **حاصل**
القیاس **حاصل** مطلب یہہ ہی کہ اب جو کچھہ دنیا مین بھلا یا برا ظاہر ہوتا ہی مثلا زید ایمان لایا اور بکر کافر ہوا

تو اوسکی ارادہ سے وہ ایمان لایا اور وہ کافر ہوا اور ازل مین اوسنے جان لیا تہا اور تشہیر کیا تہا
کہ یہہ شخص فلان وقت مین ایمان لاویگا اور یہہ کافر ہوگا اور اب اوسی لیے ہوا کہ یہہ ایمان لاوے
اور یہہ کافر ہوجاوے پس اوسکی قضا و تقدیر اور چاہنیکی سبب یہہ ایمان لایا اور یہہ کافر ہوا
اور اگر وہ چاہتا تو یہہ مومن ہوتا یہہ کافر ہوتا اور اس امر پر بہت سی آیات دلالت کرتے ہین بعضا
اونمین سی یہہ ہین قال تعالی وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا
پس معلوم ہوا کہ جس کو اللہ نے چاہا گمراہ کیا اور جسکو چاہا ہدایت پر لایا و قال تعالے وَمَا كَانُوا
لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ نہی وہ کہ ایمان لاے مگر یہ کہ اللہ چاہا و قال تعالی فَمَنْ يُرِدِ
اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا الآیۃ یعنی اللہ
تعالی جسکو ہدایت دینا چاہتا ہی تو اسلام کی لئی اوسکا سینہ کہولدیتا ہی اور جسکو گمراہ کرنا چاہتا ہی
تو اوسکی سینہ کو تنگ کردیتا ہے و قال تعالے فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ پس لگیا پانی زمین اور
آسمانکا اوپر اوس کام کے کہ مقدر کیا تہا - اس سی یہہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کا ازل مین اللہ نے
اندازہ کر رکہا ہی کہ اوسکو تقدیر کہتے ہین قدریہ کہتی ہین کہ اللہ تعالی بری چیزونکا ارادہ نہین کرتا
کیونکہ یہہ قبیح ہے بلکہ وہ اسلام اور ہدایت چاہتا ہے جواب یہہ ہے کہ قبیح کام کا کرنا قبیح ہی یہہ نہ
کہ وہ قبیح چاہنی سے قبیح سی موصوف ہوا اور یہہ نہین سمجہتی کہ اگر کافر کے اسلام و ہدایت اور اسلام چاہتا
تو کیا اللہ کا چاہا اور اوسکا ارادہ پورا نہوتا نعوذ باللہ منہ یہہ کمال نقصان ہے ذات باریتعالی کے
لیے تعالی علوا کبیرا اور کہتی ہین اگر کافر اللہ کے چاہنی سی کافر ہوا تو پہر اللہ اوسکو ایمان لانیکا کیون
حکم کرتا ہے جواب یہہ ہے کہ امر کرنے مین ایک بڑے حکمت یہہ ہی کہ تا تمام لوگون پر اوس کافر کے
نافرمانی ظاہر ہوجاوے جسطرح کوئی امیر اپنی ایک غلام سے کسی کام کیواسطے کہی اور منظور یہہ
کہ یہہ اس کام کو نکرے تاکہ اور غلامون کی روبرو اوسکی نافرمانی ظاہر ہوجاوے مسلمان کو
چاہیے کہ تقدیر پر ایمان لاوے منکر تقدیر کو حضرت نے بہت برا کہا ہی اور تقدیر پر ایمان لانیکے
احادیث کا مضمون حد تواتر کو پہنچ گیا ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے

روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جبتک کہ ان چار چیز پر ایمان نہ لاویگا مومن نہوگا اللہ پر ایمان لاوی اور آدمی واحد لاشریک جانی اور مجہی اللہ کا رسول جانی اور مرنیکے بعد زندہ ہونیکو حق سمجہی اور تقدیر پر ایمان لاوی بخاری اور مسلم نی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کی جگہہ جنت یا دوزخ مین اللہ نے پہلی سی لکہہ رکہی ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا عمل کرنا چہوڑ دین اور لکہی ہوئی پر تکیہ کرکے بیٹہہ جاوین آپنی فرمایا کہ کئی جاؤ پس جس جگہہ کی لیے جس شخص کو اللہ نے پیدا کیا ہے اوسکو اوسکی موافق عمل آسان کردی ہین پس نیکونکو نیک عمل آسان ہوجاتے ہین اور بدونکو بد اور امام احمد اور ترمذی نے ابن عمرؓ سی روایت کیا کہ قدریہ لوگ اس امت کی مجوس ہین اگر بیمار ہون تو انکی عیادت کو نہ جاؤ اور مرجاوین تو اونکی جنازہ کی نماز نہ پڑہو ٭ (لیکن بندیکو اوسکی افعال مین اختیار دیا ہے پس اگر وہ نیک کام کریگا اجر پاویگا اور بد کام سی اوسکو سزا دیجاویگی) یعنی اگرچہ افعال اللہ کے پیدا کیے ہوی ہین اور اللہ اونکا خالق ہے اور اوسکی قدرت اور ارادی سی بندیسی سرزد ہوتی ہین لیکن باوجود اسکی بندی کو اوسکی افعال مین اختیار دیا ہی کہ جس کی سبب سے نیک کام کا اجر اور بد کے سزا پاتا ہی یہہ نہین کہ بندہ اپنی افعال مین درخت پتہر کے مانند محض بے اختیار اور بیقدرت ہی جیسا کہ فرقہ جبریہ کہتا ہی چند وجہہ سی اول یہہ ہے کہ قرآن کی آیات دلالت کرتے ہین کہ بندیکو اپنی افعال مین اختیار ہے کہ جسکے سبب سی اوسکو ثواب وعقاب ہی کقولہ تعالے جَزَآءً بِمَا کَانُوا یَعمَلُونَ ٥ یعنے ان جنتیون کو یہہ جنت انکی اعمال کی بدلی مین دی ہی وکقولہ تعالے فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ الآیۃ یعنی ہمنی اختیار دیا پس جو چاہی ایمان لاوی اور جو چاہے کافر ہوجاوے لیکن کافرون کے واسطی ہمنے جہنم طیار کر رکہا ہے دوم مرتعش کے حرکت ہلانیکے قصد اور ارادی کے آپ ہی آپ ہوا کرتے ہی اور ہم بالبداہتہ جانتی ہین کہ جب ہم آپ سی کسی چیز کو پکڑین اور جب ہمارا ہاتہہ رعشہ سی ہلے دونون مین فرق ہی پس معلوم ہوا کہ رعشہ سی ہلنا بے اختیاری ہی اور آپہی پکڑنے مین ہلنا اختیاری ہے اور ان دونون حرکتون مین

اول

دوم

ہر شخص فرق کرلیتا ہے بلکہ ہر عاقل جانلیتا ہی کہ ہمارا کسی کام کے لئے آنا جانا بالکل اختیاری ہی اور یہ
ہی کہ پتہر کی حرکت کی مانند ہووی بلکہ پتہر کے حرکت بلا اختیار ہی اور ہمارا آمد و رفت باختیار ہے
کما لا یخفی علی من لہ ادنی شعور سوم اگر بندہکو اپنی افعال مین کچہہ اختیار نہووی تو جسطرح پتہر
کو ایسے امر و نہی کرنا عقلاً ممنوع ہے اسیطرح اس سی ہوجاوی اور اسیطرح اسکی کسی فعل پر ثواب
عقاب ہونا بہی ظلم و عبث گناجاوی اور اللہ ظلم سی بری ہی کما قال عز شانہ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَظْلِمُ النَّاسَ الآیۃ یعنی اللہ تعالے کسی آدمی پر ظلم نہین کرتا۔ اور جسطرح پتہر کو کہے یہ حکم عقلاً
نادرست ہی اسیطرح اسکی بہی ہوجاویگا سوال جب یہہ ثابت ہوا کہ ہر ایک کام بندے کا
اللہ کے ارادی سی ہوتا ہے اور ازل مین اوسکو اوسکی خبر تہی پس دو حال سی خالی نہین یا تو کسی
کام کے نکرنیکا اللہ ارادہ کریگا اور ازل مین اوسکو معلوم ہوگا کہ یہہ کام اس سی نہین ہوگا اور یا اوسکے
کرنیکا ارادہ اور علم ازلی ہوگا پہلی صورت مین تو وہ کام ہونا ممتنع ہوجاویگا اور دوسرے مین اوسکا
ہونا ضرور ہوگا ورنہ ارادہ اور علم الہی مین تخلف لازم آویگا اور جب ایک کام ہونا ضروری یا ممتنع ہوا
تو بندیکا اختیار کہان رہا پس جو ممتنع ہی وہ اس سی کبہی نہوگا اور جو ضروری ہی وہ اسسے خواہ مخواہ
سرزد ہوگا جواب اللہ تعالی ازلمین یون جانتا تہا کہ اسکام کو بندہ اختیار سی کریگا اور اسکو
اختیار سی چہوڑیگا اور اسیطرح ارادہ کیا کرتا ہی کہ بندہ اس کام کو اختیار سی کری اور اسکام کو
اختیار سی نکرے پس بہرحال بندہ کا اختیار رہیگا جسطرح کوئی بادشاہ کسی غلام سی کسی کام کے
کرانیکا ارادہ کری تو اسصورت مین اگرچہ غلام اوسکی ارادیکی بموجب اوسکو کریگا لیکن نفس اختیار اوسکا
زائل نہوگا اور وہ کام اوس غلام سے اسطرح بے اختیار سرزد نہوگا کہ جسطرح رعشہ والیکا ہاتہہ
بے اختیار رہتا ہے اور ازلمین اسبات کی جاننی سی کہ بندہ اسکام کو بالاختیار کریگا بندیکا
اختیار نہین جاتا اسکا علم اسکی اختیار کو زائل نہین کرتا اور جواب الزامی یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے
جمیع افعال بالاتفاق اختیاری ہین حالانکہ وہ ازلمین جانتا تہا کہ فلان شخص کو فلان وقت
مین غنی کرونگا اور فلانکو فقیر مثلاً پس جسطرح اسکی علم ازلی سی اسکا اختیار نہین جاتا رہا اسیطرح

بندیکا اختیار ہے جو دونہین ہوتا پس ثابت ہوا کہ جمیع افعال کا خالق اللہ ہی اور
او رسبب اختیار کے بندہ کاسب ہی اور یہی ثابت ہوتا ہے قرآن و احادیث و اجماع
امت و عقل سلیم سی پس ہماری ہان نہ جبر ہے نہ قدر ہے چونکہ یہہ بحث بہت وقیق
ہی لہذا اسیقدر پر اکتفا کرتا ہون اور تطویل جو عام کو مفید نہین اوسی چہوڑتا ہون +
ف اس مسئلہ تقدیر مین آدمی زیادہ قیل و قال نکرے کیونکہ زیادہ قیل و قال سی سوائے
اسکی کہ گمراہی حاصل ہو اور کچہہ فائدہ نہین اسی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس بحث سی منع کیا
ہی چنانچہ ایکبار دو شخصونکو اس مسئلہ مین گفتگو کرتے سنکر حالت غضب مین باہر تشریف لائے
اور فرمانے لگی کہ پہلی امتونکی لئے اکثر گمراہی اسی قیل و قال سے حاصل ہوئی تہی اور فرمایا و
وَبِهٰذَا بُعِثْتُ اور کیا مین اسی لئی تمہارے پاس آیا ہون اور یہین تاکید سی کہتا ہون کہ آئندہ بہحر نکیا
اور ظاہر ہی کہ جو ہوتا ہے وہ آپ ہو رہیگا تمکو اس جہگڑے سے کیا مطلب احکام شریعت کو بجا لاؤ
اور گناہون سے باز آؤ پس موافق فرمان آنحضرت علیہ السلام کی جس شخص کو اللہ نے دوزخ کے
لئے بنایا ہی اوسکی لئے ویسی کام آسان ہو رہی ہین اور جس کو جنت کی لئی پیدا کیا ہے
اوسکو شب و روز اللہ اور رسول کی طاعت مین گذرتا ہی الہی جن چیزون سی تو خوش
ہو انکے توفیق دے اور جن سے تو ناخوش ہو اونسی دور کر آمین + (**بیان نیکی اچہی کام سے
اللہ تعالی راضی اور بدسے ناراض ہی**) حاصل یہہ ہی کہ نیک و بد جسقدر افعال ہین اوسکی
تقدیر اور ارادے اور مشیت سی ہوتے ہین لیکن اون مین سی نیک کامون سی وہ راضی ہوتا ہے
اور اُن کے کرنیکا حکم دیتا ہے اور بد کامون سی وہ ناراض ہوتا ہے اور نہ اون کے
کرنیکا حکم دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ
لَكُمْ اللہ تعالے اپنی بندون سے کفر کو پسند نہین رکہتا اور اگر شکر کروگے تو وہ
تمسے بسبب اسکی خوش ہوگا وقال اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ الآیہ اللہ حکم کرتا ہے

انصاف اور احسان کرنیکا اور قرابتونکی دینی کا اور منع کرتا ہے فحش اور بری کام اور بغاوت
کو پس ارادہ اور مشیت اور چیز ہے اور حکم کرنا اور اوس سی خوشنود ہونا اور چیز ہے اوس تقدیر
جبار سے کسیکو چون وچرا کرنیکی قدرت نہیں جس سی چاہی افعال بد ظہور مین لاوے اور
اوس سی سبب اوسکی اختیار کی ناراض ہوجاوے اور جس سی چاہی اچھی افعال کرواوی اور اوسکے
ارادے کی سبب اوس سی خوش ہوجاوے کا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (جو استطاعت کام کیوقت
پائی جاتی ہی سو وہ قدرت حقیقی ہے کہ جسکی سبب بندیسی کام ہوتا ہے)
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لفظ استطاعت کی دو معنی ہین ایک سلامتی آلات و اسباب جیسا
کہ اوسکی تفصیل آگی آتی ہی انشاء اللہ تعالی دوسری قدرت حقیقی کہ اللہ تعالی نے ہر بندہ مین رکھی ہے
کہ اوسکی سبب سی افعال اختیاری کرتا ہی اور اگر یہ قدرت نہو تو انکی سو شیر طرح افعال کے
ادا کرنیکی لئی بعد سلامتی آلات و اسباب کی اور یہہ قدرت بعد ارادہ مصمم کرنیکی خاص اوس کام کرنے
وقت حاصل ہوتی ہے پس اگر بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اوسکو اوس نیک
کام کی قدرت عطا کرتا ہے اور بد کام کا قصد کرتا ہے تو اوسکو اوس بدکام کی قدرت بخشتا ہے
پس جسوقت چور نے چوری کا ارادہ کیا اور اللہ نے حسب عادۃ اوسکو اوسکی قدرت دیے
تو گویا اس چور نے نیک کام کی قدرت کو زائل کر دیا کیونکہ اگر اس چوری کا ارادہ نکرتا بلکہ نماز کا
قصد کرتا تو حسب عادت اوسکو نماز کی قدرت عطا ہوتی پس اسی سبب سی یہہ بندہ افعال بد
مین ذم و عقاب کا مستحق اور افعال خیر مین مدح و ثواب کا مستحق ہوا پس ارادہ کی سبب سے اسکو
ثواب و عقاب ہی ۔ امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہی کہ قدرت دو مخالف چیزونکی صلاحیت
رکھتی ہی پس جب کسینی کفر اختیار کیا تو اوسنی ایمان کی قدرت کو زائل کر دیا کیونکہ یہی قدرت
ایمان کی لئی بہی تہی پس اس سبب سی عقاب کی قابل ہوا اور اگر اوسی قدرت کو ایمان مین
صرف کرتا تو ثواب کا مستحق ہوتا (اور جو استطاعت سلامت آلات و اسباب کے
معنی مین ہی اوسپر صحت تکلیف کا مدار ہے) دوسرے معنی لفظ استطاعت

کے سلامت ہونا آلات و اسبابکا ہی سو اس استطاعت کی موجب اللہ تعالے بندیکو تکلیف دیتا
پس جو شخص جس چیز کے لئے آلات و اسباب نہیں رکہتا اوسکو اوسکام کی استطاعت نہیں سو اوسکے
کرنیکا اللہ حکم نہیں دیتا اور جس چیز کے آلات و اسباب رکہتا ہوگا اوسکو اوسکام کی استطاعت
ہی سو اوسکی کرنیکے اللہ بندیکو تکلیف دیتا ہی کما قال تعالے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا یعنے اللہ تعالے کی لئے جن شخصونپر کہ کعبہ تک جانیکی طاقت رکہتی ہین حج
فرض ہے اور اس استطاعت پر صحت تکلیف کے مدار ہونیکی یہہ وجہہ ہی کہ سلامت اسبابکے
بعد بسبب ارادہ کرنیکے قدرت حقیقی کہ جسکا ذکر پہلی ہوا ہے اللہ تعالی پیدا کرتا ہی پس جب قدرت
حقیقی پائی گئی تو وہ بندہ وہان عاجز نرہا اور جہان سلامتی اسباب و آلات نہیں ہوتی وہان
بندہ اپنا قصد نہیں کرتا اور جب قصد نکیا تو وہ قدرت کہ جو بعد ارادیکی ہوتی ہی اور جسکی سبب
وہ فعل سرزد ہوتا ہے نہیں حاصل ہوتی ہی اور جب یہہ قدرت حقیقی نپائی گئی تب عاجز محض
ہوگیا تکلیف کے قابل نرہا * **(لہذا جس کام کی بندہ استطاعت نہیں رکہتا
اللہ اوسکی کرنیکا حکم نہیں دیتا)** جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَہَا یعنے اللہ تعالی کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر اوسکی طاقت کی موافق پس جو چیز بندیکے
طاقت سی باہر ہو عام ہے کہ فی نفسہ ممتنع ہو جیسا ضدین کا جمع کرنا یا فی نفسہ ممکن ہو لیکن بندیسے
نہو سکی جیسا پیدا کرنا جواہر کا پس اوسکی کرنے کا بندیکو حکم نہیں دیتا * **(مارنیکی بعد درد اور
کسے چیز کے توڑنیکی بعد اوسکا ٹوٹنا بہی اللہ کا مخلوق ہی)** مثلا زید نے
عمرو کی لاٹہی ماری اور اوس سی اوسکو درد ہوا یا کسینی ایک شیشی کو پتہر پر دی مارا اور اوس سی
وہ ٹوٹ گیا سو اس درد کا بہی اور اس ٹوٹنے کا بہی اللہ ہی خالق ہی یا کسینی کسیکی تلوار مارے
اور اوس سی اوسکے گردن جدا ہوکر وہ مرگیا سو اس موت کا بہی اللہ خالق ہے خاص اللہکے
پیدا کرنیسے ہوئی ہی اگر نہ پیدا کرتا تو نہ مارنیکی بعد درد ہوتا اور نہ وہ شیشہ ٹوٹتا اور نہ وہ شخص مرتا
کیونکہ تمام ممکنات اللہ کے طرف مستند ہین اور ہر ایک چیز کا اللہ خالق ہی چنانچہ ابہی اسکی

تحقیق کہ ندیں ہی معتزلہ اسکو بہی بندیکا فعل کہتی ہین اور بندہ کو اس کا خالق قرار
دیتی ہین پس انکی نزدیک جو چیز فاعل سی بدون واسطہ کسی دوسری فعل کے سرزد ہو جیسطرح
تلوار کا مارنا اسکو بندیکا فعل بطور مباشرت کے کہتی ہین اور جو کسی فعل کے واسطہ سی ظاہر ہو جیسطرح
اس موت کہ جو تلوار کی سبب سے حاصل ہوئی اوسکو بہی بندیکا فعل بطور تولید کی کہتی ہین ہمارے نزدیک
دونون اللہ کے مخلوق ہین پس جو چیزین کہ بطور مباشرت کی ہین اونکو بہی اور جو چیزین کہ بطور تولید
کے ہین وہ بہی اللہ کی پیدا کی ہوئی ہین (بندہ کو انمین کچہ دخل نہین) نہ تو بندہ اونکا
خالق ہی کیونکہ یہہ بندہ سی نہین ہوسکتا کہ وہ کسی چیز کو پیدا کری جیسا کہ پہلی گذرا اور نہ یہہ اونکا
کاسب ہی کیونکہ جو چیز اسکی قدرت مین نہین اوسکا یہہ کاسب نہین ہوسکتا اور اسی لئی بعد انفعال
کے بندیکو اختیار نہین کہ وہ اس اثر کو ظاہر نہونے دیوی بعد انفعال کے اسکو طاقت نہین کہ درد کو جو کہ
پس اگر اسکو قدرت ہوتی تو اس اثر کو روک لیتا پس جب یہہ اثر اسکی قدرت سے باہر ہی تو یہہ اسکا کاسب
ہی نہین ہی اور یہی معنی ہین افعال تولیدیہ مین بندیکو مواخذہ نہین ہوتا ہی کہ فعل کہ جس سے
یہہ پیدا ہوا ہی اسکی اختیار مین تہا (اللہ جسکو چاہتا ہی گمراہ کرتا ہی اور جسکو چاہتا ہی ہدایت
دیتا ہی) اگرچہ یہہ مضمون پہلی بیان ہو چکا ہی لیکن توضیح کے لئی مکرر کیا گیا - حاصل یہہ ہے
کہ جسطرح سی اور افعال کا اللہ تعالے خالق ہی اسیطرح ہدایت و ضلالت کو بہی وہی پیدا کرتا ہی اور
اس سی باری تعالے کو کچہ عیب نہین کیونکہ کہ قبیح چیز کا کسب قبیح ہی نہ کہ پیدا کرنا چنانچہ اسکی تفصیل
حاشیہ مین ابہی ہو چکی ہی [illegible] جسکو چاہی کی قیدیون زیادہ کی ہی کہ ہدایت اور ضلالت
سی اوسکا پیدا کرنا اونکا ہی نہ بیان کرنا طریق حق کا کیونکہ اللہ نے راہ حق کو سبکے لئی بیان کردیا ہی
کسیکی خصوصیت نہین - ف - پس یہہ جو قرآن مجید مین آیا ہی کہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہدایت کرتے ہین اور شیطان اور بت ضلالت کی باعث ہین سو اس سے یہہ مراد ہی کہ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سبب ہدایت کا ہین اور شیاطین و بت سبب ضلالت کا ہین سو مجازا ہدایت اور ضلالت کو انکی طرف
نسبت کردیا ہی نہ حقیقۃ ہین ورنہ [illegible] اللہ خالق ہی [illegible] جو جس کام کی لئی سبب ہوتی ہی

تنبیہ

ف

ف

اوسکی طرف اوسکا ہم کو مجازاً نسبت کر دیتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ اس دوا نے شفا دی اور آگ نے جلا دیا اور پانی نے سرد کر دیا علیٰ ہذا القیاس سو دوا شفا کا سبب ہے اور آگ جلانیکا اور پانی سرد کرنیکا اسلئے انکیطرف نسبت کر دیا ورنہ اس شفا اور جلانے اور سرد کرنے کا سب اللہ خالق ہے اگر چاہتا دوا کے بعد شفا ندیتا اور آگ کی بعد جلنے ندیتا اور پانیکی بعد سرد نکرتا اسی سبب سے جو شفا کو دوا کا فعل سمجھے اوسکو علماء نے مشرک لکھا ہے اور موحد اور مشرک مین یہی فرق ہے کہ ہر چیز کو موحد اللہ کے مخلوق جانتا ہے اور وسائط کو سبب محض جانتا ہے اور مشرک سبب کو فاعل حقیقی سمجھ لیا کرتا ہے بخاری اور مسلم نے زید بن خالد سے روایت کیا ہے کہ حدیبیہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبحکو امامت کی اور اوس رات کو مینہ برسا تھا پس ہماریطرف منہ پھیر کے بیٹھے اور فرمانے لگے کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا لوگون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول ہی خوب جانتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ یہہ فرماتا ہے کہ صبح کو کچھہ لوگ مجھپر ایمان لائے اور کچھہ مجھسے کافر ہوئے پس جسنے کہا کہ اللہ کے فضل سے بارش ہوئی ہے سو وہ مجھپر ایمان لایا اور ستارونکا منکر ہوا اور جسنے یون کہا کہ فلان فلان ستارے سے یہہ بارش ہے تو وہ ستارے پر ایمان لایا اور مجھسے کافر ہوا سنتے ہے عرب مین لوگ یون جانتے تھے کہ جب فلان ستارا فلان جگہہ آتا ہے یا فلان ستارے کے پاس جاتا ہے تو بارش ہوتے ہے اور وہ اون ستارونکو بارش کا فاعل سمجھا کرتے تھے سو اسلئے اونکو کافر کہا۔ ہان اگر کسی نے تجربہ سے یون معلوم کر لیا ہو کہ جب یہہ علامت ہوتی ہے تو اکثر اللہ کے یون عادت جاری ہے کہ وہ اوسوقت بارش کرتا ہے تو اسمین کچھہ مضائقہ نہین کہ وہ یون کہے کہ فلان علامت کی پائی جانیکی وقت اللہ بارش کرتا ہے سو ہر چیز مین مومن یہی اعتقاد رکھے اور اللہ کیطرف سے سمجھے اور وسائط کو محض سبب جانے وَاللّٰہُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٭ فصل اولیاء اللہ کے بیان مین حق یہ ہے ولی اوس مومن کو کہتے ہین کہ جو اللہ کی ذات و صفات کا عارف ہو کر حسب امکان عبادات پر مواظبت کرے اور گناہون اور لذات و شہوات سے کنارہ کش ہو اور اوسکی کرامت سے یہہ مراد ہے کہ کوئی امر خارق عادت جیسا کہ ہوا پر اوڑنا یا پانی پر چلنا

خشک نکل جانا یا بے موسم کی کہانا حاجت کیوقت ظاہر کرنا یا جمادات کا کلام سننا اوس سے
بعد انکے دعوی نبوت کے ظاہر ہووے اور تفصیل سب خوارق کی صدر کتاب مین آچکی ہے
اور یہہ کرامت اوس نبی کی ہے کہ جس کی امت مین سی یہہ ولی ہے معجزہ ہی کیونکہ یہہ
اوس نبی کی صداقت پر دلالت کرتی ہی کہ اوسکی ایک امتی سی یہہ امر خارق عادت ظاہر
ہوا سو کرامت اولیاء اللہ کا ثبوت قرآن و احادیث سی ہے چنانچہ بی موسم کا کہانا حضرت
زکریا علیہ السلام نی حضرت مریم اور عیسی علیہ السلام کی پاس دیکہا حالانکہ وہ نبی نتہین کما قال
تعالی کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا یعنی جب مریم کے
عبادتخانہ مین زکریا گئی تو وہان اونکی پاس بے موسم کہانا دہرا ہوا دیکہا۔ کہ جس سی تعجب کرکے
پوچہنی لگی قَالَ اَنّٰی لَکِ هٰذَا کہ تیرے پاس کہانی آیا ہی قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ
مریم نے جواب دیا کہ یہہ اللہ کے ہانسی آیا ہی۔ اور بہت دور دراز سے بلقیس کا تخت صف بن
برخیا سلیمان علیہ السلام کا وزیر جو نبی نہتا ایک دم بہر مین لے آیا تہا چنانچہ قرآن مین اس
کا آنا بہی ثابت ہی فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا یعنی جب سلیمان نے اوس تخت کو اپنی دربار مین کہڑا
دیکہا۔ اور ہوا پر اوڑنا بہی بہت اولیاء اللہ سی منقول ہی جیسا کہ سلیمان سرخسی سی ہے اور
جمادات کا کلام سننا اس حدیث صحیح سی ثابت ہی بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین روایت
کیا ہی کہ سلمان اور ابو درداء رضی کے آگی ایک برتن کا بی تسبیح کرنے لگی اور وہ اونکو سنائی دی انتہی
بخاری نے عبد اللہ بن مسعود رضی سی روایت کیا ہی کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیون سی پانی
نکلتی دیکہتا اور ہم کہانیکی تسبیح کہاتی وقت سنا کرتے تہی بخاری اور مسلم نی ابو ہریرہ رضی سی روایت کیا ہی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ایک شخص بیل کو ہانکی لئی جاتا تہا تہک کر اوس پر چڑہ لیا بیل نی کہا
اسلئی نہین پیدا ہوا ہون بلکہ کہیتی کیواسطی پیدا ہوا ہون سو یہہ شخص جسکا کرامت تہا کہ انہی بیل کی گفتگو سنی جو
نبی تہا بخاری نی انس رضی سی روایت کیا ہی کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر نبی کی پاس آکسی معاملہ مین باتین
کرتی تہی کہ اتنی مین کچہہ رات گذر گئی اور رات نہایت اندہیری تہی پہر وہ دونون حضرت کے پاس سے اپنی گہر چلے

دونون کے ہاتہہ مین دو عصے تہی اون مین سی ایک کا عصا روشن ہوگیا پہر جب دونون کی راہ الگ ہوئی تو دوسرےکا عصا بہی روشن ہوگیا کہ وہ دونون اپنی عصونکی روشنی سی اپنی گہر پہنچ گئی انتہےبیہقی اور ابو نعیم اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو کہ اوسکا ساریہ نام تہا ایک فوج کا سردار کر کے نہاوند کیطرف جو مدینہ سی کئی مہینے کی راہ ہے بہیجا تہا سو ایک روز وہان کفار نے مسلمانون کی ہلاکت کی لئے یہہ داو کیا کہ وہان پہاڑ کے پیچے گہات لگا کر بیٹہہ گئی اور جنگ شروع ہوا یہہ حال اللہ تعالی نی مدینہ منورہ مین جمعہ کے منبر پر خطبہ پڑہتے وقت حضرت عمر کو دکہلا دیا اونہون نے خطبہ پڑہتے ہی مین آواز بلند یہہ فرمایا یا ساریۃ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ سی بچ پہاڑ سے بچ اللہ تعالے نی عمر کی آواز ساریہ کی لشکر تک پہنچا دے سو وہ عمر کے آواز سے لشکر سنبہل گئے اور کافرون پر فتحیاب ہوئی انتہے یہان دو کرامت ظہور مین آئین ایک یہہ کہ عمر کو کئی مہینے کی راہ کا حال نظر آیا دوسری یہہ کہ کئی مہینے کی راہ تک اون کی آواز پہنچی ابو یعلی اور بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین خالد بن الولید کا قصہ نقل کیا ہی کہ اونہون نے کافر کے ہاتہہ سے ایسی زہر قاتل کے شیشی پی لیے کہ اگر اوسکا ایک قطرہ جاندار پر ڈالدین تو ہلاک ہوجاوی اور پہر اونکو کچہہ ضرر نہوا اور امام مستغفری رح نے باسناد صحیح حضرت عمر کے رقعہ سی دریاے نیل کا جاری ہونا نقل کیا ہی جسے زیادہ تفصیل مطلوب ہو وہ دلائل النبوۃ و شواہد النبوۃ و کلام المبین وغیرہ کتب کو دیکہے المختصر جس قدر کرامات کہ صحابہ مین ظاہر ہوئین اور جو جو اونکی بعد تابعین و تبع تابعین سی ظہور مین آئین حد تواتر کو پہنچ گئی ہین کہ اونکا انکار کرنا بے انصاف مکابر کا کام ہے خصوص متاخرین میں حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی کرامات کا تو ایک عالم گواہ ہے اور اونکی بعد آجتک اولیاء اللہ سے جو کرامات ظاہر ہوئی اور ہوتی ہین اونکا بہی ایک جہان نے مشاہدہ کیا ہے اور کرتا ہی پہر انکار کرنا محض تعصب نہین تو اور کیا ہے معتزلہ اور شیعہ نے جب اپنی سلف اور خلف مین کبہی کسیکو اس مرتبہ کا نہ پایا کہ اوسکی کرامات دیکہتی تو سرے کرامات کا

کا انکار کر بیٹھے معتزلہ کی یہہ حجت ہی کہ اگر ولی سے کرامت ظاہر ہو تو اوسمین اور نبی کے معجزہ مین کچھ
فرق نرہی اسکا جواب یہہ ہی کہ ولی دعوی نبوت کا نہین کرتا ہی بلکہ اپنی نبی کی پیروی کا معترف ہوا
کرتا ہی پس گویا یہہ کرامت اوسکی نبی کی حقیقت معجزہ ہی کہ اوسکی صداقت پر دلالت کرتی ہے
بخلاف معجزہ کے کہ وہان دعوی نبوت ہوتا ہی شیعہ بغیر کسی برہان قاطع کے ولایت کا باب
بند کرکے حضرت علی کو خاتم الولایت کہتی ہین ف ولی سی کرامت ظاہر ہونے مین حکمتیں
ہوتی ہین اول یہہ کہ اوسکی نبی کی تصدیق عوام کو حاصل ہو جاوے اور قیامت تک نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا معجزہ اولیاء اللہ کے سبب سی جاری ہی دوم یہہ ہی کہ ولی مبتدی ہی تو اوسکا یقین زیادہ
ہو جاتا اور پہر نہایت رغبت سی عبادتمین مشغول ہوتا ہی اور اگر منتہی ہی تو اوسکی مریدونکے یقین کو
قوت بخشتی ہی ف عام کو کرامت اور استدراج مین تمیز نہین اسلئی بی نماز شراب خوار فاسقونکی
خارق عادات امین دیکہکر انکی مطیع ہو جاتے ہین اور اون خوارق کو کرامت اور اون فاسق کو ولی سمجہتی
ہین اور یہہ نہین جانتے کہ ولی کا درجہ مومن صالح کی بعد ہی یعنی جب مومن صالح ہو لیتا اوسکی بعد ذات و صفات
الہی کا عارف ہوکر لذات ترک کرتا ہی اور عبادتمین ہمہ تن مشغول ہوتا ہی تو جذبہ شوق الہی آدمی بارگاہ
مین کہینچ لیجاتا ہی ب خاصان درگاہ مین شمار کیا جاتا ہی پہر اسوقت اوس سے جو خوارق ظہور مین آوینگی
کرامت ہی اور جو شخص ایسے درجہ کو نہین پہنچا بلکہ فقط مومن صالح ہی تو اوسکی خوارق کرامت
نہین اصطلاح مین پس جو شخص ایسے نہین پہر جو کیسے مومن صالح ہی نہین بلکہ کبائر مین مبتلا ہی او مومن
نہین وہ ہرگز ولی نہین اور اوسکی خوارق تمام شیطانی ہین کرامت نہین بلکہ اسکو استدراج کہتی ہین جیسا کہ
پہلے اسکا ذکر ہو چکا ہی ف اولیاء کے بہت سے اقسام ہین بعض قطب بعض ابدال بعض اوتاد ہین علی ہذا
القیاس اسکی تفصیل اس مختصر مین گنجایش نہین کبہی اولیاء کرامت کی ظاہر کرنیمین اللہ کے محتاج ہیں
جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام معجزہ انکی ظاہر کرنیمین جناب باری کے محتاج ہین جب حکم الہی ہوتا ہی ظاہر
کرنی مین آتی ہے جس وقت چاہین نہین ظاہر کر سکتے اسی وجہ سی کرامت کی ظاہر ہونے پر
ولایت کا دار مدار نہین کیونکہ ہزارہا اولیاء اللہ ایسی ہین کہ اون سی کبہی کرامت ظاہر نہین ہوئی بلکہ بعض

کرامت کے ظہور سے دور ہوجاتی ہین اور یہہ انکی جناب بار کیسی اسرار ہین انکو وہی خوب جانتی ہین واللہ اعلم **ف** اللہ تعالی ملائکہ یا انبیاء علیہم السلام کو وحی یا الہام سے بعض غیب کے چیزین بتلاتا ہی سو یہہ یقینی ہوتے ہین اور اولیاء اللہ کو بھی بعض مغیبات پر کشف یا الہام سے مطلع کر دیتا ہے لیکن یہہ بطور ظن کے ہوتا ہی اور یہہ سب غیب کی جاننی مین اللہ کے محتاج ہوتی ہین جب چاہتا ہی کسیکو انمین سی کسی چیز کے خبر دیتا ہی تب وہ اوسیقدر جانتی ہین اور جب چاہتا ہی انکو انکی پشت پا کی خبر بھی نہین ہونی دیتا چنانچہ بہت سی امور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین جانتے تھی جب جبرئیل علیہ السلام بحکم الہی آکر خبر کرتے تھی تب مطلع ہوتی تھی کیا خوب کہا ہی کسینی ؎ گہی بر طارم اعلی نشینم ✤ گہی بر پشت پای خود نہ بینم ✤ پس ہر وقت ہر چیز کے خبر خاص اللہ کو ہے جانتا ہی اگر کوئے کسی فرشتے یا نبی یا ولی کو یون سمجھی گا مشرک ہوگا اور یہہ شرک فی العلم گنا جاویگا اور اسکی رد مین بہت سے آیات قرآن کی اور بہت سی احادیث صحیحہ ہین طوالت کی خوف سی ترک کرتا ہون **ف** اولیاء اللہ کی دعا اکثر اللہ قبول کر لیتا ہی لیکن وہ جہان مرضی الہی دیکھتی ہین دعا کرتے ہین اور جہان مرضی نہین پاتے یا تو مارے ہیبت الہی کے نام بھی نہین لیتی پس انکے زندگی مین یا بعد مرنے کی انکو حاجت روا اور مستقل نفع وضرر دینے والا سمجھکر انسے حاجات طلب کرنا اور دور دور رہتے انکی نام کی آواز دینا انکی قبرونکی نذر ونیاز کرنا انکی نام کا تہان وجھنڈا یا چبوترہ بناکی پوجنا علی ہذا القیاس بدہی کرنا اس سی اللہ بھی اور اوسکی اولیاء بھی از حد بیزار ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بہت سے منع فرمایا ہے (کوئی ولی کبھی کسی نبی کی رتبہ کو نہین پہنچتا ہی) کس لئے کہ نبی مین اول سب کمالات ولایت جب ثابت ہوجاتی ہین اور وہ خود کامل ہوجاتا ہی تب اوسکی بعد اوسکو اعلی درجہ نبوت کا دوسرونکی تکمیل کی لئی دیا جاتا ہی کہ نہ پہر اوسکو سوء خاتمہ کا ڈر رہتا ہی نہ معزول کیا جاتا ہی اور ولی پہلے ہی درجہ مین ہوتا ہی سو اسکی لئے یہہ سب احتمال باقی رہتی ہین دوسرے جسقدر ولیکو کمالات حاصل ہوتی ہین وہ سب کمالات نبوت سی حاصل ہوتی ہین تیسرے بندونکو اللہ سے جسقدر مراتب قرب ہین ان سب مین سی اعلی درجہ نبوت کا ہوتا ہے نہ اوسدرجہ کو صدیق پہنچتا ہی نہ شہید

ف

ف

[illegible]

نصائح اسی لئی انبیا سب سی زیادہ مقرب اور اونکی نفوس سب سی کامل زیادہ ہوتی ہین
پس جسقدر اولیا ہین اونکی نفوس اس درجہ کی کامل نہین ہین (کوئی عاقل بالغ اسدرجہ
کو نہین پہنچتا کہ احکام شرع کی اوس سی دور ہو جاوین) خواہ کوئی نبی یا
ولی ہو یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہر کسی سی بے عذر شرعی احکام شرع معاف نہین جسطرح اورنپر
فرض واجب ہین اسیطرح ولی و نبی پر ہی کیونکہ جسقدر خطابات تکلیف شرع مین وارد ہین سب
عام ہین کسیکی اوسمین خصوصیت نہین اور سب مجتہد ونکا اسبات پر اتفاق ہی اور یہ آیت دلالت
کرتی ہی کہ ہر شخص موت تک بتکلیف عبادت مکلف رہتا ہی وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ
کہ اپنی رب کی عبادت کر موت آنی تک * اور سب مفسرین متفق ہین کہ یقین سی مراد یہانپر موت
ہی کذا قال ملا قاری نے شرح ملی فقہ اکبر بعض گمراہ لوگ جنکو مباحین کہتی ہین اونہون نے
یہہ قرار دی رکہا ہی کہ جب بندہ صدق دلسی ایمان لاوی اور نہایت محبت الہی اور صفائے
قلب اوسی حاصل ہو جاوی تو اوس سی شرع کی امر و نہی دور ہو جاتی ہین اور ہر گناہ اوسکو مباح
ہو جاتا ہے پہر اوسکی سبب اللہ اوسکو دوزخمین داخل نکریگا اور اون ہین سی بعض لوگ یہہ کہتی
ہین کہ اسدرجہ مین سب عبادات ظاہری اوسکی ذمہ سی دور ہو جاتی ہین فقط تفکر آیات اوسکی
عبادت ہوتی ہے سو یہہ کفر اور گمراہی ہی کیونکہ سب سی محبت الہی اور صفائی قلب اور ایمان
مین انبیا علیہم السلام کامل ہین خصوص جناب سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب
ہر ایک کمال مین اکمل ہین کوئی فرد بشر اونکے برابر نہین سو اونکی لئی تو اور زیادہ تکلیف
شرعی تہی ساقط ہو جانا تو درکنار سب سی الگ خاص آنحضرت پر تہجد فرض تہی کہ شب بیداری
کرتے ہوئی پای مبارک ورم آ گئی تہی اور جو کوئی یون کہتا تہا کہ آپ اسقدر تکلیف کیون
اوٹہاتی ہو تم کو تو اللہ تعالےٰ نے بخشدیا ہی پس آپ اوسکی جواب مین یہہ فرماتے اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا
شَكُوْرًا افسوس ہی کہ ہندوستان مین سالاریہ مداریہ وغیرہ لوگ بہی کرتے ہین نماز روزہ
کو فرض نہین جانتی کبائر کو حلال سمجہتی ہین اور جو کوئی اونسی قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرتا ہے

فصل توبہ کے بیان میں

تو اوس سی کہتی ہین کہ یہہ قرآن تمہارے لئی ہے ہمارا قرآن اور ہی یا ہمارے دس پارے اور ہین سو ایسی لوگ قطعی کافر ہین انکی خوارق دام شیطانی ہین اونسی دور رہنا چاہیی فصل ۱۱

(اللہ تعالی بندے کی توبہ قبول کرلیتا ہی اور استغفار کرنیسی گناہ معاف کردیتا ہے)

توبہ یہہ ہی کہ بندہ اپنی گناہ پر گناہ سمجھکر نادم ہو اور آیندہ اوسکی ترک کا پکا ارادہ کری اور اگر کسی کی حقوق ہین تو ادا کرے پس جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اپنی کرم و فضل سے اسکی گناہ معاف فرماتا ہے جیسا کہ فرماتا ہی وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ یعنی جو کوئی کام کرے بری کہ غیر کو ضرر اوس سی پہنچی یا ظلم کری اپنی جان پر کہ اوس سی غیر کو ضرر نہ پہنچے پھر وہ بخشش مانگی اللہ سی تو پاویگا اللہ کو بخشنے والا مہربان وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ یعنی ای مومنو توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ خالص شتاب ہی کہ رب دور کردی تمہاری گناہ کو تسی الآیہ وقَالَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ یعنے اللہ وہ ہے کہ اپنی بندون کی توبہ قبول کرتا ہی اور گناہ معاف کرتا ہی ابن ماجہ نے روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ گناہ سی توبہ کرنے والا بیگناہ کے برابر ہی المختصر آیات و احادیث و اجماع جمہور مسلمین سی ثابت ہے کہ توبہ جب باشرائطہا کی جاوی تو بندے کی سب گناہ خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ معاف ہو جاتی ہین لیکن بندون کی حقوق اون کی معاف کئی بغیر نہین معاف ہوتی لیکن حالت نزع سی پہلی کے توبہ معتبر ہے چنانچہ اسکی تحقیق پہلی گذرچکی ہی اور جب تک آفتاب مغرب کیطرف سی نکلی تب تک توبہ کا دروازہ بند نہوگا چنانچہ احمد اور ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ توبہ نہین منقطع ہوتی یہانتک کہ مغرب سی آفتاب نکلی پس جب مغرب سے آفتاب نکلی گا اور سب دیکھیگے تو توبہ مقبول نہوگی ۔ انسان کو چاہیی کہ توبہ مین دیر نکرے اور توبہ کر کے پھر ویسی ہی گناہ پر دلیری نکری کیونکہ شاید توبہ نصیب نہو یا توبہ خالص دلسی میسر نہ آوے

ف لغت مین توبہ رجوع کرنیکو کہتی ہین پس اس توبہ کی چند اقسام ہین ایک توبہ
گناہ سی ہوتی ہے کہ گناہ سی نیکی کی طرف رجوع کیا اور یہہ عام توبہ ہی اور ایک غفلت
سی توبہ ہوتی ہی کہ غفلت چھوڑ کر یاد الہی کیطرف رجوع کیا اور یہہ خاص بندوں کی توبہ ہے
اور اسکو اوبہ بھی کہتی ہین اور ایک توبہ ہی غیر اللہ کیطرف خیال اور التفات کرنیسی اور یہہ
اخص الخواص عارفونکی توبہ ہی پس یہہ جو مسلم نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ میری دلمین غین یعنی کچھ کدورت آجاتی ہی تو اس سی مین بہر بہر اللہ سے
سو بار بخشش مانگتا ہون انتہی سو اس توبہ اور استغفار سی یہی اخیر قسم کی توبہ مراد ہی کہ
خیالات بشریہ سی توبہ استغفار کیا کرتے تہی کیونکہ بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کبیرہ اور صغیرہ سی قبل النبوت اور بعد نبوت کی پاک تہی اور کبہی کوئی گناہ حضرت سی
نہین سرزد ہوا اللہ نے انکو معصوم رکہا پس قرآن مجید مین یہہ جو آیا ہی واستغفر لذنبک کہ
اپنی گناہ کی معافی چاہ و لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور تاکہ بخشے
واسطے اللہ تیرے پہلی گناہ اور پچہلی بخشدی سو یہان یہی گناہ سی یہی غین مراد ہی کہ
علو شان کی برخلاف تہا سو اسی لئی حضرت کی لئی گناہ قرار دیا گیا اور اسکو اللہ نے
معاف کردیا اور آیندہ جو بتقاضای بشریت کبہی ہو جاوے تو وہ بہی معاف فرمایا پس قرآن
مین یہان گناہ سی مراد کبائر صغائر نہین جیسا کہ بعض یہود و نصاری اپنی عداوت قلبی سے
یہہ مراد لیتی ہین اور انکو گناہگار قرار دیکر قابل شفاعت نہین سمجہتی ہین کیونکہ اگر گناہ سی یہان
کبائر صغائر مراد ہون تو گویا اللہ تعالی آیندہ گناہ کرنیکی حضرتکو اجازت دیتا ہی کہ پہلی اور پچہلی گناہ ہم
معاف کرنیکا وعدہ کرتا ہی سو یہہ امر رسالت کی بالکل خلاف ہی پس گویا یہود و نصاری لعنہم اللہ

مین عیب ثابت کرتی ہین کہ اوسکو عبث اور لغو کا کرنیوالا کہتی ہین کیونکہ جب رسول خلق کی ہدایت کو بہیجا پہر رسول کو گناہ کرنے پر آمادہ کیا تو اس رسولکا ہدایت کیلئے بہیجنا عبث اور لغو ہوگیا بلکہ لوگ رسولکو دیکہکر اور زیادہ گناہ کرکے گمراہ ہونگی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور اگر علی سبیل فرض المحال انکی لغو بات کو تسلیم کرلیوین تب بہی سر سر کائنات مین کچہہ عیب او نقص نہین کیونکہ اللہ نے جب بندہ کو معاف کردیا صاف ہوگیا پہر اوسکے شفاعت کرنی تو کیا محال ہی ہان اگر معاف بخشا جاوے اور مجرم ہو البتہ اوسکے شفاعت غیر کے عقل کی نزدیک غیر مسلم ہی (**اور دنیا مین سب کے دعائین قبول کرتا اور حاجتین روا فرماتا ہی**) خواہ کافر ہو خواہ مومن دنیا مین اون سبکی دعا قبول کرتا ہی اور تمام مخلوقاتکی حاجات روا کرتا ہی کیونکہ اگر وہ نہ کرے تو پہر کوئی خالق نہ خالق ہی نہ خالق جو اہری کرے کرتا ہو کفار اپنی زعم مین یون جانتی ہین کہ ہم جنکو پوجتی مانگتی ہین وہ ہمارے کام پورے کرتی ہین حالانکہ اونکو اپنی منہ سے مکہی دور کرنیکی بہی قدرت نہین علی ہذا القیاس جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور سے حاجات طلب کرتی ہین وہ اونہین کو حاجات روا جانتی ہین لیکن وہ اللہ ارحم الراحمین کہ جو رب العالمین ہی خود دیتا ہے اور جو مانگتی ہین اوسی قبول کرتا ہی پہر آخرت مین اس شرکا بدلا اونکو دیگا کہ ہم دیتی تہی اور تم غیر سے مانگتی تہی اور کہ غیر دیتی تہی اب دن اور رون تو اگر اونہین کچہہ طاقت ہی پہر آخرت مین خاص مومنین بندونکی دعائین قبول فرماویگا اور اونہین کی حاجات پورے کریگا اور کافرونکو سیدہا دوزخ کو پہنچا دیا جاویگا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ یعنے تم جہنم مین اگر نہایت بیقرار ہی دعا کروگی تو کرو لیکن کافرونکی دعا بہکی ہوئے ہی قبول نہین ہوگی اور اس مضمون کی بہت آیات قرآن مین موجود ہین دعا کرنیکی لئی قرآن مین اللہ فرماتا ہی ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ کہ مجہسی دعا کرو مین قبول کرونگا مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اللہ بندیکی دعا قبول کرتا ہی یہانتک کہ جلدی نکری اور قطع رحم یا گناہ کی دعا نہ مانگے یعنے جلدی نکرنا چاہیی اور قطع رحم اور گناہ کی دعا مانگنی نچاہیی ان صورتون مین دعا قبول کم ہوتی ہے ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہی کہ تمہارا رب بڑا حیا والا اور کریم ہے اوسکو شرم آتی ہی کہ بندہ اوسکی طرف ہاتہہ اٹہاوی اور وہ اوسکی خالی ہاتہہ پہیر دیوے دعا مین قبولیت کی لئے شرطے

فضائل دعا

بات یہہ ہی کہ دلسی مانگی اور قبول ہونیکا بہی اوسوقت یقین کر لیوے کیونکہ اللہ بندی کی آرزو
توڑتا ہے صحیح ترمذی مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت ہی کہ آپنی یون فرمایا ہی اُدْعُوا اللّٰہَ وَ
اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ یعنی تم اللہ سے دعا کرو اوسحال مین کہ تمہین قبول ہوجانیکا یقین ہو جاوی اور
بیدلی کے دعا اللہ قبول نہین کرتا ہے اور جسوقت بیقرار ہوکر مانگتا ہی تو جلدہی قبول کرتا ہی احادیث
مین دعا کرنیکی بہت فوائد اور فضائل آئی ہین بلکہ اسکو عبادتکا مغز فرمایا ہی اگر دعا کی اثر ظاہر
ہونے مین کچہہ دیر ہوا کرے تو بداعتقاد ہوکر دعا مانگنا نہ چہوڑے کیونکہ اوسکی اثر ظاہر نہونیمین کچہہ
کچہہ حکمت ہوتی ہی کہ اوسکو بندہ نہین جانتا ہے اوسکا بدلہ بہی اللہ قیامت مین دیتا ہی اور
کبہی بعض اشخاص کے لئی یون دیر ہوتی ہی کہ وہ اور زیادہ مانگی کہ انجام مین اللہ اوسکو اوسکا مقصد
بہی پورے اور جتنی مدت دعا مانگی ہی وہ اوسکی عبادت مین لکہی جاوی کہ آخرت مین کام
آوی اگر جلدی دیدیتا تو یہہ عبادت اسکی نصیب نہوتی اور یہہ وجہ ہی اچہی بندونکی بعض
دعا مین نہایت دیر کرتا ہی چنانچہ یعقوب علیہ السلام نی چالیس برسکی قریب یوسف علیہ السلام
کے ملاقات کی دعا مانگی پہر اتنی مدت کی بعد اثر ظاہر کیا اور بعض شخصونکی لئی اثر ظاہر کرنے مین
کچہہ امتحان ہوتا ہے غرض بہت سی سبب دیر ہوجایا کرتے مین لیکن بندہ مانگنا نہ چہوڑے
(جو کچہہ بندیکی حق مین بہتر اور اصلح ہو اللہ کو اوسکا کرنا واجب نہین) اگرچہ
وہ اپنی رحیمی اور کریمی سے اکثر بندونکی بہلائی ہی کرتا ہے لیکن یہہ اوسپر ضرور نہین کہ خواہ
مخواہ اوسکو کرے جیسا کہ معتزلہ کہتی ہین ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا نکرتا کیونکہ اوسکو دنیا
اور آخرت مین خسارہ ہی بلکہ اوسکی لئی یہہ بہتر تہا کہ دنیا اور آخرت مین نعمت دیتا حالانکہ
ہزارہا سخت کافر دنیا مین افلاس اور بیماری اور صدہا طرحکی خواری مین بحالت کفر مرگئے
اور دوسرے اوسکا کسی بندہ پر احسان اور امتنان ثابت نہوتا کیونکہ اگر اوسنی کسیکو دین و
دنیا کی نعمتین دین تو اوسچیز کو کیا جو اوسپر واجب تہی سو یہہ کیا احسان ہی تیسرے انجیل بعض
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا احسان برابر ہوتا تو کچہہ زیادہ شکر گذاری حضرت پر نہوتے

فائدہ قبولیت دعا

حکمت تاخیر دعا

مسئلہ اصلح

مناظرہ ابوالحسن و ابو علی جبائی

کیونکہ اوسنی جو دونون کے لئے صلح تہا وہ کیا اور اپنی واجب سی فارغ الذمہ ہوا الغرض اصلح کو اللہ پر واجب کہنی سی اور بہت سی سخت اعتراض لازم آتی ہین کہ معتزلہ اونکی جواب سی بالکل عاجز ہین چنانچہ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے ابی علی جبائی معتزلی سی پوچہا کہ تین بہائی تہی کہ اونمین سی ایک مومن صالح ہوکر اور ایک کافر ہوکر مرا تیسرے نے لڑکپن مین وفات پائی اونکا کیا حال ہوا ابی علی نی کہا مومن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے کو نہ عقاب ہی نہ ثواب ہے ابی حسن نے کہا اگر تیسرا بہائی اللہ سے یہہ کہی کہ مجہی بڑا کرکے مومن صالح بنا کی کیون نہ موت دے کہ مین جنت مین جاتا آرام پاتا کیون کہ اوسکے حق مین تو یہی خوب تہا ابی علی نے جواب دیا کہ اللہ اوسکو یون جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم مین جاتا وہ برا ہوتا تیرے حق مین یہی خوب تہا کہ تجہی لڑکپن مین موت دی ابی حسن نے پہر کہا اگر کافر یون کہی کہ مجہی مومن صالح کرکے کیون نہ مارا کہ جنت مین جاتا یا لڑکپن مین مارا ہوتا کہ دوزخ سی بچتا اوسکی حق مین یہہ بہتر تہا کہ جہنم مین جاوے تو اللہ اوسکا کیا جواب دیگا پس ابی علی جبائی معتزلی کو جواب نہ آیا اور اس سے معتزلہ کے غلطے ہر کس و ناکس پر واضح ہوگئی اور ان کی اس مسئلہ مین حماقت کو کیا دیکہتی ہو جسقدر فریق اہل سنت کی مخالف ہین اونکی حال انسی بہی زیادہ زیادہ کج فہمیان عاقل کو معلوم ہوتی ہین چنانچہ ہر مسئلہ اختلافی مین اس کتاب سی بہی یہہ امر واضح ہوجاویگا اور کیونکہ مخالف کو گمراہ سے نہو کیونکہ حق امر کے بعد گمراہی کے سوا اور کچہہ نہین ہوتا کما قال تعالے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ کیونکہ باہم دو چیز مخالفونمین سے ضرور ایک ناحق پر ہوسکے گی

(اللہ تعالی نے موت کو پیدا کیا ہی جس سے متعلق ہوجاتی ہی اوسکو مردہ بنادیتی ہی) اگرچہ ہر ایک شخص کی نزدیک موت یقینی ہے اور ہر ایک شخص جانتا ہی کہ ایکروز یہانسی جانا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنے ہر ایک موت کا چکہنے والا ہی وَکُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ اور جو زمین پر ہے فنا ہونیوالا ہے لیکن کلام اس مین ہے کہ موت کوئی وجودی چیز ہے کہ جسطرح بخار وغیرہ امراض ہین یا عدمی چیز ہے کہ زندگے کی دور ہونیکو

کہتی ہیں سو اکثر کے نزدیک وجودی ہے اور جسطرح اور مخلوقات الہی ہی یہہ بھی ہی اور دلیل
اوسکی یہہ آیت ہی خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ یعنے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہی موت کو اور حیات کو
اور بعض کہتی ہیں عدمی ہے اور خلق کے معنی ٹہیرا اور اندازہ کیا ہی فقط مرنیکی بعد
میت کی روح اوسکی جسم سی جدا ہو جاتی ہے اور حقیقت مین اس جدائی کا نام موت ہی لیکن جسم
جو بمنزلہ مرکب کی تہا گل سڑ جاتا ہی اور روح کہ جسکو حکما نفس ناطقہ کہتی ہین قائم رہتی ہی سو اسکو
سزا و جزا دیجاتی ہی پس اس امر مین کل متفق ہین چنانچہ ہنود کہتی ہین کہ جو لوگ اس جہان مین
بے بندگی و عبادت یعنی کمالات حاصل کئی بغیر مر جاتی ہین تو وہ پہر کسی اور بدن مین جو اونکی عمل کی
مناسب ہوتا آتی ہین مثلاً اگر بہادر تہا تو شیر کے بدن مین اور بزدل تہا تو خرگوش کی قالب مین
ظہور کرتا ہی علی ہذا القیاس ایک جسم کی بعد دوسرے مین جاتا ہے جب وہ اپنی کمالات حاصل کر چکا
ہی اور کدورتسے صاف ہو جاتا ہی تو پہر عالم قدس مین ملائکہ کی ساتہہ رہتا ہی اور اسکو وہ آواگون
یعنی تناسخ کہتے ہین حکما کہتی ہین کہ مرنیکی بعد جو لوگ کمالات علمیہ و عملیہ حاصل کر چکی ہین
وہ عالم قدس مین جا ملتی ہین اور جنکو کدورات جسمانی یعنی جہالت و بد اخلاقی سی صفائی نہو
تو وہان عذاب پاتی ہین یعنی افسوس و غم کہاتی ہین اور اس کو وہ روحانی دوزخ کہتی ہین اور جسمانی
دوزخ سی اسکو سخت بتلاتی ہین اہل کتاب کی ہان فقط اسقدر ہی کہ جو لوگ گناہون سے
بچتے ہین وہ وہان نجات پاتی ہین ورنہ تکلیف اٹہاتی ہین اور کچہہ مفصلاً احوال نہین البتہ
انجیل و مکاشفات یوحنا مین دوزخ اور جنت اور کچہہ وہان کے عذاب و ثواب کی بہی تصریح
ہی کہ کچہہ ذکر اسکا آگی آویگا لیکن قرآن نے کہ سب کی تکمیل کی لئے بعد مین آیا ہی اس امر عظیم کو
جو کتب سابقہ مین وضاحت و تفصیل سے بیان نہ تہا بیان کر دیا لہذا اہل اسلام کا
یہہ عقیدہ ہی کہ جو لوگ دنیا مین قوت نظریہ و قوت عملیہ مین کامل ہین قوت نظریہ کے
کمال سی یہہ مراد ہی کہ موافق شرع کے اللہ تعالی کے ذات و صفات کو جانتی ہین اور رسولکو
برحق مانتی ہین اور جسقدر چیزون کی رسول نی خبر دی ہی انکو سچا جانتی ہین اور اسکو

ایمان کہتی ہین اور قوت عملیہ کے تکمیل سی یہہ مراد ہے کہ اپنی اخلاق کو درست کرتی ہین
یعنی جو چیزین اللہ تعالی نی رسول کی معرفت منع کی ہین انسی بچتی ہین اور جنکا حکم دیا ہی انکو
بجا لاتی ہین تو وہ لوگ مرکر عالم قدس یعنی **علیین** مین کہ جو برزخ ہے حشر تک رہتی ہین بعد
خراب ہونی اس عالم کی یعنی قیامت کی بعد کہ جب انکو کمال تزکیہ حاصل ہو جاتا ہی عالم قدس کے
اعلی طبقہ مین کہ جسکو **جنت** کہتی ہین جاتے ہین اور وہان ہمیشہ رہین گی اور ہر قسم کے
لذات حاصل کرینگے اور جو لوگ علم و عمل مین ناقص تہی اور نقصان دو طرح پر تہا ایک یہہ
کہ خدا کا کسیکو کسی صفت مین شریک سمجہا یا اسکی کسی صفت کا انکار یا اوسکی رسول یا اوسکے
فرمائی ہوئی بات کو جہوٹہہ سمجہا اور اوسکو **کفر** اور **شرک** کہتی ہین تو وہ ہمیشہ وہان عذاب پاوینگا
اور طرح طرح کے عقوبات اٹہاوینگا اور **سجین** مین کہ طبقہ دوزخ ہے رہیگا اور بعد حشر کے جہنم کے
اگ مین تزکیہ کے واسطے ڈالا جاوینگا جسطرح کہ چیکٹ کو کسی دور کرتے ہین اسطرح اوسکو کرینگی لیکن جو
چیکٹ ہو گیا اوسکو چیکٹ سی صفائی نہوگی سو اسی وجہہ سی یہہ اوگ ہمیشہ جلتی رہینگی قرآن
مین ایک جملہ اسی بیان مین کیا ہے اعجاز رکہتا ہی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا کہ
فلاح پائی جسنی اپنی نفس کو پاک کر لیا اور خسارہ مین رہا جسنے الودہ کیا اوسکو اور دوسرا نقصان یہہ کہ
یا تو علم مین کچہہ نقصان ہوا کہ بعض امور کو برخلاف یقین کر لیا جیسا کہ اہل سنت کی غیر اور فرقہ
اسلامیہ کے بعض بعض معتقدات مین یا عمل مین نقصان کیا کہ خدا کی اوامر و نواہی پر عمل نکیا اخلاق
کو خراب کر لیا تو وہ بہی اوس عالم مین عذاب پاوینگی پہر اون کی نجات کی یہہ صورت ہوگی کہ
جسکا جسقدر نقصان ہی اوسیقدر تکلیف دیکر اوسکا تزکیہ کیا جاوینگا بعض کو عالم برزخ مین صفائے
ہو جاوینگی بعض کو کہ جنکا نفس کدورات سی زیادہ ملوث ہے آگ جہنم سی صفائی ہوگی پہر جب تزکیہ
ہو چکیگا تو عالم **قدس** مین ملجاوینگا یا اللہ تعالے اپنی رحمت خاصہ سی بعض کو نبی علیہ السلام کی شفاعت
سی صاف کر دیگا اور عالم قدس مین ملاویگا یہہ ہر ایک مذہب کا مجمل بیان ہی سوا اکثر
اکثر امور مین اتفاق ہی مگر ہنود کا تناسخ سب کے نزدیک بالاتفاق غلط ہے ہر مذہب الٰہی کے

ان اسکی غلط ہونیکی دلیلین موجود ہین البتہ تفصیل مین باہم اختلاف ہی اور تفصیل ہر ایک
مذہب کے اونکی کتابون مین موجود ہے اور ہمارے اونکی تفصیل اسباب مین اور اسی اونکی ابواب مین
مذکور ہے تنبیہ عالم آخرت کو ہر کوئی آنکھہ سے دیکھہ کر آیا ہی نہین کہ اپنی مشاہدہ کو سند بنالیوے
اسیلئے اسکی دریافت کے دو صورت ہین یا تو حکماء مشائین اپنی عقل کے زور سے بدلیل ثابت
کرین سو اس عالم کا مجملاً احوال تو بلاشک عقل سلیم سے دریافت ہو سکتا ہی لیکن تفصیل سے دریافت
کرنیمین عقل قاصر ہے اور کیون نقاصر ہو حالانکہ اس عالم کے صدہا امور کے تفصیل مین قاصر ہے
جیساکہ مقدمہ کتاب مین بیان ہوا یا حکماء اشراقین اپنی اشراق سے دریافت کرین سو
یہہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ نبی کا نفس اشراق و مکاشفات مین سب نفوس سے
کامل اور مزکے ہوتا ہی اور اوسکی اشراق کے آگی اوروں کا اشراق اسطرح خیرہ ہے
کہ جسطرح ذرہ آفتاب کی روبرو کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو وحی ہوتی ہے کہ خدا تعالی بذریعہ فرشتہ
اونپر مغیبات کو ظاہر فرماتا ہے اور انہین بہی اون کو عیاناً دکھلا دیتا ہے اور اونکو خلق
کے لئی ہادی بناکر بہیجتا ہے اسلئی غلطے نہونی مین آپ آن کا محافظ و حامی ہوتا ہے
نہ اونکی مشاہدات مین غلطی ہونے دیتا ہے نہ حسیات مین بخلاف اور اشراقین کی کہ اونکے
اشراق بلکہ کبہی حسیات مین غلطی ہوجاتی ہے لہذا ایکدوسریکا رای مین مخالف ہوتا ہی
اور یہہ بہی ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہین
بلکہ سب کی امام ہین سو آپ کو عالم آخرت عیاناً بارہا خدا نے دکھلایا ہی ہی اور بذریعہ وحی
خبر بہی دی ہے پس جہان تفصیل عالم آخرت مین باہم اختلاف ہی وہان ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم امام الاشراقین معلم النبیین کی قول کو سند کہینگے
اور سب کے مقابلہ مین غلط مین لیں اب جو کچہ
بیان کی موافق اسعالم کا بیان
کیا جاتا ہے

باب دوم

فصل (مرنیکے بعد قبر مین منکر و نکیر دو فرشتے آکر سوال کرتی ہین کہ رب تیرا کون ہی اور دین تیرا کیا اور نبی تیرا کون ہی پس مومن جواب درست دیتا ہی کہ رب میرا اللہ ہی اور دین میرا اسلام اور نبی میرے محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہ اسکی لئی جنت کیطرف کھڑکے کھولدیتی ہین اور طرح طرحکے خوشبوئین اور ہوائین وہانسی آتی ہین اور کافر و منافق کو جواب نہین آتا پھر وہ نہایت سخت عذاب کرتے ہین)

پس یہہ سب حق ہے کیونکہ یہہ امور سب ممکن ہین عقل سلیم انکو محال نہین جانتی اگر کوئی محال کہی تو دلیل بیان کرے باوجود اسکی مخبر صادق نی کہ جسکے نبوت اور صداقت پہلی ثابت ہوچکی ہے اسکی خبر دی ہے اور نصوص قرآنیہ اس پر دلالت کرتے ہین پس کسکے مخالف کا اللہ اور اسکی رسول کی مقابلہ مین قول معتبر نہین الغرض بعد مرنیکے اعمال کی جزا اور سزا پر سب کا اتفاق ہی قرآن و احادیث اسپر دلالت کرتے ہین اور عقل سی بھی ثابت ہوتا ہے **دلیل عقلی عالم آخرت** پر یہہ ہے کہ سب اہل عقل کی نزدیک یہہ مسلم ہی کہ خدا تعالی عادل ہی اور وصف عدالت اسکو حاصل ہی پس اب ہم کہتی ہین کہ صدہا آدمی ایسے کہ انہون نی وہ برے کام کہ جو سب کے نزدیک مسلم ہین کئے ہین یعنی کفر و شرک بھی کیا ہی اور خدا تعالی مین صدہا عیوب ثابت کئی ہین پھر بندگان خدا پر ظلم بھی کیا ہی باوجود اسکی تمام عمر انکی عیش و آرام سی گذر گئے تو اب اگر انکو کہین اور جاکے سزا اور ان مظلومون کو جزا نہ ملی تو خدا کی عدالت مین معاذ اللہ فرق آوی پس ثابت ہوا کہ بعد مرنیکے جزا و سزا ہی اور یہی مدعا ہی اہل اسلام کی ہان عالم آخرت کی دو طبقی ہین اول بعد مرنے حشر تک دوم قیامت سی ابد الآباد تک سو اول طبقہ کو عالم برزخ دوسری کو عالم حشر کہتے ہین اب ہم وہ آیات ذکر کرتی ہین کہ جنسے عالم برزخ کا ثبوت ہی قال تعالی النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

فصل

وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب

صبح اور شام کنار فرعونی آتش دوزخ کے پیش کیجاتی ہین اور جسدن قیامت ہوگی حکم ہوگا
کہ فرعونیون کو سخت عذاب مین داخل کرو یہان سے معلوم ہوا کہ لوگون کی جزا و سزا اسکے دو درجے
ہین ایک مرنیکے بعد سے قیامت تک کہ جسکو عالم برزخ کہتے ہین اور اس درجہ
مین جزا و سزا پورے پوری نہین ہوتے کیونکہ اس درجہ مین فرعونیون کے لئے آگ کی پیش
کیا جانا فرمایا اور قیامت مین سخت عذاب کی تصریح فرمائی ہے اور دوسرا قیامت سے لیکر
ابدالآباد تک اور اس درجہ کو عالم حشر و نشر کہتے ہین اور اسمین پوری جزا و سزا ہوتے ہی کہ
جس مین اشد العذاب کا لفظ وارد ہے وقال تعالے اغرقوا فادخلوا نارا یعنے
قوم نوح غرق کئے گئے اور جیسی آگ مین داخل کئی گئی + اور زبان عرب مین فا تعقیب کے
لئے آتی ہے اور تراخی نہین چاہتی پس ثابت ہوا کہ ڈوبتے ہی آگ مین داخل کئی گئی بلا تراخی
پس اس سے عالم برزخ ثابت ہوا کیونکہ مرنیکے بعد سے حشر تک کی زمانہ کو عالم برزخ کہتے
ہین اور ابھی حشر نہین ہوچکا کہ حشر کے عذاب پر محمول کیا جاوے وقال تعالے ولا تحسبن
الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون ۝ فرحین بما اتہم
اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم
ولا ہم یحزنون یعنے جو لوگ کہ اللہ کے راہ مین مارے گئے ہین انکو مردہ نگمان کر بلکہ وہ اپنے
رب کے ہان زندہ ہین رزق دیے جاتے ہین خوش ہین اسکے دی ہوئی نعمتون سے
اور جیادل کے خویش و اقارب ابھی اونکی پاس نہین پہنچے مرکے بلکہ زندہ ہین سو اون کے
حال سے اون شہدا کو یہہ خوشی سنائی جاتی ہے کہ ان پر بھی کچھ خوف نہین اور نہ وہ رنج
مین پڑینگے یہان سے بھی ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد انکو یہہ کچھ راحتین ملتی ہین اور جو کہ
انکی خویش و اقارب دنیا مین نیک ہین اون کو وہان اون کے فکر ہے کہ دیکھیے وہ مرکر
کہان جاتی ہین سو اونکی حال سے بھی لوگون کو وہان مژدہ سنایا جاتا ہے کہ وہ بھی مرکر [illegible]

پاس آوینگی اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ اونسی حشر سے پہلے ہی اور یہی مدعا ہی
و قال تعالی قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي
مِنَ الْمُكْرَمِينَ ٥ یعنے جب حبیب نجار کو کفار نے شہید کر دیا تو اونکو حکم ہوا کہ جنت مین داخل ہو
پس جب وہ جنت مین گئی تو اونکو یہہ آرزو ہوئی کہ کاش میرے قوم بہی اسکو جان لیتی کہ مجہی
میرے رب نی بخشدیا اور مکرمین مین مجہے داخل کیا کہ اسکے بعد وہ بہی ایمان لاتے ۔
المختصر یہہ آیات اور انکی اسوای اور آیات سی بہی یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرنیکے بعد نیک اور
بد کو حشر سے پہلی بہی جزار و سزا ملتی ہے اور یہہ امر ظاہر ہے کس لئی کہ روح جو اصل انسان
ہے وہ فانی نہین ہوتا بلکہ بدنسے جدا ہو جاتا ہے جیسا کہ عقل و نقل اسکی شاہد ہین پس اگر
اوسکو حشر و نشر ہی مین جزار و سزا ہوا کرے تو اتنی مدت اوس سی پہلی اوسکو معطل رکہنا اللہ کے
عدالت کے خلاف ہے پس وہ جو بعض شیعہ و بعض معتزلہ یہہ کہتی ہین کہ مرکے آدمی
بمنزلہ جمادات کی ہو جاتا ہے اوسکو سزا و جزا ہونا محال ہے پس اوسکو حشر و نشر ہی مین
جزار و سزا ملیگے اوسکی پہلی نہین سو یہہ قول اُنکے کمال جہالت پر دلالت کرتا ہے
اور عقل و نقل و اجماع جمہور مسلمین بلکہ تمام بنی آدم کے خلاف ہے اور کوئی دلیل
عقلی یا نقلی اسکی لئے نہین ہے لہذا اکثر شیعہ اور معتزلہ ہمارے موافق ہین یہہ
دونون پانچ آدمی کالمعدوم ہین پس تمام امت کا عالم برزخ مین ثواب و عذاب
ہونے پر اتفاق ہے اب مین وہ احادیث نقل کرتا ہون کہ جن سی عالم برزخ کے
ثواب و عقاب کی خوب تشریح ہو جاوی صحیحین مین انس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہی کہ جب مردیکو قبر مین دہرکر اوسکی اہل و عیال پہر لیتی ہین تو وہ اونکی جوتیونکی تہپک سنتا ہی
پہر اوسکی پاس دو فرشتی آتی ہین اور اوسے بٹہلا کر پوچہتی ہین کہ تو ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جانتا
تہا پس اگر مومن ہی تو کہتا ہی کہ یہہ اللہ کے بندی اور رسول ہین پس اوسکو کہتی ہین کہ تو اپنا
دوزخ کا ٹہکانا دیکہہ کہ اسکی بدلی اللہ نے تجہکو جنت مین جا دیدیا ہے تو اوسکو دونون جگہہ نظر آتے ہین اور

اور اگر مردہ منافق یا کافر ہی تو وہ انکی جواب مین کہتا ہی کہ مین کچہ نہین جانتا جو کچہ اور لوگ
اونکو کہتی سنتی تہی مین بہی کہدیا کرتا تہا تب فرشتی کہتی ہین تو نے نہ جانا نہ تابع ہوا پس اوسکو لوہے کے
گرز وسی ایسا مارتی ہین کہ اوسکی چیخ سوای جن و انس کی سب سنتی ہین امام مسلم نے زید
بن ثابت سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار خچر پر سوار ہوکر بنی نجار کے
باغیچی کی پاس سی ہوکر نکلے اور ہم لوگ آپکی ساتہہ تہی کہ یکایک آپکا خچر ایسا بدکا کہ قریب
تہا کہ آپ گر پڑتے پہر دیکہا تو وہان پانچ چہہ قبرین تہین آپ نے پوچہا کہ کوئی ان قبر والون
کو جانتا ہی ایک نی عرض کیا کہ ان مین جانتا ہون آپنی پوچہا کس زمانے کی قبرین ہین
اوسنی عرض کیا کہ یہہ لوگ شرک کے زمانہ مین مرے ہین تب آپ نی فرمایا کہ یہہ قبر والی عذاب
مین مبتلا ہین اگر یہہ خوف نہوتا کہ تم آیندہ مردیکو دفنانا چہوڑ دوگی تو مین اللہ سی دعا کرتا
جو عذاب مین سنتا ہون تمہین سنواتا پہر آپنی ہماری طرف منہ پہیر کے فرمایا پناہ مانگو اللہ سے
عذاب قبر سے ہمنی کہا الہی تیرے پناہ ہی عذاب قبر سے پہر فرمایا پناہ مانگو عذاب قبر سی ہمنی کہا
الہی تیری پناہ ہی عذاب قبر سے فرمایا پناہ مانگو اللہ کے ظاہر اور باطن فتنون سی ہمنی کہا الہی
تیری پناہ ہی ظاہر اور باطن کے فتنہ سے فرمایا پناہ مانگو فتنہ دجال سی ہمنی کہا الہی تیری
پناہ ہی فتنہ دجال سی - ترمذی نی ابوہریرہ رضہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ جب میت کو قبر مین دفناتے ہین تو اوسکی پاس سیاہ رنگ نیلی آنکہونکی دو فرشتے
آتی ہین ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہین وہ مردیسی پوچہتی ہین کہ تو انکو یعنی نبی علیہ
السلام کو کیا کہا کرتا تہا تب وہ کہتا ہے وہ اللہ کی بندی اور اوسکی رسول ہین اشہد ان
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پس وہ کہتی ہین کہ ہمین پہلی
ہی معلوم ہوگیا تہا کہ تو یون کہیگا پہر اوسکی قبر ستر در ستر گز کشادہ ہوجاتی ہی اور اوسکو منور
کیا جاتا ہی پہر اوسکو کہتی ہین کہ اب تو سو جا آرام کر تب وہ کہتا ہی مجہی گہر جانے دو کہ وہان اپنے
اہل و عیال کو بہی اپنی احوال سے خبر کر آؤن پس وہ کہتی ہین کہ سو جسطرح سی دولہا سوتا ہی

کہ سوا اسی دولہن کے اوسی کوی اور نہین جگاتا ہی یہانتک کہ جگا خدا اوسے قبر سے اوٹہاوے
یعنے حشر تک یہان آرام کرا اور اگر مردہ منافق ہے تو جواب مین کہتا ہے جو کچہہ اور لوگ اوسکو کہتی
تہی مینی بہی سنکر وہی کہدیا اب مین کچہہ نہین جانتا تب وہ کہتی ہین ہمکو پہلی ہی معلوم ہوگیا تہا کہ
تو یون کہیگا پس زمین کو حکم ہوتا ہی کہ تو اسکو بہینچ لی تب زمین اسطرح بہینچتی ہی کہ اوسکی
ادہرکی پسلیان اودہر نکل جاتی ہین پس ہمیشہ اوسکو قبر مین عذاب رہتا ہی یہانتک
کہ اللہ تعالے اوسکو اوسکی قبر سے اوٹہاوے + امام احمد اور ابوداود نے براء بن عازب رضہ
سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتی تہی کہ مردہ کے پاس دو فرشتے آتی ہین اوسکو
بٹہلاکر پوچہتی ہین تیرا رب کون ہے پس وہ کہتا ہی میرا رب اللہ ہی پہر کہتے ہین دین تیرا
کیا ہے وہ کہتا ہی دین میرا اسلام ہی پہر کہتی ہین یہہ شخص جو تمہاری پاس آیا تہا (یعنی
نبی علیہ السلام) کون ہی وہ کہتا ہی وہ اللہ کے رسول ہین صلی اللہ علیہ وسلم تب وہ کہتی ہین تونے
کاہی سی جانا وہ کہتا ہے اللہ کے کتاب کو پڑہا اور سچ جانا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی کہا) اللہ کے
اسقول مین جو ثابت رکہتا ہے سو وہ اسی جا ثابت رکہنا مراد ہے يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الآیۃ ثابت رکہتا ہے اللہ مومنونکو سچے قول پر + پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
کہ ایک آواز دینے والا آسمان کی طرف سی یہہ کہتا ہی سچا ہی میرا بندہ اسکی واسطی جنت کا
فرش بچہاو اور اسکو جنت کی کپڑے پہناو اور جنت کیطرف اسکی لئی دروازہ کہولدو پس دروازہ
کہل جاتا ہے وہانسی سرد ہوائین اور خوشبوئین آتی ہین اور جہان تک اوسکی نظر جاتی ہے
وہانتک اوسکی قبر کشادہ ہوجاتی ہے + اسی طرح اس حدیث مین کافر کا حال لکہا ہی کہ
اوسکو جواب نہین آتا ہی اور مومن کی برخلاف سب معاملات اوس سی عمل مین آتی ہین اختصار کے
لئے تمام حدیث کو نقل نکیا ابن ماجہ نے جابر رضہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جب مردہ کو قبر مین رکہتی ہین تو اوسکو آفتاب غروب ہوتا ہوا دکہلائی دیتا ہے
پس بیٹہہ کر آنکہین ملنی لگتا ہی اور کہتا ہے (منکر و نکیر کو) مجہے ذرا چہوڑدو مین نماز پڑہ لون

الغرض اس احوال مین اس کثرت سی احادیث ثابت ہین کہ سب کا مضمون مشترک حد
تواتر کو پہنچگیا ہے ف احادیث مین جزا اور سزا کا مقام علیین و سجین بہی آیا ہی کہ ملائکہ مومنین
کے ارواحکو قبض کرکے جنت کی حریروں مین لپیٹ کر نہایت تعظیم و تکریم سے ساتوین
آسمان تک لیجاتے ہین پہر وہان سے حکم ہوتا ہے کہ علیین مین اسکو لیجاؤ پس وہ جہان ارواح
مومنین کے ارواح ہین وہان آتا ہے وہان کی مومنین اوس سی دنیا مین اپنی اپنی اقارب
کا حال دریافت کرتے ہین اور اوسکی آنی سی نہایت خوش ہوتی ہین کہ جسطرح کوئی کسی
غائب کے آنیسی خوش ہوتا ہے احمد اور نسائی نے اسکو روایت کیا ہی اور شہیدوںکی
جنت مین رہنا بہی ثابت ہوا ہی اور کافر اور منافق کی روحکو فرشتے نہایت شدت کے
ساتہہ قبض کرکے بدبو کی ٹاٹ مین بند کرتے ہین اور آسمان کی طرف لاتی ہین سو وہان
اوسکی لئی آسمانکا دروازہ نہین کہلتا ہی پہر حکم ہوتا ہی کہ اسی سجین مین جہان ارواح
کفار کی ارواح معذب ہین لیجاؤ سو وہان لیجا کر عذاب مین گرفتار کرتے ہین پس مومن
حشر تک علیین مین آرام اُٹہاتی ہین اور کافر حشر تک سجین مین عذاب پاتی ہین پس
ان احادیث مین اور جن مین کہ قبر کے اندر ثواب و عقاب ثابت ہی مطابقت اسطرح ہے
کہ بعد قبض ہونیکی روح آسمان پر جاتی ہے اور وہان سے منکر و نکیر کے سوال و جواب
کے لئے تہوڑی دیر پہر قبر مین بدنسے ایک نوعکا تعلق ہوتا ہے چنانچہ یعاد روحہ
فی جسدہ اس پر دلالت کرتا ہے لیکن یہہ تعلق حیات کے تعلق کی مانند نہین ہوتا
ہے تاکہ کوئی یون شبہہ کرے کہ قبر مین مردہ اُٹہتا بیٹہتا یا حرکت کرتا نہین معلوم ہوتا ہی پس بعد
جواب منکر و نکیر کے علیین مین اوسکی لئی رہنے کا حکم ہوجاتا ہے لیکن قبر سے پہر بہی کچہ
تعلق رہتا ہے کہ جو کوئی وہان جا کر سلام علیک کہتا ہے وہ سن لیتا ہی اور چونکہ اس
جسم سی فی الجملہ اوسکو تعلق رہتا ہے خواہ جسم ریزہ ریزہ ہوجاوی پس اس تعلق کے
سبب اوسکی قبر مین بہی وسعت کیجاتی ہے کہ اوسکو وہان کسی نوع کی تکلیف نہو چنانچہ

جسطرح کوئی امیر کے بالاخانہ مین رہتا ہی لیکن اوسکی نظر کے سامنی کے مکانون
اور زمین کو کہ جہان سے اوسکو تعلق نظری ہے نہایت صاف اور درست رکہتی ہین کیا
دل تنگ نہو دی علی ہذا القیاس حال کافر اور منافق کا ہی بعض علما کہتے ہین ممکن ہے کہ
ہر شخص کا وہان جدا جدا حال ہو بعض قبر مین عذاب و ثواب پاتے ہون اور بعض علیین
اور سجین مین رنج و راحت اوٹہاتی ہون واللہ اعلم - اور ستر یہہ ہے کہ وہ عالم اس عالم
کے بالکل غیر ہے وہانکی کوئی بات اس عالم کی مشابہ نہین پہر من و عن حال وہان کا تقریر
سی کیونکر ادا ہوسکی اور سامع کسطرح اوسکا تصور کرسکے اسی لئی بسبب بیان کرنے مختلف حالات
کی اور مختلف مقامات کی اکثر لوگ شارع کے کلام مین اختلاف سمجہہ بیٹہتی ہین جسطرح کسینی کوئی
شہر بالکل نہین دیکہا اور ایک دیکہنی والا اوسکا حال بیان کری پس اگر وہ ایک امیر کا حال
بیان کری اور اگر وہ کسی مکان و بازار کا اور کسیوقت کسی اور حالکو وہان کے ظاہر کری اگر سامع
نہایت فطین اور ذکی ہوگا تو مقامات کا اختلاف سمجہیگا اوسکی بیانکو مضطرب نکہیگا اسی لیے
صحابہ کو کبہی کسی نوعکا شک پیدا نہوتا تہا اور کم عقل اوسکی بیانمین اختلاف سمجہہ لیگا پس یہہ حال
عام مومنین کا ہی اور شہیدونکو قبل حشر کے بہی جنت مین جاملتی ہی اور اسیطرح جو شخص انکی سے
زیادہ مینہ ہین جسطرح کہ صدیقین اور انبیا ہین یا جسکو اللہ چاہے اوسکو بہی جنت مین مقام ملتا ہی
ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فصل دوسری چند شبہات اور اونکی جواب ذکر کرتا ہون تاکہ کوئی انکی کید
مین اگر انکار نکر بیٹہی اور جہنم مین اپنا ٹہکانا بناوے شبہہ قبر مین کسی قبر کو آجتک ثواب و عذاب کا
کرتی ہین اکثر احادیث مین آیا ہی مبتلا نہین دیکہا کسی کی قبر کے وسعت معلوم ہوگی کہ ستر در ستر کشادہ ہوگئی ہو علی ہذا
القیاس جواب ہم پہلی ثابت کرچکی ہین کہ اصل مین انسان روح ہے اور بدن اوسکے تابع ہی ثواب و عذاب بہی عالم
برزخ مین روح کو ہوتا ہی پس جب کہ وہ شخص ہی نظر نہین آتا تو اوسکی ثواب و عذاب کیونکر نظر آوینگی پس جس قسم کا وہ شخص ہے
اوسی قسم کی اوسکی لئی عذاب و ثواب ہین اور جیسے اوسکی کٹہری یعنی مکان ہی اوسکا فرش ہی اوسی قسم کی اوسکے [illegible] ہین
اوسی قسم کے سانپ بچہو اور درستی ہین لیکن جسطرح کہ روح جسم عنصری نہین اوسکی اسباب ثواب عذاب بہی عنصری نہین اسی واسطی یہ نظر نہین آتی

یہہ جواب تحقیقی ہے اور تمہاری شبہہ کے بنا اس پر ہی کہ تمنی سمجہا کہ جس کو ثواب و عذاب ہوتا ہے
اس خاک کے ڈہیر کو جو اسکا مرکب تہا عرف عام کا اعتبار کرکے سمجہہ لیا اور ایسی قسم کی عنصری قبر
و ثواب تمنی اسکی لئی فرض کئی پہر تمنے جب اسکو اونسی خالی پایا تو تمہین شبہہ ہوا اور بالزامی گفتگو
اسطرح پر ہے کہ خواب مین کوئی شخص تمہاری رو برو کچہہ ثواب عذاب دیکہی یا اپنی جائی نہایت
تنگ دیکہی یا میدان وسیع مین جاوی یا کوئی ہیبت چیز اسکو نظر آوی علی ہذا القیاس سو یہہ
ممکن ہی حالانکہ اوس کا جسم تمہاری رو برو پڑا ہی اوسپر کوئی اثر مرتب نہین ہوتا پہر کیا وجہ
ہی کہ تم اوسکو سچا جانتی ہو اور خواب مین اور اوس عالم مین یون بعید ہی خوابمین روح
جسم سی بدستور متعلق رہتی ہی فقط توجہہ اوسکی ادہر نہین رہتی اوسپر وہ یہہ کچہہ معاملات دیکہتی
ہی اور اون کو تم سچی جانتی ہو پس جب روح جسم سی بالکل الگ ہوگئی اور تب یہان آکر
کچہہ اوس عالم کی حالات گذرنے مین اوسکو تم خلاف عقل اور خلاف مشاہدہ کیون قرار دیتی ہو
پس جسطرح تم خواب مین تنگ اور وسیع مکان مین ہونا مسلم رکہتی ہو اسیطرح اوسکی قبر کی
کشادگی اور تنگی کو مسلم رکہو کیونکہ قبر کے تنگ اور وسیع ہونیسی ہماری یہہ مراد نہین کہ یہہ گڑہا
کہ جسم کو جس مین چہپایا ہی وہ تنگ و وسیع ہوتا ہے بلکہ اوس عالم مین روح پر تنگی یا کشادگی
ہوتی ہی اور اصل قبر اوسکی وہی ہے ان عرف عام مین اس جسم کے اعتبار سی اسگڑہے کو قبر
کہتے ہین شبہہ بعض لوگون کو آگ مین جلا دیتی ہین اور بعض پانی مین غرق ہو جاتے ہین بعض
ہوا مین معلق لٹکتی رہتی ہین علی ہذا القیاس پس انکی لئی قبر نہوگی اور منکر نکیر کا سوال جو آتا
جو خاص قبر مین ہوتا ہی وہ بہی نہوگا جواب ابہی ہم کہہ چکی ہین کہ یہہ گڑہا قبر مراد اصلی نہین
جسکو تم قبر سمجہی ہو بلکہ مراد وہ ہی جو اب بیان ہو چکا پس خواہ کوئی غرق ہو یا جلی یا کوئی جانور
اوسکو کہا جاوی اوسکی روح سی یہہ طور یہہ معاملات برتی جاتی ہین اور وہان ہی منکر نکیر
اوس سی سوال و جواب کر لیتے ہین اور وہان ہی اوسکی روح پر کشادگی و تنگی وغیرہ ثواب و
عذاب ہو سکتی ہین شبہہ جہان مین اکثر دو دو صدہا آدمی کے مرنیکا اتفاق ہوتا ہوگا پہر

کوئی مشرق مین اور کوئی مغرب مین پس سب سی ایک وقت مین دو فرشتے کیونکر سوال
کرتے مین جواب جسطرح عزرائیل علیہ السلام کی بہت سی ملائکہ روح قبض کرنیمین تابع مین
وہ ہر کہین سی روح قبض کرتے مین اسیطرح منکر و نکیر ایک جماعت کا نام ہے اونمین سی دو
فرشتے جا کر ہر جگہہ سوال کر لیتے مین شبہہ حدیث سابق سی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے سواری قبر کے عذاب سی بدکے اور ایک جا آپنی یون فرمایا کہ سوائے جن و انس کے اوسکی
چیخ سب سنتی مین پس کیا وجہہ کہ اشرف المخلوقات کو جو انسان ہی اور اوسکا ادراک سب سے
اور نیز زیادہ ہی نظر نہ آوی اور حیوانات کو معلوم ہو جاوے جواب مخلوقات مین سی جن و انس
پر تکلیف شرعی اور غیب پر ایمان لانا فرض ہی پس اگر انکو بہی یہہ حال معلوم ہوا کرتا
تو کوئی کبہی کسی امر غیر شرعی کا مرتکب نہوتا اور سب کا ایمان اضطراری ہوتا اور ایمان بالغیب جاتا
اور یہہ عالم بالکل خراب ہو جاتا پس اسمین رسولون کا بہیجنا بیکار ہو جاتا سو اللہ تعالے
نی ان سی اوسحال کو مخفی رکہا اور وہ قدیر ہے اوسنی اور چیزونسی اوس پردہ کو اوٹہا دیا اور
ممکن ہی کہ انسان خاص اس عالم کی چیزونکی لئی مدرک ہو لیکن اور چیزین اوس عالم کا بہی
ادراک کرتے ہون - یا یہہ ہو کہ ان مین سی بہی کبہی کسی کو معلوم ہو جاتا ہو کیونکہ کسی حدیث سی
صاف یون نہین معلوم ہوتا کہ اور چیزین ہمیشہ ہر میت کی عذاب و ثواب کو معلوم کرتی ہین
واللہ اعلم پس جو شخص اللہ تعالی کی اور عجائبات قدرت کو جو اس عالم مین موجود ہین بنظر
غور دیکہیگا تو میت کی ساتہہ اوس عالم مین ثواب و عذاب ہونیکو کچہہ بعید نہ سمجہیگا اور جسکو
اللہ تعالی نی دل کی آنکہون سی اندہا پیدا کیا ہی اور مرض شک و انکار مین مبتلا ہی اگر
کسی امر کو بعید سمجہی تو کچہہ بعید نہین ہزارون احمق دنیا مین دنیا کی عجیب و غریب کارخانون
اور کلونکا بہی دیکہی انکار کرتے ہین چنانچہ تار برقی یا ریل کی ہونیسی پہلی اگر عامیون سی اوسکی
کیفیت بیان کرتے ہی تو کبہی یقین نکرتے بلکہ صدہا شکوک اور اعتراض پیش کرتا
اسیطرح بہت لوگ امور دنیا مین بہت دانا ہین لیکن امور آخرت کی نسبت پرلے درجے کے

رحمت میں سے ہر کسی را بہرہ کاری ساختند ف قبر میں میت سے اس قسم کے سوال میں
بہت سی حکمتیں ہیں کہ انکو وہی خوب جانتا ہے ف بعض شخصوں سے قبر میں سوال نہیں
ہوتا ہے چنانچہ طبرانی نے ابی ایوب سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ جو شخص
کافر کی مقابلہ میں ثابت قدم رہی یہاں تک غالب ہو جاوے یا شہادت پاوے وہ قبر میں منکر نکیر کے فتنے
سے محفوظ رہے گا اور امام احمد و ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے نقل کیا ہی کہ جو مسلمان جمعہ کے رات کو یا جمعہ کے دن میں مریگا فتنۂ قبر سے محفوظ رہیگا
بعض علما فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے اور مسلمانوں کی نابالغ لڑکوں سے اور شہیدوں سے
بہی سوال ہوگا الغرض جس سے سوال کرنیکا حکم الہی ہوگا اس سے منکر نکیر سوال کرینگے اور جس کے لئے
حکم نہوگا اس سے سوال ہوگا اسکو بے سوال کے قبر میں ثواب اور راحت و عیش دیا جاویگا واللہ
یختص برحمتہ من یشاء (سب کفار کو اور بعض مومنین گناہگار کو قبر میں عذاب
ہوتا ہی) کل کفار کا قبر میں معذب ہونا احادیث سابقۃ الذکر سے معلوم ہو چکا ہے اور بعض
مومنین گنہگار کو اللہ اپنی رحمت سے بخشدیگا عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا
ہی اور بعض مومنین گنہگار کو گناہ سے قبر میں معذب ہونا ان احادیث سے ثابت ہے بخاری اور مسلم
نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایکبار دو قبروں کی پاس سے
ہو کر گذرے پس فرمانے لگے کہ یہہ دو شخص عذاب میں گرفتار ہیں لیکن اور کچھ بڑے بات کے
سبب سے انکو عذاب نہیں بلکہ ان میں سے ایک چغلی کیا کرتا تہا اور ایک پیشاب سے کم بچتا تہا
پہر آپنے ایک کہجور کے شاخ چیر کر آدہی ایک کی قبر پر گاڑدی اور آدہی دوسرے کی قبر پر پس جب
لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ شاید انکی سبز رہنے تک اللہ انکی عذاب میں تخفیف
کرے اور ظاہر ہے کہ یہہ دو شخص کافر نہی دو وجہ سے ایک یہہ کہ حضرت نے
ان کے عذاب کا سبب یہہ گناہ بیان فرمایا اگر کافر ہوتی تو کفر کے وجہ سے عذاب کرتی اور
ایسی گناہ کا ذکر کرنے محل تہا دوسرے کافر کی لئے بعد مرنیکے آپ تخفیف نہ چاہتی [illegible]

صحیح ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ای مسلمانون پیشاب
سی بچا کرو کیونکہ اکثر عذاب اسکی سبب سی ہوتا ہے ٭ ترمذی نی ابن عباس رضہ سی اونہون نی نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ سورہ تبارک الذی عذاب قبر کو روکتی ہے اور پڑہنی والیکو قبر کی عذاب سے
نجات دیتی ہی ٭ دارمی نی خالد بن معدان سی روایت کیا ہی کہ نجات دینی والی سورہ الم تنزیل کو
پڑہا کرو کیونکہ میں نی سنا ہی کہ ایک شخص بڑا گناہگار اسکو کثرت سے پڑہا کرتا تہا مرنیکی بعد یہہ سورہ بازو پہیلا کر
عذاب روکنی کو اوسپر گر پڑے اور کہنی لگے کہ ای رب یہہ مجہی بہت پڑہتا تہا اسکو بخشدی پس رب نے
اوسکی شفاعت قبول کی اور حکم دیا کہ اس سورہ کی ایک ایک حرف کی بدلی اسکی ایک ایک
گناہ معاف کرو اور ایک ایک اجر دو ٭ ف عالم مثال میں دنیا کی اعمال ایک صورت خاص
میں ظہور کرتے ہیں نیک اعمال حور و قصور و طوبے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اور بد اعمال
سانپ بچہو طوق و زنجیر آگ وغیرہ بنجاتی ہیں اور یہہ بات اللہ کی قدرت سی کچہ بعید نہیں کہ جسنی
معدوم محض کو ایک صورت خاصہ میں ظاہر کردیا پس وہ اعراض کو جواہر بہی بنا سکتا ہی اور جس صورت
میں چاہے کر سکتا ہی ان اللہ علی کل شئ قدیر (اور مومنین کو وہان عیش اور
آرام ہی) مومنین کی لیی عیش و آرام کا ہونا اور ایمانی کا قبر میں پانا ہی پہلی احادیث سی اور
آیات سی ثابت ہوچکا ہے پس جو مومنین کامل ہیں اونکی لئے تو یہہ امر ظاہر ہے اور جو ناقص یعنی
گنہگار ہیں اونکو بہی چاہے گا تو قبر میں نجات و راحت دیگا گو وہ بے توبہ کے مرجاوین ٭
ف قبر میں جن گناہگار مسلمانون کو عذاب ہوتا ہے سو وہ کبہی بقدر اون کے گناہ کے
ہو کر پہر موقوف ہوجاتا ہی اور کبہی چند مدت کی بعد بغیر اسکی کہ بقدر گناہ پورا عذاب ہوا ہو تو
ہی اللہ اپنی فضل سی رہائی کردیتا ہی اور کبہی دنیا کی لوگونکی دعا اور صدقہ و خیرات سی رحم ہوجاتا ہے
بالخصوص جمعہ کی روز تو ہر ہفتہ میں گناہگار کے رہائی ہوجاتی ہی اور اسیطرح رمضان میں بہی رستگاری ہوتی
ہی علی ہذا القیاس یہہ سب جسکی لئی اللہ چاہتا ہی رہا ہوجاتی ہی لیکن کافر کی لئی کوئی چیز نفع نہیں وہ
ہمیشہ برزخ میں اور اوسکی بعد ابد الآباد حشر میں گرفتار عذاب رہیگا اللہم اجرنا من النار

ضغطۂ قبر کے بیان

(ضغطۂ قبر کبھی نیک بندونکو بھی ہوتا ہی) ضغطہ کے سبب اور تنگی گور کے
ہین سو تھوڑی دیر کے گناہ کے سبب یا کسی نعمت کے شکر ادا نکرنے کے سبب بہت تھوڑی دیر کو نیک
کبھی اچھی مردونکو بھی تنگی ہوجاتی ہی پھر اسیوقت دور ہوجاتی ہی چنانچہ امام احمد نے جابر رض
سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کی جنازہ پر تشریف لائی پھر جب جنازہ انکا
انکو قبر مین رکھا اور مٹی برابر کے تو حضرت نے بڑی دیر کھڑے ہو کر تسبیح کی پھر تکبیر کہی اسکا سبب
پوچھا فرمایا اس نیک بندی پر قبر کی تنگی ہوئی تھی پھر اللہ نے کھولدی گویا اسی تسبیح و تکبیر کے
اور نسائی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی نسبت یون
فرمایا تھا کہ اسکی موت سی عرش کو حرکت ہوئی اور آسمانون کے دروازے انکے لیے کھولی گئی
اور ستر ہزار فرشتے انکی جنازہ پر آئی پس انکو بھی تھوڑی دیر تنگی قبر کی معلوم ہوئی تو اور کا کیا
مرتبہ ہی بیہقی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ کسی نے آنحضرت سی سعد بن معاذ
کے ضغطہ کا سبب پوچھا آپنے فرمایا کہ پیشاب سی پاک رہنے مین انسی کچھ کمی ہوجاتی تھی بیہقی نے
عائشہ صدیقہ رض سی روایت کیا ہی کہ مینی حضرت سی عرض کیا کہ جب سی آپنی منکر نکیر کی آواز اور
ضغطۂ قبر کا ذکر کیا ہی میری دلکو چین نہین ہی آپنی فرمایا اے عائشہ منکر نکیر کی آواز مسلمانکے
کان مین ایسی نرم معلوم ہوگی کہ جیسا آنکھہ مین سرمہ اور ضغطۂ قبر ایسا ہوگا کہ جیسا کوئی دردسر کی
شکایت کرے تب اوسکی ماں نہایت مہربانی سی اوسکی سرکو نرم نرم دبائی ف علمانی مسلمانکے
گناہ معاف ہونیکی دس سبب لکھی ہین اول توبہ کرنے سے دوم استغفار سی تیسری نیک اعمال
چوتھی دنیا مین کسی بلا مین گرفتار ہونیسی پانچوین ضغطۂ قبر سے چھٹی مسلمانونکی دعا کرنیسی ساتوین
اس سی کہ مسلمان اسکی طرفسی صدقہ دیوین آٹھوین قیامت کی سختی سی نوین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی شفاعت سی دسوین اس سی معاف ہوتی ہین کہ اللہ آپ رحمت کرکے بخشدیوی
پس ضغطۂ قبر بھی مومن کو اسی سبب سی ہوتا ہے کہ بشریت سی جو کبھی کوئی گناہ ہوگیا ہو
اس سی معاف ہوجاوی۔ بعض کو اللہ ضغطہ سی بھی محفوظ رکھیگا چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ مین

عبداللہ بن سخیر سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو شخص مرض میں قل ہو اللہ احد پڑہیگا فتنۂ قبر اور ضغطۂ قبر سی محفوظ رہیگا اور قیامت کی روز ملائکہ ہاتہوں ہاتہہ اوسی پل صراط سی اتار کر جنت میں لیجاوینگی (زندہ مومنونکی دعا اور صدقہ وغیرہ سے مردہ مومن کو نفع پہنچتا ہے) اگر مردہ مومن عذاب میں مبتلا ہوگا تو اسکو دعا اور خیرات سی یا تخفیف ہوجائیگی یا بالکل معاف ہوجاویگا اور اگر عذاب میں نہیں ہی تو اس دعا اور خیرات سی اوسکی لئی وہان درجات زیادہ ہوجاتی ہین بہر طور اوسکو نفع ہوتا ہے اور قرآن و احادیث و اجماع صحابہ رضہ اسکی لئی دلیل ہی قال تعالے وَالَّذِيْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ اور واسطے اون لوگون کے کہ جو انصار و مہاجرین کے بعد آئی اور کہتی ہین کہ الہی ہمکو بخش اور جو ہمسے پہلے مومن ہین اونکو بخش اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ دعا اموات کو بہی شامل ہی پس اگر اس دعا سی سابقون کو کچہہ نفع نہ ہوتا تو اللہ تعالی اسکو بعد والونکی مدح میں ذکر نفرماتا بلکہ یہہ دعا فعل عبث گنا جاتا۔ اور جنازہ پر نماز پڑہنا حضرت کی عہد سی ابتک جمہور اہل اسلام کی ہان چلا آتا ہی پس اگر میت کو اس سی کچہہ نفع نہین ہی تو گویا ایک فضول امر ہی اور کسطرح سی فضول ہوسکی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت نہایت تاکید فرماتی ہین اور میت کو نفع ہونیکی صراحت کرتے ہین چنانچہ صحیح مسلم میں آنحضرت سی منقول ہے کہ جس میت پر سو مسلمان نماز پڑہین اور اوسکی لئی شفاعت کرین تو اللہ اونکی شفاعت قبول فرماتا ہے اور دوسری جا مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جس میت پر چالیس آدمی جو مشرک نہون نماز پڑہین تو اللہ اونکی شفاعت قبول فرماتا ہے اور طبرانی نی اوسط میں انس رض سی اور انہون نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ میری امت پر اللہ کی بڑی رحمت ہی کہ جو قبر میں گنہگار داخل ہونگی بسبب دعا اور استغفار مسلمانون کی قبر سی بیگناہ ہوکر اوٹہین گے ✦ اور صدقہ کے نافع ہونیمین بہی بہت

سی احادیث وارد ہیں چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ سی روایت ہے کہ ایک شخص نی نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سی سوال کیا کہ میری ماں ناگہاں بی وصیت کئے مرگئی ہی اور مجھی گمان ہے
کہ اگر وہ کچھ بولتی تو وصیت کرتی اب اوسکو ثواب ہوگا اگر میں صدقہ دوں آپ نی فرمایا ہان ہوگا
بخاری نی ابن عباس سی روایت کیا ہی کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی پوچھا
کہ میری ماں بعد فوت ہوگئی ہے پس اگر میں اوسکی طرف سی صدقہ دوں تو اوسی نفع ہوگا آپ نی
فرمایا ہان ہوگا سعد نی کہا اب میں آپکو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ میری ماں کی طرف سی صدقہ ہے
امام احمد اور اصحاب سنن اربع نے سعد بن عبادہ سی روایت کیا ہی کہ میں نی نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے اپنی ماں کی لئے پوچھا کہ اونکو کونسا صدقہ نافع ہے آپ نی فرمایا پانی کا صدقہ نافع ہی پس سعد
نے ایک کنواں کہدوا کر اپنی ماں کے نام سی صدقہ کر دیا طبرانی نے اوسط میں انس سی روایت
کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس گھر والی کسی میت کی طرف سی بعد موت کے
صدقہ دیتی ہیں تو جبرئیل نور کے طباقوں میں لگا کر اوسکی پاس لیجاتی ہیں اور وہ نہایت خوش
ہوتا ہے اور اوسکی ہمسائی کہ جنکی پاس کسینی ہدیہ نہیں بھیجا غمگین ہوتے ہیں بیہقی اور دیلمی نے
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی مردہ قبر میں غریق کے مانند دعا کا منتظر رہتا ہے
پس جب ماں باپ یا دوست خالص کی طرف سی اوسکی دعا پہنچتی ہے تو اوسکو دنیا اور مافیہا
سے محبوب سمجھتا ہی اور بلاشک زندوں کی دعا کو قبر میں پہاڑ کے مانند نیکی اللہ بھیجتا ہی اور زندے
واسطی مردوں کے لئی استغفار تحفہ ہی غرض اور بہت احادیث اس مضمون کے کتب
احادیث میں وارد ہیں کہ اونکو شمار سی باہر کہیں تو بجا ہے اور سلف سی خلف تک کسینی اسکا انکار
نہیں کیا ہے لیکن معتزلہ منکر ہیں اور کہتی ہیں کہ ہر آدمی خاص اپنی اعمال سی نفع و ضرر اوٹھاتا
ہے اور قرآن میں وان لیس للانسان الا ما سعی آیا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے الناس
مجزیون باعمالہم فرمایا ہی جواب آیت کا یہ ہے کہ اول تو یہ آیت ہماری مدعا کے
مخالف ہی نہیں کیونکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جیسے کہ انسان نیت کریگا اوسکی کام سی ویسی ہی جزا

سلہ ترجمہ اور یہ کہ نہیں ہے واسطے آدمی کے مگر جو کچھ کوشش کرے
سلہ ترجمہ آدمی جزا دیئے جاوینگے اپنے اعمال کی ۱۲ مسلم

چینے ملینگے چنانچہ حدیث مین آیا ہے لکل امرء ما نوے یعنی ہر آدمی کو وہی ملتا ہے کہ جسکی وہ نیت
کرتا ہی ثواب کی نیت سے کریگا تو ثواب پاویگا اور نامداری کی لئے کریگا تو اسکا بدلہ وہی دیا جاویگا
پس اس سی یہہ نہین نکلتا کہ دوسرونکے اعمال سے مردکو نفع نہین پہنچتا دوم یہہ جواب ہے
کہ یہان لام تملیک اور استحقاق کے واسطے ہے یعنی انسان کو استحقاق اور تملیک اپنی ہی
اعمال مین ہی پس اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ دوسریکے اعمال سی اسکو نفع نہین پہنچتا
یا لام للانسان مین علی کے معنے مین ہے پس اس آیت سی اور جسقدر آیات و احادیث اسمضمون
کے ہین مثل کلام ہا کسبت رھاینہ تو سب سی یہہ مراد ہے کہ کسی آدمی کو کسیکی بدی نہین پہنچے
کیونکہ یہہ خلاف عدالت ہے پس بدی مین ہر شخص اپنی اپنی اعمال مین سزا پاویگا کسیکا عمل
اور کو ضرر نہ دیگا لیکن نیکی مین یہہ حکم نہین کیونکہ اللہ تعالے کسی مومن کا عمل ضائع نہین کرتا
پس جس شخص نے کسیکے لئی کچھہ نیکی کمائی تو اللہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سی اوس شخص کو بھی
کہ جس کی لئی نیکی کی ہے محروم نہین رکہتا اور اس نیکی کرنیوالیکو بھی اجر دیتا ہے ف
مالی عبادت کی ثواب پہنچنی مین سب اہل سنت متفق ہین ہان بدنی عبادت مین اختلاف ہی
امام شافعی انکار کرتے ہین اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے انہین ادلہ کی عموم سے ثابت کرتے ہین۔
دوسرے اور بہت احادیث انکی لئی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم نی عائشہ رض سی روایت کیا ہی
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جو شخص روزہ اپنی ذمہ پر لے کر مر جاوی تو اوسکی طرفسی کوئی
قرابت دار ادا کر دیوے مسلم نے روایت کیا ہی کہ ایک عورت نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ
پوچھا کہ میرے ماں پر دو مہینے کے روزی واجب تہی اگر اسکی طرفسی مین ادا کر دون آیا کافی
ہوجاوینگی آپنی فرمایا ہان پہر اوسنی کہا کہ میری ماں نی کبھی حج نکیا تہا اگر مین اوسکی طرف سے
کر دون تو اوسکو کافی ہوگا آپنی فرمایا ہان پس روزہ کا بدنی عبادت ہونا تو خود ظاہر ہی لیکن
حج بھی بدنی عبادت ہی کیونکہ جسقدر ارکان حج ہین اون مین کہین روپیہ کی ضرورت نہین
کسیلئے کہ جو قرابتکی طاقت نہین رکہتی مین انکو روزی رکہنی کا حکم ہے روپیہ فقط کعبہ پہنچنی کے

کے لئی شرط ہے اور اسی سبب سی فقیر پر بہی کہ مین پہنچے سی حج واجب ہوجاتا ہی اور اسی سبب
سب اہل کہ یہ فرض ہی پس بدنی عبادت کا نفع پہنچنا میت کو صاف ثابت ہو گیا کسلئی کہ میت پر
کوئی چیز واجب نہین رہتی فقط زندگی مین تکلیف شرعی تہی پس میت کی طرف سی واجب
ادا کرنیکے یہی معنی ہین کہ میت حالت حیات کی واجبات ترک کرنیکے سبب جو ماخوذ تہا اس حرج سے
ادا کرنے سے رہا ہو گیا اور یہی نفع ہے پس جب یہہ ثابت ہوا کہ کل مالی عبادت کا ثواب اور بدنی
مین حج و روزہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو جمیع فقہاء اصحاب پر متفق ہو گئی کہ قرآن کی پڑہنے
اور اعتکاف اور نوافل وغیرہ عبادت بدنیہ کا بہی ثواب میت کو پہنچتا ہی چنانچہ بیہقی نی شعب
الایمان مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی کہ مردی کو
بند کرکے نہ رکہا کرو جلدی لیجایا کرو اور اوسکی سر کیطرف سورۂ بقر کا اول اور اوسکی پاون کی طرف سورۂ
بقر کا اخیر پڑہا کرو اور امام احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ نی معقل بن یسار سی روایت کیا ہی
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ اپنی مردونکی پاس سورۂ یسین پڑہا کرو خلال نی شعبی سے
روایت کیا ہے کہ انصار مین جب کوئی مرجاتا تہا تو اوسکی قبر پر قرآن پڑہا کرتے تہی ابو محمد سمرقندی
نے حضرت علی سی انہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ جو شخص قبرستان مین
جاکر گیارہ بار قل ہو اللہ پڑہکے مردون کی روح کو بخشدے تو اوسکو بہی جسقدر مردے وہان
ہین ثواب ملیگا ابو القاسم سعد بن علی نے ابی ہریرہ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جو شخص قبرستان مین جاکر سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور الہکم التکاثر پڑہکر سب
مردونکی روحکو بخشدے تو تمام مومنین اور مومنات قیامت کو اوسکی شفیع ہونگی عبد العزیز
صاحب خلال نی اپنی سند سی انس سی انہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ
جو شخص قبرستان مین جاکر سورۂ یسین پڑہے مردونکی عذاب میں تخفیف ہوجاویگی اور جسقدر وہان
مردے ہین اوسقدر اوسکو بہی ثواب ملی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نی احیاء العلوم مین امام
احمد بن حنبل سے روایت کیا ہی کہ اگر قبرستان مین جاکر سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور

معنو دین مگر اہل مقابر کے روح کو بخشدی تو انکی روح کو ثواب پہنچیگا - نقل کیا ہی اسکو شاہ عبد
محدث دہلی نے علیہ الرحمہ نے ترجمہ کشف الصدور جلال سیوطی مین واللہ اعلم ف اگر کوئی کافر
کسی کافر مردہ کے لئی دعا کری یا صدقہ دی یا کسی مومن مردہ کی لئی دعا کرے یا صدقہ دی ہرگز
نفع نہ دیگا کیونکہ کافرون کی سب اعمال حبط ہین اور بعد مرنیکی کافر کو تخفیف نہین ہوتی کہ کسیکی
دعا یا صدقہ سی تخفیف ہوجاوی اور اسیطرح اگر مومن کسی کافر مردہ کے لئی دعا کری یا صدقہ دیوے
وہ بہی اوسکو نفع نہ دیگا فقط مومن کی دعا یا صدقہ مومن ہی کو نفع دیتا ہے ف جو لوگ عالم
برزخ مین ہین خواہ وہ ثواب مین ہون خواہ عذاب مین حشر تک وہان ہی رہینگی پس جب عالم فنا
ہوچکیگا اور پہر مردی زندہ ہوکر حساب وکتاب دینگی پس ثواب والون کو جنت مین اور عذاب
والون کو دوزخ مین داخل کردیا جاویگا اور پہر وہان کسیکو فنا نہین چنانچہ تفصیل حشر کے اور
حساب وکتاب کی اور وہان دوزخ جنت مین رہنی کی اور علامت قیامت کی تیسرے باب مین
مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی لیکن یہہ نہین ہے کہ مرکے انسان پہر اسی دنیا مین کسی قالب مین
آجاوی اور وہان اپنی اعمال کی سزا و جزا پاوے جسطرح کہ اکثر ہنود کہتی ہین اور اسکا تناسخ
نام رکہتی ہین کیونکہ یہہ تناسخ قرآن واحادیث اور ادلہ عقلیہ سی کہ جو کتب حکمت مین مذکور ہین
باطل ہی لہذا تمام عقلا اسکو باطل کہتی ہین قال اللہ تعالی وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ
يُبْعَثُونَ یعنی قیامت تک مردون مین ایک حجاب رکہا ہوا ہی کہ اسکی سبب پہر کے
نہین آتے وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ یعنے جس قریہ کو کہ ہمنی ہلاک
کردیا ہی پہر اوسپر پہر آنا حرام ہے اس امر مین احادیث بہی بکثرت وارد ہین اور اہل اسلام
مین سی کوئی فرقہ اس کا قائل بہی نہین ہوا لہذا اسیقدر پر اختصار کرتا ہون اور ادلہ
عقلیہ کا کتب فلسفہ مین حوالہ دیتا ہون جسے دلیل عقلی مطلوب ہو وہان دیکہہ لیوے
کہ اس مختصر مین اونکی ذکر کے گنجائش نہین +

باب سوم

فصل ا قیامت کی علامتون کے جسقدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے
کہ بری کام اور بری لوگ ظاہر ہونگی پہر امام مہدی ظہور کرینگی پہر دجال ظاہر
ہوگا پہر عیسی علیہ السلام آسمانسے اترینگی پہر قوم یاجوج ماجوج ظاہر ہوگی پہر دابۃ
الارض زمین سی اور آفتاب مغرب کیطرف سے نکلیگا سب حق ہے ❊
کس لئی کہ یہہ سب چیزین فی نفسہ ممکن ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی خبر دی ہے
اور پہلی ثابت ہوچکا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب خبرین حق ہوتی ہین پس یہہ بہی
حق ہین اور ممکن ہونا انکا اظہر من الشمس ہی کوئی دلیل انکی محال ہونیکی کسیکی پاس نہین
بلکہ اہل کتاب کی ہان خود یہہ علامت قیامت مذکور ہین چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۹ مین
یاجوج ماجوج کا آنا اور پہر وبا سے اونکا مرجانا اور انکی تیر وکمان سے سات برس تک لوگونکا
ایندہن جلانا صاف مذکور ہے اور مکاشفات یوحنا مین دجال اور دابۃ الارض اور عیسے
علیہ السلام کا نزول آسمان سے مذکور ہی پس انکو محال اور خلاف عقل کہنا یا ان مین شک وشبہ کرنا کمال نادانی
ہی اور سر اسمین یہہ ہی کہ جسطرح ہر عظیم الشان چیز کے فنا یا پیدا ہونیکی لئی اول مین علامات اور آثار
ہوا کرتے ہین سو اس عالم کا فنا ہونا سب سے عظیم الشان امر ہی پس اسطرح اسکی لئی بہی آثار اور
علامات ہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی بطور پیشین گوئی کے خبر دی ہی اور ایک ایک بات
بیان فرمادی ہی جس صحابی کی جسقدر یاد رہین اوسقدر بیان فرمائین جیسا کہ دلالت کرتی
ہی اسپر حدیث حذیفہ رضہ کی کہ آنحضرت نے خطبہ پڑہا اور قیامت تک کی جتنی فتنی ہونگی سب کی
خبر دی جسنی یاد رکہا اوسکو یاد ہین اور جسنے بہلا دیا اوسکو نہ یاد رہا اور کہی اور مین جب کوئی بات دیکہتا
ہی کہ پہلی سی مین اوسکو بہول گیا تہا اسطرح پہچان لیتا ہون کہ جسطرح کوئی کسی غائب کو کہ جب
سامنی آوی پہچان لیتا ہی رواہ البخاری ومسلم اور یہ علامات وآثار دو قسم پر ہین ایک علامات
صغری دوسری علامات کبری علامات صغری کی تفصیل یہہ ہی امام بخاری نے روایت

کیا ہی کہ آنحضرت نی عوف ابن مالک رضی سی فرمایا تہا کہ قیامت سی پہلی یہہ چھہ علامات ہین اول
میری موت پہر بیت المقدس کا فتح ہونا پہر ایک بار عام ہوگی یہہ دو علامت حضرت عمر رضی کے عہد میں
ہو چکین فتح بیت المقدس بہی ہو چکی اور ایک بار بہی ایسی پڑی تہی کہ جب مسلمانوں کا لشکر گاہ عمواس تہا تین دن
مین ستر ہزار آدمی مرگئی پہر زیادہ ہونا مال کا کہ سو دینار کو آدمی حقیر جانیگا یہہ ہوا حضرت عثمان کے عہد مین
جب بہت سے ملک فتح ہوئی پہر ایک فتنہ کہ عرب کی گہر گہر مین داخل ہوگا تو وہ فتنہ عثمان کی قتل کا تہا پہر
ایک صلح ہوگی تم مین اور نصاری مین پہر وہ غدر کرینگی اور اسی نشان کہ ہر نشان کی ساتہہ بارہ ہزار لشکر
ہوگا لیکر تم پر چڑہائی کرینگی بخاری اور مسلم نی روایت انس رضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یون روایت کیا ہی کہ
علامات قیامت یہہ ہین کہ علم اوٹہہ جاویگا جہل زیادہ ہوگا زنا اور شراب خوری کی بڑی کثرت ہوگی عورتین
بہت مرد کم ہونگی یہانتک کہ پچاس عورتونکا کار بار کرنیوالا ایک آدمی ہوگا صحیح مسلم مین جابر رضی سے نقل ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جہوٹی لوگ بہت کثرت سی ہو جاوینگے صحیح بخاری مین ابوہریرہ رضی سی روایت ہی
کہ بڑی بڑی کار نا اہل لوگونکی سپرد کی جاوینگی صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی سی روایت کیا کہ لوگ مصائب و بلا کے
کثرت سے موت کی آرزو کیا کرینگی ترمذی نی ابوہریرہ رضی سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی
شریر لوگ جہاد کی غنیمت کو اپنا حصہ سمجہین گی اور کسیکی امانت کو مال غنیمت سمجہکر دبا بیٹہین گی اور زکوۃ دینی کو
جرمانہ سمجہینگے علم دنیا کی لئی پڑہین گی مرد عورتونکا مطیع ان کا نافرمان ہو جاویگا اور یار کو نزدیک اور باپ کو
دور کر دیگا مسجدون مین شور کرینگی چلاوینگی فاسق لوگ قوم کی سردار ہو جاوینگی اور رذیل لوگ قوم کے
ضامن ہونگی اور بدی کی خوف سی آدمیکی تعظیم کرینگی باجی علانیہ ہو جاوینگی شراب خوری ہوا کریگی امت کے
پہلی لوگونکو پچہلی لوگ لعنت کرینگی پس اسوقت انتظار کرینگے سخت آندہی کا کہ سرخ رنگ کی ہوگی اور
زلزلے اور خسف اور مسخ اور قذف کا اور دیگر علامات اسطرح پے در پے آوینگی کہ جسطرح تاگا ٹوٹکر تسبیح کے
دانی گر پڑتے ہین المختصر سب کا ظہور مین آوینگی ابہی کا سا ہونا جاوینگی۔ اور اوسکی ساتہہ نصاری
تمام ملک مین بادل کی طرح پہیلین گے بعض احادیث سے یون ثابت ہوتا ہے کہ اون
دنون مین سلطان روم کو نصاری سے کی ایک فرقہ کی ساتہہ جنگ پیش آوی گا اور

اور ایک فریق نصاریٰ کے ساتھ موافقت ہوگی مخالف لوگ قسطنطنیہ پر غالب آجاوینگی تب
وہ سلطان شہر چھوڑ کر ملک شام میں آجاویگا اور اس فرقہ موافق کے موافقت میں پھر
اون مخالفین سے جنگ عظیم ہوگے آخر لشکر اسلام غالب آویگا نصاریٰ موافقین میں سے
ایک شخص کہیگا کہ صلیب غالب آئی ایک شخص لشکر اسلام میں سے خفا ہوکر اوسکو ماریگا اور
کہیگا بلکہ دین محمدی غالب آیا پس وہ نصرانی اپنی قوم کو جمع کرینگی اور غدر کرکے اہل اسلام
کی قتل کو آمادہ ہونگی اور بہت سے مسلمان اور سلطان شہید ہوجاوینگی چنانچہ ابوداودنے ذی مخمر
سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم روم سے صلح امن کرکے اپنی مخالفوں سے
جنگ کروگے غنیمت اور امن سے تم ایک سبز جنگل میں کہ وہاں ٹیلے ہیں آوگے پس ایک
نصرانی کہیگا کہ صلیب غالب آئی ایک مسلمان خفا ہوکر اوسکو مار ڈالیگا پھر تمام نصرانی جمع
ہوکر غدر مچاتیں گے اور جنگ کرینگی خدا اس جماعت اسلام کو شہادت دیگا تھی دوسری
جا را ابوداود نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوس وقت ایک
بادشاہ کی مرنیسے اختلاف پڑجاویگا تمام حدیث آگی آتی ہے پس ان احادیث کی ملانیسے یہی
مطلب سمجھا جاتا ہے الحاصل اس جنگ کی بعد نصاریٰ ملک شام پر قبضہ کرینگی اور اون
مخالفین سے ملجاوینگی اور خیبر تک اونکا عمل ہوجاویگا بعد اسکی مسلمانوں میں بھی ہلچل
پڑجاویگی اور گھبراکر بتلاش امام مہدیؑ مدینہ میں آوینگی اور امام مہدی یہہ سمجھکر کہ مبادا مجھی کو
خلیفہ بناویں اور یہہ امر عظیم میرے سپرد کریں مدینہ سے مکہ کو چلے جاوینگے علامت کبریٰ

فصل (امام مہدیؑ کا بیان) واضح ہو کہ مہدی لغت میں ہدایت پانی والی کو
کہتے ہیں سو اس معنی سے بہت سے مہدی ہوچکے ہیں اور بہت سے تا زمانہ مہدی موعود ہو
لیکن یہ وہ مہدی کہ جن کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا وہ ایک شخص خاص ہیں جو دجال موعود
کی وقت میں ظاہر ہونگی اور اوس سے پہلی نصاریٰ سے جنگ کرکے فتحیاب ہوں گی حلیہ
مبارک انکا یہہ ہے قد مائل بدرازی قوی الجثہ رنگ سفید سرخی مائل چہرہ کشادہ ناک باریک

فصل امام مہدی کا بیان

و بلند زبان مین تہ بے لکنت کہ جب کلام کرنے مین تنگ ہونگی تو زانو پر ہاتہہ مارین گی
اور علم آپ کا لدنی ہوگا چالیس برس کی عمر مین ظاہر ہونگی بعد اسکی سات یا آٹہہ برس تک علی اختلاف
الروایت زندہ رہین گی نام آپکا محمد والد کا نام عبداللہ ماں کا نام آمنہ ہوگا جناب امام حسن رض
کی اولاد سی ہونگی مدینہ کے رہنی والی ہونگی یہہ علامات اکثر احادیث مین مذکور ہین چنانچہ
بعض کا ذکر کرتا ہون ترمذی اور ابو داؤد نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے
کہ دنیا تمام نہوگی جبتک کہ میری اہل بیت مین سی ایک شخص عرب کا مالک نہوگا کہ اوسکا نام
میرا نام اور اوسکی باپ کا نام میرے باپکا نام ہوگا پس نام حضرت کا محمد عبداللہ کے بیٹے لقب
مہدی ہوگا یہا نسی رد ہوگیا شیعہ کا کہ وہ کہتی ہین امام مہدی موعود حسن عسکری کی بیٹے ہین
اور مدت سی پیدا ہوچکی کفار کے خوف سی ایک غار مین چہپی بیٹہی ہین کیونکہ امام مہدی کی باپکا
نام عبداللہ ہے نہ حسن عسکری دوم جسکو وہ حسن عسکری کا بیٹا کہتی ہین وہ امام حسین رض کے
اولاد سی تہی مر چکے اور امام مہدی امام حسن کی اولاد سے ہونگی جیسا کہ روایت کیا ہی ابو داؤد
نے علی رض سے کہ انہون نی امام حسن کو فرمایا یہہ میرا بیٹا موافق فرمانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
سید ہے اور اوسکی اولاد سی ایک شخص تمہارے نبی کے مانند اخلاق مین نہ بالکل صورت مین پیدا
ہوگا پہر تمام حدیث نقل کے کہ دنیا کو عدل و انصاف سی بہر دے گا تیسرے امام کے
شان یہہ نہین کہ کفار سی باوجودیکہ مسلمانون کی بہت بڑی بڑی سلطنتین موجود ہون چہپکر
بیٹہہ جاوین اور رد ہوگیا اُس فرقہ کا کہ دکہن مین ابتک موجود ہین اور سید محمد جونپوری کو
امام مہدی موعود قرار دیتی ہین اور جو منکر ہو اوسی کافر کہتی ہین کیونکہ جسقدر علامات امام مہدی کے
ہین اونمین سی کوئی بہی محمد جونپوری مین نہ پائی گئی نہ اون کی عہد مین دجال موجود تہا
نہ نصاری سی مقابلہ ہوا نہ اشاعت دین ہوئی نہ اوس مہینی مین دوبار کسوف و خسوف ہوا
نہ مکہ مین اونسی لوگون نے بیعت کی بلکہ کل علماء مکہ نے اونکی پیرو نکی قتل کا فتوی دیا اور
امراء پر اونکا قتل کرنا واجب ٹہیرایا اسی طرح اور بہت سی اوباشون نی مہدویت کا دعوی

کیا تماف پہلے حدیث مین حضرت نے یون فرمایا کہ عرب کا مالک ہوگا حالانکہ امام مہدی تمام
زمین کی مالک ہونگی اسکی یہہ وجہہ ہے کہ عرب کے تمام ملک اصل مین تابع ہین کیونکہ سب اسلام
یہی ملک ہین پس اسیلئے اسکو ذکر مین خاص کیا ابو داؤد نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما
وجورا یملک سبع سنین کہ مہدی میری اولاد مین سی ہے کشادہ پیشانی بلند بینی بہر دیگا
زمین کو عدل وانصاف سی جیسے کہ بہر گئے تہی جور وظلم سی + المختصر امام مہدی مدینہ سی مکہ مین
آوینگے لوگ اون کو پہچان کر اونسی بیعت کرینگے اور اپنا بادشاہ بناوینگے اور اوسوقت غیب
سی یہہ آواز آویگی هذا خلیفة الله المهدی فاستمعوا له واطیعوا کہ خدا کا خلیفہ مہدی یہہ ہے اسکی بات سنو
اور اطاعت کرو + اور دوسرے علامت یہہ ہوگی کہ اوس سال جو رمضان ہوگا اوس مین
دوبار چاند و سورج کا گہن ہوگا کذا ذکرہ مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ تعالی پس ابدال وعصایب
آکر اونسی بیعت کرینگے اور عرب کی بہت سی فوج انکی مدد کو جمع ہوگی اور کعبہ کے دروازہ کے
آگے جو خزانہ مدفون ہے کہ جسکو تاج الکعبہ کہتی ہین نکالین گے اور مسلمانونکو تقسیم فرماوینگے پس
جب یہہ خبر مسلمانون مین منتشر ہوگئے تو ایک امیر خراسانی کہ جسکی فوج کا سپہ سالار ایک شخص
منصور نامی ہے امام مہدی کی مدد کو آویگا چنانچہ ابو داؤد نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر یعنے ملک خراسان سی ایک شخص حارث حراث کہ جسکے
فوجکی آگے ایک شخص منصور ہوگا محمد کے اہل بیت یعنی امام مہدی کی مدد کو آویگا جیسا کہ قریش
نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مدد کی ہے مدد کریگا ہر مسلمان اوسکی مدد واجب ہے
اور امام احمد اور بیہقی فی دلائل النبوت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت کیا ہی
کہ جب تم سیاہ نشان دیکہو کہ خراسان کی طرف سے آئی ہین تو اونکی طرف متوجہ ہونا کیونکہ اونمین
خدا کا خلیفہ مہدی ہے یہان مہدی سے نائب مہدی مراد ہے پس جو شخص ان کا راہ مین
یہودان یا نصاری مین سے مزاحم ہوگا سب کو صاف کرتے ہوئی امام مہدی کی پاس آوینگی

اور اونہین دنون مین ایک شخص کہ جو دشمن اہل بیت اور بڑا ظالم ہوگا ابوسفیان کی اولاد
مین سے کہ جسکی ننہیال قبیلہ بنو کلب ہوگا دمشق کے اطراف مین حاکم ہوگا وہ امام مہدی کے بہیجے
قتل کے لئے ایک فوج جرار بہیجیگا کہ وہ فوج مکہ اور مدینہ کے درمیان بمقام بیدا زمین مین دہنس جا
ہوجاویگی کل دو شخص باقی رہین گے ایک وہ کہ امام مہدی کو خبر دیگا دوسرا کہ اوس سفیانی کو اطلاع کریگا
باز دیگر وہ سفیانی خود فوج کثیر کریگا سو وہ مغلوب و مقہور ہوگا چنانچہ ابوداود نے ام سلمہ رضہ سے
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک بادشاہ کی مرنیکی اختلاف پڑجائیگا
تو ایک شخص مدینہ کا رہنے والا بہاگ کر مکہ مین آویگا تو اہل مکہ اوسکو اوسکی گہر سے بلاکر جالائینگے
وہ انکار کرتے ہون گے رکن اور مقام کی درمیان بیعت کرینگے اور شام کی فوج اوسپر چڑہائی
کرینگے مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیدا مین زمین مین دہنس جاوینگے جب لوگ یہہ حال
دیکہین گے تو ابدال شام سے اور عصائب عراق سے آکر اون سے بیعت کرینگی پہر ایک
شخص قوم قریش کا کہ جسکی ننہال قبیلہ کلب ہوگا امام مہدی پر فوج بہیجیگا کہ وہ سب مغلوب
ہوجاوینگی اور امام مہدی اور اونکی اتباع غالب آوین گے اور یہہ فوج کلب کہلاوینگے
پس امام مہدی سنت نبویہ پر عمل کرینگے اور زمین پر خوب اسلام پہیلیگا اور سات برس
امام مہدی زندہ رہین گی پہر انتقال کرینگے اور مسلمان انکی جنازہ کی نماز پڑہین گے
القصہ امام مہدی مع لشکر اسلام مکہ سے مدینہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کی زیارت کر
آوینگی پہر وہان سے ملک شام مین دمشق تک پہنچیگی اور نصاری اسی نشان کہ ہر نشانکی نیچی بارہ ہزار
فوج ہوگی لیکر مقابلہ کو آوینگی جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو امام بخاری نے اور دمشق کے قریب والق
یا اعماق مین آٹہیرینگے اور اونکے مقابلہ کو امام مہدی دمشق سی فوج لیکر باہر نکلین گے کہین گے
کہ جن مسلمانون نے ہمارے لوگ پکڑے ہین ان کو ہمارے حوالہ کر دو ہم انہین کو قتل کرینگے
امام مہدی فرما دینگے واللہ ہم ہرگز اپنے بہائیون کو نہ دینگے پس مسلمانون کے تین فریق ہونگے
ایک نصاری کے خوف سے بہاگ جاوینگی ان کے توبہ خدا کبہی قبول نہ فرمائیگا یعنی حالت کفر

میں مرجاوینگی اسلام نصیب نہوگا اور ایک فریق شہید ہوجاویگا اور عنداللہ افضل شہدا کا ہم
پایہ ہویگا اور تیسرا فریق فتح پاویگا اور ہمیشہ فتنہ سے امن میں رہیگا روایت کیا اسکو امام مسلم نے
مگر صحیح مسلم میں بجای شہر دمشق لفظ مدینہ یعنی شہر آیا ہے لیکن اسکو علمار نے دمشق ہی کہا ہے
لہذا اسکو لکھدیا اور تفصیل اس فریق کے فتحیاب ہونیکی نصاری پر جیسا کہ امام مسلم نے بروایت
عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یون ہے کہ امام مہدی جب اس
جماعت سے مقابل ہونگے تو مسلمان یہہ قسم کہائینگے کہ مارینگے یا مرجائینگے شام تک
جنگ رہیگی آخر دونو فریق اپنی اپنی فرودگاہون مین لوٹ جائینگے دوسرے روز پہر بہت
سے لوگ قسم کہا کر امام مہدی کی ہمراہ میدان جنگ مین آئینگے دن بہر لڑتے رہینگے بہت سے
جوانمردی کی داد دیکر شہادت کا پیالہ پیونگے آخر بسبب تاریکی دونون فریق لوٹ جاینگے تیسرے روز
پہر جماعت کثیر اوسی طرح قسم کہا کر میدان جنگ مین آویگی تمام روز کشت وخون رہیگا پہر دونو
فریق آخر شام کیوقت اپنے اپنے خیمون مین جاوینگے چوتہے روز جو کچہہ اہل اسلام باقی رہگئے
ہین امام کی ہمراہ ہوکر میدان جنگ مین آوینگے اور دلیرانہ اسطرح جنگ کرینگے کہ نصاری کے
کشتونکی پشتے لگا دینگے یہانتک کہ اگر آن لاشون پر پرندہ اوڑیگا تو اس سرے سے دوسرے
سرے تک نہ جاسکیگا آخر نصاری کی بڑی شکست ہوگی بہت سے جہنم واصل ہوجاینگے
باقیماندہ سراسیمہ ہوکر بہاگینگے پہر امام مہدی صاحب انعام بیشمار دلاوران اسلام کو
عطا فرماوینگے اور مال غنیمت کو تقسیم کرینگے لیکن لوگونکو اس سبب سے کہ انکی خویش واقارب
بہت سے شہید ہوگئے ہین اوس سے کچہہ خوشی نہوگی یہانتک کہ جس قبیلہ کے سو آدمی ہونگے ایک
باقی رہگیا ہوگا پس وہ کس غنیمت سے خوش ہوگا اور کونسی میراث کو تقسیم کریگا۔ بعد اسکی امام
مہدی رضی بلاد اسلام کا انتظام اور لشکر جمع کرنیکا اہتمام کرکے قسطنطنیہ پر کہ جواب سلطان روم کا
تخت گاہ ہے اور اوسکو اسلامبول بہی کہتے ہین چڑہائی کرینگے تاکہ اون نصاری کو کہ
جنہون نے سلطان کو وہان سے نکالا تہا شکست دیوین اور تفصیل اسکی موافق روایت

ابوہریرہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی جیساکہ روایت کیا ہی اوسکو امام مسلم نے یون ہی کہ جب
امام مہدی معہ فوج کثیر قسطنطنیہ کو آگہیر ینگی لو۲ اولاد اسحاق کی ستر ہزار مسلمان اوسکو گہیر لین گی اور اوسکی
ایک جانب دریا اور دوسری طرف خشکی ہی پس جب وہ اولاد اسحاق آواز لا الہ الا اللہ واللہ اکبر بلند کرینگی
تو دریا کیطرف کی دیوار گر پڑیگی پہر جب دوسری بار تکبیر کہین گی تو خشکی کی طرف کی دیوار گر پڑی گی پس جب تیسری
بار تکبیر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہین گی تو راہ کہلجاویگی اور شہر مین گہس آوینگی اور کفار کو قتل کرینگی اور تلوارونکو درخت
زیتون سے لٹکا کر مال غنیمت تقسیم کرتے ہونگی کہ اتنی مین کوئی پکاریگا کیا بیٹہی ہو دجال تمہارے
گہرون مین آگیا ہی جب اسکی تحقیق کو نکلین گے تو معلوم ہوگا کہ یہہ خبر جہوٹہہ بلکہ آواز شیطانی
تہی پہر جب لشکر اسلام لوٹ کر شام کی طرف آویگا تو دجال نکلیگا۔ الحاصل بعد فتح قسطنطنیہ کے
دجال نکلی گا ایکبار اسکی نکلنی کے جہوٹی خبر مشہور ہوگی تو امام مہدی دس سوار اوسکی
تحقیق کو بطور طلیعہ کے کہ جسکو غلط عام مین ہراوہ کہتی ہین بہیجین گے مسلم نی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ ان سوارون کی اور اون کے باپون کی نام اور اونکی گہوڑون
کے رنگ پہچانتا ہون اور وہ اوس وقت کے سب روی زمین کی سوارون سی افضل ہون گے
پس معلوم ہوگا کہ یہہ خبر غلط ہے ابہی دجال نہین نکلا پس امام مہدی رضہ آہستگی ملک کا
بندوبست کرتے ہوئی شام مین آوین گے پہر دجال نکلی گا **فصل ۳** (دجالکی حالمین)
دجال مشتق ہے دجل سے کہ جسکی معنی لغت مین خلط اور مکر اور تلبیس مین یقال دجل
الحق بالباطل اور کبہی دجل کذب کے معنی مین آتا ہے پس معنی دجال کی لغت مین مکار
اور جہوٹا ہین اس اعتبار سے بہت سی دجال ہون گے یعنی جس مین یہہ صفت پایا گیا
دجال ہی چنانچہ ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین
+ + الحدیث کہ میرے امت مین تیس جہوٹی نبوت کا دعوے کرین گے حالانکہ مین
خاتم النبیین ہون اور ایک روایت مین دجالون کذابون آیا ہے لیکن دجال موعود وہ ایک

فصل ۳ دجال کے بیان مین

شخص خاص ہے قوم یہود سے لقب اوسکا مسیح ہوگا داہنی آنکہ کور ہوگی انگور کے دانہ کی
مانند ناخونہ ہوگا اور بال اوسکی نہایت پیچیدہ حبشیون کے بال کی مانند ایک بڑا گدہا اوسکی سواری
ہوگا اور اوسکی ماتہی کی بیچا بیچ کافر یعنے لفظ ک ف ر لکہا ہوگا کہ جسکو ہر ذی شعور پڑہیگا
اب مین وہ احادیث ذکر کرتا ہون کہ جس مین اوسکی اوصاف مذکور ہین بخاری اور مسلم نے
انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی نسبت
یون فرمایا ہی الا انہ اعور وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیہ
ک ف ر کہ وہ کور چشم ہی اور رب تمہارا کور چشم نہین اور اوسکی دونون آنکہونکے
درمیان ک ف ر لکہا ہے اور ایک روایت مین شیخین نے یون روایت کیا ہے الدجال
اعور عین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ کہ دجال کی داہنے آنکہہ کانی ہے جیسا
کہ انگور کا دانہ او بہرا ہوا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے ایک حدیث طویل
نقل کی ہے او مین دجال کے نسبت یہہ جملہ ہے ثم اذا انا برجل جسیم قطط
اعور العین الحدیث پہر مینے ایک شخص دیکہا کہ جسکے بہت بال پیچیدہ اور آنکہہ
کانی تہی الحدیث اور صحیح مسلم کے ایک حدیث ہی کہ جس مین تمیم داری رضی اللہ
عنہ نے فرمایا ہی کہ مین ایک جزیرہ مین گیا تو وہان دیکہا کہ ایک گنبذ مین ایک شخص
زنجیرون سے جکڑا ہوا ہے ان احادیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد مین بہی موجود تہا اور وہ کسی جزیرہ مین مقید ہے وہان سے نکلیگا پس اول
وہ ملک شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوکر نبوت کا دعوی کریگا اوسکے بعد
اصفہان مین آوے گا اور ستر ہزار یہودی اوسکے تابع ہون گے اور وہان وہ
خدائیکا دعوے کریگا جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے یہہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد سے +
اور اوسکی ساتہہ آگ ہوگی کہ جسکو وہ دوزخ کہے گا اور ایک باغ ہوگا کہ جس کا
نام بہشت رکہی گا اور حقیقت مین جسکو وہ جنت کہیگا وہ دوزخ ہوگا اور جسکو دوزخ

ایسکا جنت کی تاثیر رکھتی ہوگے جیسا کہ روایت کیا ہے اوسکو بخاری اور مسلم نے پس وہ
زمین مین دائین بائین فساد ڈالتا پہریگا اور زمین مین بادل کیطرح پہیل جاویگا اور اوسکے
ظہور سے پہلی بڑا سخت قحط ہوگا پس وہ ایک قوم پاس آوے گا اور اپنی دین کی طرف
بلاوے گا وہ اوسپر ایمان لاوینگی تب بادل کو کہے گا تو وہ برسے گا اور زمین خوب
سبزہ اوگاویگی اور مواشے پہلی سی بہی زیادہ دودہ دیوین گی پہر ایک اور قوم پاس
جاویگا وہ اوسکی دین سے انکار کرین گے تو اون کے سب مواشے مرجاوینگے
اور او جاڑ مین سی خزانہ طلب کریگا پس خزانہ مہال کی مکھیون
کی مانند اوسکے ساتھہ ساتھہ چلے گا جیسا کہ روایت کیا ہے امام مسلم رحمہ اللہ
تعالے نے پہر ایک قوم اعراب سی اکر کہے گا اگر مین تمہاری مردہ اونٹون کو یا
بہائی باپ مردہ کو زندہ کر دون تب بہی مجہے مانوگے وہ کہین گے ہان تب وہ شیاطین
کو حکم کریگا کہ وہ اوسکے اونٹ اور باپ بہائی وغیرہ مردگان کے شکل مین ظاہر
ہوکر نظر آوین گے وہ شخص باپ بہائی ان کو سمجہکر ایمان لاویگا یہہ روایت ہے
مشکوۃ مین ف پہلی ہم ثابت کر چکے ہین کہ کفار کے ہاتہہ بہی خوارق عادات ظاہر ہوا
کرتے ہین کہ انکو استدراج کہتے ہین سو یہہ امور بہی دجال سی بطور استدراج کے ظاہر
ہونگے اور یہہ امور دجال سی خدا تعالے کی ارادہ سی ظاہر ہون گے اور ان افعال کا
حقیقت مین اللہ تعالے فاعل ہوگا لیکن ظہور ان کا دجال کے ہاتہہ پر ہوگا تا بندون کا
امتحان ہو جاتے اور کافر اور مومن اور خالص وبے خالص مین امتیاز ہو جاوے
اللہ کے خالص بندے ایسے افعال کو خاص خدا کا فعل اور بندے کو سبب جانتے
ہین اور بری لوگ اوس سبب کو فاعل حقیقے سمجہکر اوسپر ایمان لاتے ہین اور ان کے
مسخر ہو جاتے ہین الغرض مع لشکر بیشمار ملک مین فتور و فتنہ ڈالتا ہوا ہر جگہہ پہریگا اور جہان
مسلمان محصور رہونگی وہان اونکو اللہ تعالے کی تسبیح وتہلیل روٹی و پانی کا کام دیگا یعنی تسبیح سے

فا

اور بھوک اور پیاس کی دور ہوجاوگی جیسا کہ مروی ہے مشکوٰۃ میں پھر وہیں سے کیطرف اوتیگا لیکن بسبب محافظت ملائکہ کے کہ میں نہ آسکے گا پھر وہان سے مدینہ منورہ کا قصد کریگا اور مدینہ کے قریب احد پہاڑ کے پاس ڈیرہ کریگا اور مدینہ کی اوسوقت سات دروازی ہونگی ہر دروازہ پر دو فرشتہ محافظ ہون گے اس سبب سے دجال اندر نہ جاسکیگا جیسا کہ روایت کیا ہے بخاری نے اما مسلم نے روایت کیا ہی کہ اوسوقت ایک شخص مؤمنین میں سے دجال کی پاس جاویگا (اور ایک روایت میں بخاری مسلم کی یون ہے کہ وہ شخص اوسوقت کی تمام لوگوں اچھا اور بہتر ہوگا اور ترمذی کے روایت سی ثابت ہی کہ وہ جوان ہوگا) پس اوسکو راہ میں دجال کے پہرہ دالی پوچھین گے کہ تو کہان جاتا ہی کہی گا دجال کی پاس جاتا ہون وہ کہین گی کہ تو ہمارے خدا دجال پر ایمان نہین لاتا تب وہ کہیگا کہ خدا کی صفات ظاہر ہین اور اوس مین وہ صفات نہین یہہ دجال کافر ہے پھر آپس مین ایک دوسرے کہی گا کہ اسکو قتل کرڈالو پھر ایک شخص کہیگا کہ ہماری خدا نے اپنی اجازت بغیر قتل سے منع کیا ہی اسکو نہ مارو تب وہ اوسکو دجال کی پاس لاوین گے وہ مومن دجال کو دیکھکر کہیگا اے لوگو یہہ وہی دجال ہے کہ جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہی پس دجال کہیگا کہ اسکا خوب سر کچلو تب وہ اوسکو اسقدر ماریں گے کہ اوسکا پیٹ اور پیٹھ پہول جاویگی تب دجال کہیگا کہ اب بہی مجھپر ایمان نہین لاتا تب وہ کہیگا تو مسیح کذاب ہی تب دجال حکم کریگا کہ اسکو آرے سی چیر کر دو ٹکڑے کر دو پس وہ اوسکی دو ٹکڑے کرنے کہیگا کہ کھڑا ہو تب وہ شخص زندہ ہوجاویگا پھر دجال کہیگا کہ اب بہی مجھپر ایمان نہ لاویگا وہ کہیگا مجھی اب اور زیادہ تیرے دجال ہونیکا یقین ہوگیا اور اب تو میری سزا نہ دی سکیگا پھر دجال خفا ہوکر اوسکی ذبح کا حکم دیگا لیکن ذبح پر قادر نہ ہوگا تب غصہ میں آکر اپنی جہنم کے طرف اوسکو پھینکیگا اور وہ شخص اصل میں جنت کے طرف پہینکا جاویگا اور عند اللہ بڑا درجہ شہادت کا پاویگا بعد اسکی دجال کو پھر کسیکے ساتھ ایسا معاملہ کرنیکی قدرت نہوگی اور وہ جانیگا کہ اب میرا اقبال گیا تب وہان سے شہر دمشق کیطرف کہ جہان امام مہدی علیہ السلام ہون گے روانہ ہوگا امام مہدی صاحب لشکر اسلام کا قلب و میمنہ و میسرہ درست

دجال کا بیان

کرکے اوسکی جنگ کی لیے مستعد ہون گے کہ اتنی مین عصر کیوقت دمشق کے جامع مسجد کی شرقی
کنارہ پر دو فرشتونکی بازو نپر ہاتھ دہرے ہوی عیسی علیہ السلام آسمان سے اوترین گی اور سیڑہی
منگاکر دہان سے نیچی آوین گے فصل (عیسے علیہ السلام کے نزول مین) عیسی علیہ السلام
بنی اسرائیل کے نبی ہین بے باپ کی اللہ تعالی اپنی قدرت کاملہ سی اونکو پیدا کیا ہی وہ شب و روز
دین حق کی پہیلانیمین مصروف تہی اوسوقت کے یہودیون کو اونپر حسد آیا ایک مکان مین اون کو
قتل کی لئے گہیر لیا خدا کی قدرت سے چہت پہٹ گئی عیسی علیہ السلام کو آسمانپر لا لگئی اور ان
مین سی ایک شخص جو اندر آیا تہا وہ عیسیٰ کی شکل مین ہو گیا اوسکو یہودی عیسیٰ سمجہکر پہانسی دیا
قتل کیا پس جب سی حضرت عیسیٰ السلام آسمانپر ہین دجال کے قتل کو دنیا مین آوین گے جیسا کہ دلالت
کرتے ہین اسپر احادیث صحیحہ اور کتاب مکاشفات انجیل سے بہی اون کا آنا ثابت ہی اور تفصیل اوسکی
جیسا کہ مسلم نے روایت کیا ہی یون ہی کہ اوسوقت اللہ تعالی عیسے بن مریم کو بہیجیگا وہ شہر دمشق کے
شرقی سفید منارہ پر زرد حلی پہنی ہوی دو فرشتون کی بازونپر ہاتھ رکہے ہوئی اوترینگی جب
نیچی کرینگی تو پسینہ سی قطرے ٹپکین گی اور جب سر اوٹہا دین گی تو موتیونکی دانون کی مانند قطرے
گرینگی حسن و خوبی مین الحدیث پس جب منارسی سیڑہی لگا کر نیچی آوین گی امام مہدی رضی اللہ عنہ
سے ملاقات کرینگی امام بتواضع پیش آوین گے اور کہین گی ای نبی اللہ امام ہوکر نماز پڑہائیے
تب حضرت عیسی فرماوینگی نہین بلکہ تمہین امامت کرو مین خاص دجال کے قتل کو آیا ہون مسلم کے
ایک روایت سی یون معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی امامت کرینگی اور روایات سی یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ امام مہدیؑ کو اس امت کے تعظیم و تکریم کی لئے امام بناوینگی سو علماء نے اسکی تطبیق یون کے
ہی کہ اول روز تو امام مہدی علیہ السلام نماز پڑہاوینگی تا کہ تکریم امت ہو پہر عیسی علیہ السلام سبب اسکی کہ
نبی ہین واللہ اعلم الغرض بعد نماز کے حضرت امام مہدی کہین گی کہ اب تدبیر جنگ اور انتظام فوج
آپکی رای پر ہے حضرت عیسی فرماوینگی نہین بلکہ تمہین کرو مین تو خاص اوس کافر کے قتل کو
آیا ہون پس صبح کو دجال کے مقابلہ کو لشکر طیار ہوگا حضرت عیسی فرماوین گے کہ میری راہ سے

ایک گھوڑا اور ایک نیزہ لاؤ تاکہ مین اوس کانے سے مقابلہ کرون تب مسلمان دجال کی فوج کی
جہاد کرینگے اور عیسیٰ علیہ السلام اوس کے قتل کو آمادہ ہون گے اور جیسا کہ مسلم کے روایت سی ثابت
ہوتا ہے حضرت عیسیٰ کے دم کی ہوا مین یہہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو وہ ہوا لگ جاوے گی مر جاوے گا
اور پہلا اون کی وہان تک جاوے گی کہ جہانتک اون کی نظر پڑے گی پس وہ دجال کا تعاقب کرینگے
اور باب لد کے پاس اوسی جا گھیر لینگے اور نیزہ سے اوس کو قتل کر کے اوسکا خون لوگون کو
دکھلا دینگے اور اگر اوسکی قتل مین حضرت عیسیٰ جلدی نکرتے تو وہ کافر نمک کی طرح سے خود بخود
گھل جاتا پھر لشکر اسلام دجال کی لشکر کو کہ جو اکثر یہودی ہون گی بہت قتل کریگا یہانتک کہ اگر کوئی یہودی
پتھر یا درخت کی آڑ مین چھپیگا تو وہ بھی بتلاویگا کہ ای مسلمان ای بندہ خدا یہہ یہودی میری آڑ مین
چھپا بیٹھا ہے اسکو قتل کر مگر درخت غرقد نہ بتلاویگا کیونکہ وہ یہود کا درخت ہی کذا رواہ مسلم اور دجال
اس شر و فساد کے ساتھ کل چالیس روز رہیگا کہ جس کا ایک روز ایک برس کی برابر اور ایک روز ایک مہینے
کی برابر اور ایکروز ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام اور ایام کے برابر ہونگے کما رواہ المسلم پس اس حساب سی تخمیناً
ایک برس ڈھائی مہینے تک اوسکا فتنہ و شور رہیگا اور ان ایام مین نماز ایک روز کے کافی نہوگی
مثلاً جو روز کہ ایک برس کے برابر ہوگا اوسمین سال بھر کے نماز اوقات کا حساب لگا کر پڑھنی پڑینگی
جیسا کہ مسلم نے روایت کیا کہ صحابہ نے پوچھا کہ جو روز برس کی برابر ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسما
مین ایکروز کے نماز کفایت کرینگے فرمایا لا اقدروا لہ قدرہ نہین بلکہ اندازہ کرنا اور اسی نماز ونکے
لئے اونکی مقدار ف محققین قائل ہین کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اوس زمانہ مین
اون ایام کو اسقدر درازی دیگا کہ یہی تینون دن ایکدن برس کے برابر اور ایک مہینے کے اور ایک ہفتہ کے برابر ہو جاویگا
اور اسکی حکمت کو وہی خوب جانتا ہی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بعض علماء کہتی ہین کہ مراد یہہ ہے
کہ کثرت غم و شدت قحط سے ایک روز برس کی برابر اور ایک مہینی اور ایک ہفتہ کی مانند معلوم ہوگا
ورنہ دن حقیقت مین سب برابر ہون گے مگر یہہ قول مخالف ہے اس روایت کی کہ جس مین
آنحضرت نے نمازونکی مقدار کا حکم فرمایا کیونکہ اگر حقیقت مین وہ دن ایک دن کے برابر ہوتا

تو ایک دن کے نماز کافی ہونے کے کیا وجہ ہے بعض اس کے جواب مین تاویلات
وتکلفات بے فائدہ کرتے ہین بخوف تطویل نقل نہین کرتا بعض لوگ اسکے قایل
ہین کہ یہہ درازی دجال کے استدراج سے ہوگے گو یہہ ممکن ہی مگر یہہ روایات
چنداں صحیح وقوی نہین ف ابوداؤد نے عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالے
عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جنگ عظیم مین رجوع
نصاریٰ سے ہوگی اور فتح قسطنطنیہ مین کہ جو اہل اسلام فتح کرین گے چھہ برس
کا فاصلہ ہوگا پہر ساتوین برس مین دجال نکلے گا۔ اور ایک روایت مین
بجای چھہ برس کے چھہ مہینے کا فاصلہ آیا ہے مگر اول روایت صحیح زیادہ ہے القصہ
جب دجال اور اوسکی فوج پامال ہو چکی گے تو امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی
علیہ السلام ملک کی سیر کرینگے اور جنکو دجال کی مصیبت پہنچی تہی اونکی درجات جنت
مین بیان فرماوین گی اور تسلی دیوین گے اور اون کے نقصان کا الطاف وعنایات
سی تدارک کرین گے کما رواہ المسلم اور حضرت عیسے علیہ السلام حکم دینگی کہ خنزیر قتل کیے
جاوین اور صلیب کہ جسکو نصاریٰ پوجتی ہین توڑے جاوی اور کسے کافر سی جزیہ نلیا جائے
بلکہ وہ اسلام لاوی کما رواہ البخاری والمسلم پس اوسوقت تمام روے زمین پر دین
اسلام پہیلجاوی گا کفر مٹ جاوے گا جور وظلم جہان سے منعدم ہوگا اور جیسا کہ ابو
داؤد رضہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے حضرت امام مہدی کی خلافت
سات برس ہوگی اور بعض روایات مین آٹھہ بعض مین نو بہی آیا ہے بعد اسکی امام مہدی
رضی اللہ تعالے عنہ دنیا سے تشریف لیجاوین گے حضرت عیسی علیہ السلام اور مسلمان
اونکی نماز پڑہکر دفن کرینگے اس حساب سے کل عمر اونکی سینتالیس یا اٹہتالیس یا
اونچاس برسکی ہوگی بعد اس کی تمام انتظام حضرت عیسی کے اختیار مین ہوگا اور
عالم اچھے حالت پر ہوگا کہ یکایک حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی آوے گی کہ میری بندونکو

کوہ طور کے طرف لیجا نے ایک ایسی قوم نکالی ہی کہ کسیکو اونکی ساہتہ تاب جنگ وطاقت لڑا لے

نہین ہے کما مر واہ الیسلم **فصل ۴ (یاجوج وماجوج کے بیان مین)** واضح ہو کہ یاجوج ماجوج

دو قوم کا نام ہے کہ وہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد مین سی ہین اور اونکو ذوالقرنین نے ایک دیوار

چین کر بند کر دیا تہا علما نی لکہا ہی کہ یاجوج ماجوج شمال کی جانب ایسی جگہہ ہین کہ اونکی شمال کیجانب

دریای شور یعنی سمندر ہے اور چونکہ وہ جا سی اقلیم پنجم یا ششم مین ہی بسبب کثرت سردی کی وہان

سمندر منجمد ہے اور وہری کوئی کشتی یا جہاز نہین آسکتا اور مشرق او مغرب سی دو پہاڑ بلند

جنوب کی طرف دو قوس کیصورت مین آئی ہین مگر کسیقدر گہاٹی باقی تہی وہ لوگ وہانسی آکر

ملک مین خونریزیان کرتے تہی فساد ڈالتی تہی ذوالقرنین نے اون پہاڑون کی بیچ لوہے

کے تختی رکہکر اونکو خوب گرم کیا اور اوپر سی تانبا پلا دیا وہ ایک ذات ہو گئی جب سی اونکی

راہ بند ہے قریب قیامت وہ دیوار ٹوٹ جاویگی اور وہ قوم پہیل پڑیگی چنانچہ تورات او انجیل

مین اسقوم کی خروج کا ذکر ہے جیسا کہ پہلے گذرا **سوال** آجتک یورپ کی کسی سیاح

نے نہ اوسکو دیکہا اور نہ کسے جغرافیہ دان نی اوسکا حال لکہا **جواب** جن جن سیاحون نے

اوسکو دیکہا ہی اور جن جن جغرافیہ والون نی اوسکا حال لکہا ہی اونکی تفصیل کی اس

مختصر مین گنجایش نہین لیکن ہم دفع شبہ کیلئے اسیقدر پر کتفا کرتے ہین کہ امریکہ جسکو نئی دنیا

کہتی کسقدر وسیع ملک ہی لیکن ہزارہا سال سی نہ کسی جہان گشت کو اوسکا پتا ملا تہا اور نہ

کسی جغرافیہ دان کو اوسکا حال معلوم ہوا تہا باوجودیکہ پہلی بہی بڑے بڑے حکیم کامل و دانشمند

ہو گذرے ہین اور اسیطرح اب بہی صدہا جزائر اور صدہا بیابانونکا حال روز بروز معلوم

ہوتا جاتا ہی اور بہت سی جزائر اور بہت سی افریقہ کے بیابانون کا بسبب مشکلات راستون

کے کوئی وہان جا نہین سکتا ابتک اچہی طرح حال معلوم نہین ہوا کہ وہان کیا ہی حال کے

جغرافیون کو دیکہو کہ دن بدن ان مین نئی نئی حالات زیادہ لکہی جاتی ہین چنانچہ بہت سے

نئی باتین جغرافیون مین نہین جو پچہلون مین ہین پس اسیطرح ممکن ہے کہ جنوب کی طرف سے

یاجوج ماجوج کے بیان مین

سوال

جواب

وان بسبب انجماد بحر کے کوئی جہاز نہین جاسکتا ہو اور مشرق و مغرب مین ایک عظیم پہاڑ ہو کہ وہان
جانا مشکل ہو اور جنوب مین بسبب درازی زمانہ کے بہت سا گرد و غبار جمکر وہ دیوار بہی پہاڑ
کے مشابہ ہوگئی ہو اب اگر کوئی جاوی تو مشرق و مغرب و جنوب کی طرف سی وہان جاسکتا ہی
مگر تینون طرف سے سوائی ایسی پہاڑ کے کہ جو آسمان سی باتین کرتا ہی اور کچہہ نہ دکہلائی دیگا
اب وہ اوسکی اندر کا کیا حال بیان کریگا اور اس قسم کی بہت سی پہاڑ موجود ہین ان اگر
حال کی جغرافیہ مین کسیکی ایسی پہاڑ کا ذکر نکیا ہو تو کچہہ پروا نہین اور کچہہ عجب نہین کہ جب
صنایع بدایع اور زیادہ ترقی پر ہون تو کسی منکر کو بہی وہانکا مفصلاً حال معلوم ہو جاوے اور اگر
کسیکو معلوم ہوا ہو تو خبر واحد کو بالخصوص سیاحت کی بارہ مین اگر معاند تسلیم نکریگا تو ہم اوسکو
آنکہہ سی کیونکر دکہلائینگے ۔ امام مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ
تعالی یاجوج و ماجوج کو بہیجیگا وہ ہر بلندی سی اوترتے آوینگی پس اونکی اول جماعت طبریہ کے
تالاب پاس آوگی اور تالاب کا سب پانی پی جاویگی کہ پچہلی جماعت اگر کہیگی کہ پہلی یہان کبہی
پانی تہا یعنی کیچڑ دیکہکر کہین گے پہر وہ جب جبل الخمر کے پاس کہ وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہی آوینگے
تو کہین گی کہ زمین کے سب لوگونکو ہمنی قتل کر ڈالا پہر وہ آسمان کی طرف تیر پہینکین گے اللہ تعالی
اونکی تیرون کو (اونکی آزمایش اور سرکشی کی لئی) خون آلودہ کرکے نیچے بہیجیگا اور حضرت
عیسے علیہ السلام اور اونکی ہمراہی (کوہ طور پر ایک قلعہ مین) محصور ہونگی اور بسبب گرانی غلہ
کے ایک بیل کی سر سے او سو دینار سے بہتر معلوم ہوگی پہر عیسیٰ اور اونکی ہمراہی دعا
مانگی گے تب اللہ تعالی اونکی گردن مین پہوڑا نکالیگا کہ صبح کو سب مری پاوینگی پہر عیسیٰ اور
اونکی ہمراہی پہاڑ سی نیچے اوترینگی تو کوئی جگہہ ایسی نملی گی کہ جہان اونکی بدبو اور گندگی
نہ پہیلی ہو پہر دعا کرینگے تب اللہ تعالی ایسی پرند بہیجیگا کہ اونکی گردنین بختی اونٹ کی گردن کے
مانند ہونگے تب وہ اونکو جہان حکم الہی ہوگا اوٹہاکر پہینکدینگی اور (ترمذی کی روایت مین
آیا ہی کہ اونکی تیر و کمان کو مسلمان سات برس ایندہن بناکر جلائینگی پہر سیب اور لہو و کرنیکو

اللہ تعالی ایسا مینہ برساویگا کہ کوئی گہر یا خیمہ بغیر نہلے نرہیگا اور لکہا ہی کہ یہ مینہ برابر چالیس روز رہیگا) پہر زمین کو صاف کردے گا (اور بسبب اس بارش کی) سے زمین میں نہایت رونق ہوگی اور بڑی برکت ہوجاویگی یہانتک کہ ایک انار کو ایک گہر کے آدمی شکم سیر ہوکر کہاوینگی اور ایک بکری کے دودہ سی ایک گہر کے لوگ سیر ہوجاوینگی۔ المختصر اوس زمانہ مین نہایت برکت ہوگی عداوت وکینہ نرہے گا اور لوگونکو مال کے کچہہ پرواہ نرہیگی یہانتک کہ ایک سجدہ کرنا دنیا وما فیہا سی اچہا جانین گے اگر کوئی کسیکو مال دیگا نلیوی گا رواہ مسلم یہہ خیر و برکت سات برس تک رہیگی پہر عیسے علیہ السلام دنیا سی انتقال کرینگے مشکوۃ مین ابن الجوزی سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عیسی علیہ السلام پینتالیس برس زندہ رہین گے پہر مرجاوینگی اور میری قبر مین دفن ہون گے کہ قیامت کو مین اور عیسی بن مریم اور ابوبکر و عمر کے بیچمین ایک قبر سے اوٹہین گے۔ مگر صحیح مسلم مین یون آیا ہے کہ عیسی علیہ السلام سات برس زندہ رہین گے پس دونون روایتون کے مطابقت یون ہے کہ آسمان سی اگر کل سات برس زندہ رہینگے نکاح کرینگے اولاد ہوگی آخر روضۂ مبارک مین دفن ہون گے اور نزول سی پہلی ادہیڑ پنتیس برس کی عمر ہوگی کہ کل پینتالیس ہوتی ہین اور عیسے علیہ السلام اپنی بعد ایک شخص جہجاہ کو خلیفہ مقرر کرجاوین گے چنانچہ بخاری اور مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے کہ قیامت نہوگی جبتک کہ ایک شخص قحطان کا لوگون کو اپنی غصے سی نہانکے گا یعنی حکومت نکرے گا اور مسلم نے روایت کیاہی کہ دنیا نہ تمام ہوگی جب تک کہ بادشاہ ہولیوے گا ایک شخص کہ جسکو جہجاہ کہین گے۔ المختصر بعد عیسے علیہ السلام کے وہ شخص قحطانی جس کا نام جہجاہ ہے اچہی طرح عدل کے ساتہہ حکومت کرے گا لیکن شر و فساد کفر و الحاد پہر پہیلنا شروع ہوگا اسی طرح دو تین شخص ایکے بعد دیگرے حاکم ہونگے پس جب کفر و الحاد زیادہ پہیل جاویگا تو اوس زمانہ مین ایک مکان مشرق مین اور ایک مکان مغرب مین کہ جہان منکر تقدیر رہتے ہون گی دہس جاویگا اور اوسہین

بیان جہجاہ

جہجاہ

بیان قیامت

ونمیں آسمان سی ایک دہوان نمودار ہوگا کہ مومنین کو زکام سا معلوم ہوگا اور کافرون کو
نہایت تکلیف ہوگی کہ کسیکو ایک دن کی بعد کسی کو دو دن کی بعد کسیکو تین روز کے بعد ہوش آویگا
کسیکو تہی روز اور کل چالیس روز یہہ دہوان رہیگا جیسا کہ قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہے
دُخَانٍ مُّبِینٍ یَغْشَی النَّاسَ کہ دہوان لوگونکو ڈہانک لیگا اور مسلم نے روایت کیا ہی کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قیامت نہوگی جبتک کہ دس علامت نہ دیکہو گے پس ذکر کیا
دہوان اور دجال اور دابۃ الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسے کا نازل
ہونا یاجوج ماجوج کا نکلنا اور تین جگہہ زمین مین خسف ہونا ایک مشرق مین ایک
مغرب مین ایک جزیرۂ عرب مین اور سب سی پیچہے ایک آگ کہ یمن سی نکلی گے اور لوگونکو
محشر کے طرف پہچاویگی ۔ لیکن بخاری نے روایت کیا ہی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالے عنہ فرماتی تہے کہ اس دہوین سے وہ دہوان مراد ہے کہ جب قریش مین حضرت کی بددعا
سی چند سال کا قحط پڑا تہا تو بہوک کے ماری آسمان کے طرف دہوان سا نظر آتا تہا اور سبب
ضعف بصر کے دہندلا دکہائی دیتا تہا واللہ اعلم

فصل (طلوع آفتاب کی بیان مین)

اور انہین دنون مین کہ ذی الحجہ کا مہینہ ہوگا یوم النحر کے بعد رات نہایت دراز ہوگی
یہانتک کہ بچی چلچلا اٹہین گے اور مسافر تنگدل ہوجاوین گے اور مواشی چراگاہ مین
جانے کے لئی نہایت شور کرین گے لیکن صبح نہوگی یہانتک کہ لوگ ہیبت اور قلق
سے بیقرار ہوکر نالہ وزاری کرین گے اور توبہ توبہ پکارین گے جبکہ اس رات کے
درازی تین یا چار رات کے برابر ہوجاوے گی اور لوگ نہایت مضطرب ہون گے تب
قرص آفتاب تہوڑے سی نور کے ساتہ جیسا کہ گہن کے وقت ہوتا ہی مغرب کی جانب
سی طلوع کرے گا اور اتنا بلند ہوکر جتنا چاشت کے وقت ہوتا ہے پہر غروب
ہوجاوے گا اور پہر حسب دستور قدیم مشرق سی طلوع کیا کرے گا
لیکن اس کے بعد کے توبہ قبول نہوگی پس اگر کافر ایمان

کافر ایمان لاویگا یا گناہ گار کسی گناہ سے توبہ کریگا تو یہہ ایمان اور یہہ توبہ قبول نہو گی احادیث
صحیحہ مین یہہ مضمون بکثرت آیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت نہو گی جبتک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کریگا پس جب وہ طلوع کریگا
اور لوگ اوسکو دیکھین گی تو ایمان لاوینگی مگر اوس وقت کا ایمان نفع نہ دیگا اوسکو جو پہلی سے ایمان
نہ لایا تہا اور خیر نہ حاصل کی تہی یعنی جو پہلی سے ایمان نلایا تہا اور جسنی پہلی توبہ نہ کی تہی اوسکو اوس وقت
ایمان لانا نفع نہ دیگا الحدیث مسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب آفتاب غروب ہوا تو فرمایا کہ تو جانتا ہی یہہ کہان جاتا ہی یعنی عرض کیا اللہ اور
اوسکا رسول ہی جانتا ہی فرمایا یہہ جا کر زیر عرش اللہ کو سجدہ کرتا ہے جب حکم ہوتا ہی تو پہر نکلتا ہی
اور قریب ہی کہ یہہ اذن مانگی گا لیکن اسکو اجازت نہو گی بلکہ تو جہان سے آیا وہین جا یہہ حکم ہو گا تب
یہہ مغرب سے طلوع کریگا الحدیث **ف** اس مضمون کی احادیث حد تواتر کو پہنچ گئی ہین پس جو
شخص فلسفیون کی تقلید سے اسکا انکار کریگا کفر کا خوف ہی **سوال** حکما کی نزدیک آفتاب
آسمان کی حرکت سے پہرتا ہی اور آسمانی حرکت مشرق سے مغرب کو ہے پس یہہ محال ہی کہ مغرب
سے مشرق کیطرف ہو **جواب** اس قسم کے ضعیف مسائل فلاسفہ کی چند اصول ضعیفہ پر مبنی
ہین جب اہل حق وارباب تحقیق کی نزدیک وہ اصول کہ جو رجماً بالغیب مقرر کئے ہین ضعیف اور
بے اصل ہین تو ان مسائل کا کیا اعتبار ہی جو ان پر مبنی ہین اونپر اعتماد پر شک یا انکار کرنا محض
نادانی اور تقلید حکما ہے جسکو اس تحقیق پر مطلع ہونیکا شوق ہو وہ علم کلام کی کتب مطولہ مثل
شرح مواقف وغیرہ کی دیکھی **فصل ۶ (دابة الارض کی بیان مین)** مغرب سے
آفتاب طلوع ہونیکی دوسرے روز یہہ حادثہ پیش آوی گا کہ مکہ کے شرقی جانب مین جو ایک پہاڑ ہے
جسکو صفا کہتی ہین زلزلہ آکر شق ہو جاویگا اور ایک جانور کہ جسکی ایسی صورت ہو گی باہر آویگا منہ آدمی کا
پانو اونٹ کی سی گردن وبال گہوڑی کی مانند دم گائی کی طرح سینگ گیندے کی سے ہاتہہ بندر کیطرح
ہونگی اور فصاحت سے کلام کریگا اور اس سی پہلی اوسکی نکلنی کا چرچہ ایکبار یمن اور نجد مین ہے

ہوگا لیکن جلدی سی غائب ہوجاویگا اپکی بار ظہور اچہی طرحسے کریگا اوسکی ایک ہاتہ مین عصائے
موسوی اور دوسری مین انگشتری سلیمانی ہوگے تمام ملک مین پہریگا کوئی مرد و عورت و چارپایہ
اُس سی بہاگ کر نہ جاویگا پس وہ مومن کے ماتہی پراُس عصی سی ایک خط کہینچیگا کہ جس سے
اوسکا تمام چہرہ نورانی ہوجاویگا اور کافر و منافق کے ماتہی پر اوس انگوٹہی سی مہر کردیگا کہ اوسکا
تمام منہ سیاہ ہوجاویگا بعد اسکی ہر مومن و کافر ممتاز اور الگ معلوم ہوگا ف دابۃ الارض کا نکلنا
اور کلام کرنا احادیث و آیات سی ثابت ہی اور یہہ ثبوت بہی حد تواتر کو پہنچ گیا ہی چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہے وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا
بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ یعنی جبکہ واقع ہوگا لوگونپر حکم خدا کا (یعنی قیامت کا وقت قریب پہنچیگا)
اونکی لئی ہم زمین سی ایک جانور نکالین گے کہ کلام کریگا اونسی کہ لوگ اللہ کے آیات پر یقین نہ
لاتی تہی اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تہی
کہ قیامت کی اول علامات مین سی آفتاب کا مغرب سی نکلنا اور دابہ کا چاشت کیوقت لوگونپر
ظاہر ہونا ہی الحدیث اور دوسری جا مسلم نے ابی ہریرہ رضی سی یون روایت کیا ہی کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب قیامت کی تین علامات پائی جاوینگی کسیکا پہر ایمان لانا کہ اوسنی
پہلی نیکی نکی تہی اور ایمان نہ لایا تہا نفع نہ دیگا اور وہ تین علامات یہہ ہین آفتاب کا مغربی
طلوع ہونا دجال کا ظاہر ہونا دابۃ الارض کا نکلنا۔ مگر دابۃ الارض کی صورت مذکورہ اور انگشتری
و عصا کا ثبوت خبر احاد سے ہی پس جب وہ دابہ انگوٹہی سی مہر اور عصا سی خط کرچکیگا
تو پہر غائب ہوجاویگا اور طلوع آفتاب اور خروج دابہ سی نفخ صور مین سو برس کا فاصلہ ہوگا یعنی بعد
طلوع شمس اور بعد نکلنی دابہ کے سو برس کی بعد قیامت آجاویگی فصل (ہوا کی بیان مین)
بعد نکلنی دابہ کے چند عرصہ کی بعد شام کیطرف سی ایک ٹہنڈی ہوا چلیگی پس کوئی اہل ایمان
اور اہل خیر زمین پر نرہیگا سب اوس سی مرجاوینگی یہانتک کہ اگر کوئی پہاڑ کے غار مین جاچہپی گا تو
اوسکو بہی وہ ہوا پہنچی گی اور اوسکو ماریگی پس بعد اسکی بد لوگ کہ جو نیکی و بہلائی نجانین گے

فصل
ہوا کی بیان
میں

باقی رہجاویگی الحدیث رواہ مسلم **فصل ۸ (حبشہ کے بیان مین)** بعد اسکے حبشہ کے
کفار کا غلبہ ہوگا اور تمام ملک مین اونکی سلطنت ہوجاویگی اور وہ حبشی خانہ کعبہ کو گرا دینگے اور
اوسکی تہجی سے خزانہ نکالینگے پس اوسوقت مین ظلم وفساد پہیلیگا چوپایون کے طرح لوگ کوچہ وبازار
مان بہن سے جماع کیا کرینگے قرآن کاغذون سے اوٹہہ جاویگا کوئی اہل ایمان دنیا پر نرہیگا اور ملک حبشہ
ظلم سے بہر اوجاڑ ہوجاوینگے قحط و وبا کا ظہور ہوگا ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لا یستخرج کنز الکعبۃ الا ذو السویقتین من
الحبشۃ کہ کعبہ کا خزانہ چہوٹے پنڈلیون والا حبشی نکالیگا **ف** کعبہ کو جو دار امن فرمایا
ہے اور وہان خاص اللہ کے عبادت ہوگے سو یہہ قبل ان علامات قیامت کے ہی مطلقاً
پس نہ منافی ہوئی اس امر کو یہہ حدیث جو گذری آور وہ حدیث کہ روایت کیا ہے اوسکو مسلم
نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قیامت نہوگی جبتک
کہ پہر لات وعزے نہ پوجا جاوی عائشہ رض نے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہہ دین سب پر غالب
رہیگا پہر کیونکر یہہ ہوگا پہر حضرت نے فرمایا کہ یہہ ایک زمانہ معین تک رہیگا آخر ایک ہوا
ہوا چلیگی کہ جس سے سب مومن مرجاوینگے پہر برے لوگ باقی رہینگے اور اپنی باپ دادا
کی دین مین ہوجاوینگی ۔ اور وہ حدیث بخاری ومسلم کے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی کہ قیامت نہوگی
جبتک کہ دوس کے عورتین اپنی بت جاہلیۃ ذی الخلصہ کی گرد نہ پہرینگی یعنی اوسکی عبادت
نکرینگے بعد اسکی ملک شام مین کچہہ ارزانی وامن ہوگا تب لوگ تجارت واہل حرفہ وغیرہ گہربار
چہوڑ کر اونٹون اور دیگر سواریون پر سوار ہوکر وہان جاوینگی یہانتک لوگونکی کثرت ہوگی کہ ایک اونٹ
دو کسی پر تین کسے پر چار کسی پر پانچ شخص تک سوار ہونگے **فصل ۹ (آتش کی بیان مین)**
بعد چند مدت کی جنوبکی طرف سے ایک آگ اوٹہی گی اور لوگونکو گہیر کر جہان کہ بعد مرنے کے
حشر ہوگا یعنی ملک شام کے طرف لاویگی جب شام کیوقت لوگ ٹہیر جایا کرینگے آگ بہی ٹہیر جاویگی
پہر جب آفتاب بلند ہوگا وہ آگ اونکی پیچہی چلیگے جب لوگ شام کی ملک مین پہنچ جاوینگے تو وہ

اگ غائب ہوجاویگی چنانچہ مسلم نے حذیفہ بن اسید غفاری رضی سی انہوں نی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سی دس علامات قیامت روایت کئی ہین اونمین آخر یہہ ہی نار تخرج من الیمن تطرد الناس
الی محشرھم کہ ایک اگ یمن سی کہ جنوب مین واقع ہے نکلی سگے لوگونکو محشر کیطرف کرو ملک
شام ہی ہانک کرلے جاویگی اسکی بعد پانچ چار برس تک پہر لوگونکو خوب عیش و آرام میسر ہوگا
اور شیطان آدمی کیصورت مین اکر کہیگا تمکو حیا نہین آتی وہ کہین گے اب تو کیا کہتا ہی تب
وہ کہیگا بتون کی عبادت کرو تب لوگ بتون کے عبادت کرینگی اسمین انکو روزی کے
فراخی اور فراخ دستی حاصل ہوگی جیساکہ روایت کیا اسکو مسلم نے الغرض جب دنیا پر
کوئی اللہ اللہ کہنی والا باقی نرہے گا جیساکہ روایت کیا اسکو مسلم نے تب صور پہونکی گا قیامت
ہوجاویگی الحاصل لوگ اوسوقت عیش و آرام مین ہونگی کوئی کسی کام مین کوئی کسی مین مصروف
ہوگا کہ یکایک جمعہ کو کہ روز عاشورا ہوگا علی الصباح لوگون کی کان مین ایک باریک آواز
آویگی لوگ متحیر ہون گی کہ یہہ کیا ہی تب رفتہ رفتہ وہ آواز بلند ہوتی جاویگی یہانتک کہ کڑک
رعد کی برابر ہوگی اور لوگ ہول کے ماری باہر جاوین گے اور باہر کی جانور بند آوینگی جب اس
بہی زیادہ ہوگی تب لوگ مرنی شروع ہونگی کہ تفصیل اسکی آتی ہے ف آنحضرت سی ظہور مہدی
تک جو علامات ظاہر ہونگی اونکو صغرے اور امام مہدی سی نفخ صور تک جو ظاہر ہونگی انکو
کبرے کہتی ہین اور ابتدا قیامت کا نفخ صور ہے اور نفخ ثانی سی لیکر کل انتہا کو عالم حشر اور عالم
آخرت بہی کہتی ہین **فصل (بعد ان سب علامات کی صور پہونکیگا اس**
سی کل عالم فنا ہوجاویگا) صور ایک چیز ہے بگل کے مانند ہی میکائیل علیہ السلام اسکو
منہ سے بجاوین گی اوسکی آواز کے شدت سی ہر چیز فنا ہوجاویگی چنانچہ ابوداود اور ترمذی نی
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ صور ایک سینگ سا ہی کہ اوس مین پہونک
ماری جاویگی صحیح مسلم مین آیا ہے کہ اول صور کے آواز ایک شخص کی کان مین پڑیگی کہ وہ اپنی اونٹ
کے حوض کو لیپتا ہوگا سنتی ہی ایکا بیہوش ہوجاویگا اور پہر سب آدمی بیہوش ہوجاوینگی وترى الناس

فصل پہونکنی صور کی بیان

متکہ ہے وما ہم بسکری ولکن عذاب اللہ شدید یعنی دیکھیگا تو لوگونکو بیہوش پڑے
اور وہ بیہوش نہونگی بلکہ اللہ کے سخت عذاب مین مبتلا ہونگی پس وہ صدمہ آواز زیادہ ہونی لگیگی
کہ ہر وحشی جانور شہرون مین آوینگے اور شہرون کے لوگ گھبراہٹ سے جنگل مین جاوینگے
کما قال تعالے وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ اور جب وحوش ہین سر ول پڑ جاوینگی پس جب جاندار
چیزین مرجاوینگے تب آواز زیادہ ہونیکی سبب سے درخت اور پہاڑ روئی کے گالونکی طرح
اوڑتے پھرینگے وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ یعنے ہوجاوینگی اور سرو زیر پہاڑ دھنی ہوئے
اون کی مانند پھر جب اور آواز تیز ہوگی تو آسمان کی ماہے اور چاند سورج تو ہم گر پڑینگی اور آسمان
پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاویگا اور زمین بھی معدوم ہوجاویگی وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ جسوقت کہ
آسمان پھٹ جاوے وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ اور جب زمین کھینچی جاوے اذا الشمس کورت واذا
النجوم انکدرت جسوقت سورج لپٹا جاوے اور جسوقت ستارے بے نور ہوجاوین فَإِذَا نُفِخَ
فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ
وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ پس جب پھونکا جاوے صور مین ایک ہی دفعہ اور اٹھایا
جاوے زمین اور پہاڑ پس ایک ہی بار توڑے جاوین پس اوس روز ہوجاویگی ہونی والی یعنی
قیامت اور پھٹ جاویگا آسمان ف بعض علما کہتے ہین کہ فنا کلی سے آٹھ چیزین مستثنے ہین کہ
ان کو فنا نہوگی عرش و کرسی لوح و قلم و بہشت و دوزخ و صور و ارواح لیکن ارواح پر ایک
قسم کے بیہوشی طاری ہوگی اور بعض علما فرماتے ہین کہ سواے ذات باریتعالی کے ہر چیز فنا
ہوگی اور ان چیزون پر بھی ایک دم بھر کے لئے فنا آویگی الحاصل جب فقط اللہ تعالی باقی
رہیگا کما قال تعالی وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اور باقی رہجاویگا ایک اللہ بزرگی
اور جلال والا اوسوقت فرماویگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کہ آج کسکا ملک ہے پھر جب کوئی جواب نہ دیگا
تو آپ ہی فرماویگا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کہ ملک ایک اللہ قہار ہی کا ہے ف اہل کتاب کے
نزدیک بھی اس عالم کا فنا ہونا اور پھر دوبارہ پیدا ہونا اور ہر ایک سے حساب لیا جانا ثابت

چنانچہ انجیل کے وہ عبارتین کہ جنسی یہہ مضمون ثابت ہی نقل کرتا ہون مگر حکمار کی نزدیک محال ہے
اور یہہ قول اونکا اسپر مبنی ہے کہ یہہ عالم خدا سی بی اختیار اور ارادیکی صادر ہوا ہی لہذا قدیم ہے
سو یہہ قول اونکا باطل ہی اور دلیلین اسکی بطلانکی صدر کتاب مین ہوچکین پس جب یہہ باطل ہوا تو
جو اسپر مبنی ہے وہ بہی باطل اور بنار الفاسد علی الفاسد ہی اور کیون نہو یہہ الہام انبیار کے مخالف ہے
(لیکن اُسکی بہر دوسری بار صور پہونکیگا اُس سی ہر چیز پہر دوبارہ موجود ہوجاویگی)
بعد نفخ صور اول کے جب چالیس برس کی مقدار عرصا گذریگا اور اتنی مدت ظہور احدیت صرفکا ہو چکے
گا تو خدا اسرافیل کو زندہ کریگا سو وہ صور بجاویگی جس سی اول ملائکہ حاملان عرش پہر جبرئیل و
میکائیل عزرائیل اوٹہینگے پہر زمین و آسمان چاند و سورج موجود ہونگی پہر ایک مینہہ برسیگا
کہ جس سی مثل سبزہ کے زمین کا ہر ذی روح جسم کے ساتہہ زندہ ہوگا اور اس دوبارہ پیدا کرنے کو
شرع مین بعث و نشر کہتے ہین اور اسکی ثبوت مین اکثر آیات و احادیث وارد ہین از انجملہ یہہ آیات
ہین اَللّٰہُ یَبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ یعنی اللہ نے اول بار پیدا کیا عالم کو وہ پہر دوسری بار پیدا کریگا
کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ جسطرح شروع کے تہی ہمنی پہلی پیدایش
دوبارہ کرینگی ہم اوسکو وعدہ ہی ہمارے ذمہ بتحقیق ہم کرنے والی ہین وَاِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ
فِیْہَا وَاِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اور یہہ کہ تحقیق قیامت آنیوالی ہے اوسمین شک نہین
ہی اور یہہ کہ اوٹہاویگا اللہ تعالے اونکو کہ جو قبرون مین ہین وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ہُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ
اِلٰی رَبِّہِمْ یَنْسِلُوْنَ اور پہونکا جاویگا صور مین پس اوسیوقت لوگ قبرون سی اوٹہکر اپنی رب کے
طرف چلینگے مکاشفات انجیل کے بیسوان باب مین بہی لوگونکا دوبارہ زندہ ہوکر حساب کیلئی کہڑا
ہونا ثابت ہی (پہر مینے دیکہا کہ مردے کیا چہوٹی کیا بڑے خدا کی حضور کہڑے ہین اور کتابین کہولی
گئین اور ایک کتاب دوسری جو زندگی کی ہی کہولی گئی اور مردونکی عدالت جس طرح ان کتابونمین لکہا تہا اوسکی مطابق کیگئی)
یہانتک مجملا حشر بالاجساد و حساب سب ثابت ہی اور اسی کتاب کے باب ۲۱ پہلے آیت مین یون ہے
(پہر مینے ایک نئی آسمان اور نئے زمین کو دیکہا کیونکہ اگلا آسمان اور اگلی زمین جاتی رہی اور سمندر

بہی مطلق زنا) یہانتک بہی عالم کا فنا ہونا اور پہر دوبارہ پیدا کیا جانا ثابت ہوا اور اگر کفار کے
حضرت کی اس پر بحث کیا کرتے تہے وہ محال جانتے اور خلاف عقل بیان کرتے تہے اللہ تعالی اونکے
جواب مین اسکا اثبات نازل فرماتا تہا کما قال تعالی یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ
فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ الآیۃ اے لوگو اگر تمکو بعث مین کچہہ شک ہے پس ہمنے تمکو
مٹی سے پہر نطفہ سے پیدا کیا ہے + پس جب کہ ہمنے تمکو معدوم محض سے موجود کر دیا دوبارہ پیدا
کرنا ہمکو پہر کیا مشکل ہے علی ہذا القیاس اسی مضمون کی اور بہت سی آیات ہین شبہہ اگر کسی
جاندار کو کسی جاندار نے کہایا اور وہ جزو بدن ہو گیا پس جسکو کہایا ہے اگر اوسکو جمیع اجزا سمیت زندہ کرینگے
تو کہانیوالیکا جمیع اجزا محشور ہونا باطل ہو جاویگا کیونکہ اوسکی بعض اجزا مین یہہ بہی داخل تہا اور اگر
کہانیوالی مین اوسکو محشور کرینگے تو گویا کل بجمیع اجزائہ محشور ہوا اگر ماکول کا محشور ہونا بجمیع اجزا
باطل ہو گیا حالانکہ تم قائل ہو کہ ہر حیوانکی کل اجزا بدن کو جمع کرکے اوسمین روح ڈالیجاویگی جواب
کل اجزا بدن سے مراد ہماری اجزا اصلیہ ہین جو اول سے آخر تک باقی رہتے ہین اور یہہ کہایا
ہوا حیوان اس کہانیوالی کے اجزا اصلیہ مین داخل نہین پس اسکو اپنی اجزا اصلیہ کی ساتہہ
جدا اور اوسکو اوسکی اجزا اصلیہ کی ساتہہ جدا اوٹہا وینگے شبہہ حدیث مین آیا ہے کہ دوزخی کے
ڈاڑہ احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور کئی گز کا موٹا اوسکی بدنکا چمڑا ہو جاویگا پس جہنمی کا وہ بدن کہ جو
دنیا مین ہے اس بدنکی جو جہنم مین ہوگا غیر ہوا کیونکہ وہ اتنا لمبا نہ تہا پس جب ایک روح دو بدنون کے
ساتہہ متعلق ہوئے تو تناسخ پایا گیا حالانکہ اہل اسلام تناسخ کا انکار کرتے ہین جواب جہنم کا بدن
اسی پہلی بدن سے غیر نہین ہے بلکہ زیادہ عذاب دینکی لئے اللہ تعالے اسی دنیا کے بدن کو اتنا
بڑا کر دیگا دوسرے تناسخ مین یہہ شرط ہے کہ دنیا مین دو بدنون متغائر سے باری باری ایک روح
متعلق ہووے پس یہہ شرط یہان فوت ہے کیونکہ ایک بدن دنیا مین اور ایک آخرت
مین پایا گیا پس اگر ان دونون بدنون کو غیر بہی کہین تب بہی تناسخ ثابت نہین ہوتا +
شبہہ حکما نے دلیل سے ثابت کیا ہے کہ معدوم چیز کا پہر موجود ہونا محال ہے پس یہہ باطل

معدوم ہوئی کیونکر موجود ہون گے جواب حکما کی دلیل بالکل غلط ہی چنانچہ اوسکی غلطی ثابت کر دی گئی ہی جسکو دیکھنا ہو وہ کتب کلامیہ مین دیکھ لی پس معدوم کا پھر موجود ہونا محال ثابت نہوا علاوہ اسکے ہم تو یہہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے انسان کی اجزاء اصلیہ کو جمع کرکے پھر اوسکی ساتھہ روح متعلق کریگا خواہ اب تم اعادہ معدوم کہو یا اسکا کچھہ اور نام رکھو سو اسکی محال ہونے پر کوئی دلیل جبتک کہ تمہین قائم نہین کی ہے ف تفصیل بعث کی یون ہی حدیث مین آیا ہی کہ سب سے اول مین اوٹھونگا پھر حضرت عیسیٰ پھر انبیاء پھر صدیقین پھر شہداء پھر صالحین پھر اور مومنین یہہ کہتے ہوئی اوٹھینگی الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ط ان ربنا لغفور شکور پھر کفار اشرار یہہ کہتے ہوئی اوٹھین گی یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا اور ہر جماعت اپنی اپنی شکل کی ساتھہ کہی جاویگی کما قال تعالے واذا النفوس زوجت پس نیکو نکا الگ گروہ ہوگا اور بدون کی جدی جماعت ہوگی علی ہذا القیاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ قیامت کو مین ابوبکر اور عمر کے ساتھہ اوٹھونگا پھر بقیع مین آونگا پس وہانسی لوگ میری ساتھہ ہونگی اور بعد اسکے پاس مکہ اور مدینہ کی لوگ آوینگی اور ہر شخص جسحال مین مرا ہے اوسمین اوٹھیگا پس شہید و نکی زخمون سے خون بہیگا زعفرانی رنگت اور بو اوسکی ہوگی اور حج مین مرا لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا اور شرابی نشے کی حالت مین اوٹھیگا صحیحین مین ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر شخص ننگا بے ختنہ اوٹھیگا پس سب سے پہلی ابراہیم کو سفید جنت کا حلہ پہنایا جاویگا اونکی بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسسے بہتر کپڑے پہنائی جاوینگی اونکی بعد اور رسولون اور انبیاء کو اونکی بعد مومنون کو پہنائی جاوینگی اور بعض احادیث سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جن کپڑون مین مردے دفن ہونگی اونہین مین اوٹھینگے اور بعض سے یون ظاہر ہوتا ہی کہ موت کی وقت کی کپڑون مین اوٹھینگے اور ممکن ہے کہ ہر شخص کی نسبت جدا جدا حکم ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوکر اور حسنین رضی حضرت کی ناقہ پر سوار ہوکر اور مومنین جنت کی اونٹنیون پر کہ اونکی زین طلائی اور مہار زمردی ہوگی سوار ہوکر حساب گاہ مین چلین گی اور مومن فاسق پاپیادہ اور کفار منہ کی بل گھسٹتے ہوئی چلینگے بعض احادیث مین یون آیا ہی کہ مومن جب قبر سے اوٹھیگا تو ایک نہایت حسین شخص اوسکو نظر آوے گا

یہہ کہیگا کہ تو کون ہی وہ کہیگا مین تیرا عمل نیک ہون دنیا مین تجہہ پر مین سوار رہتا تہا آج تو مجہہ پر سوار ہو
وَیَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا اسیکی طرف اشارہ ہے اور کافر ایک نہایت بدشکل
کو دیکہیگا اور پوچہیگا تو بدمنظر کون ہے وہ کہیگا تیرا عمل بد ہون دنیا مین مجہہ پر تو سوار تہا آج مین
تجہہ پر سوار ہوتا ہون وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ سے یہی مراد ہے
اور اعمال لکہنے والے فرشتے مومن کی لیے گواہ بنکر ساتہہ ساتہہ یہہ کہتے ہوئی جاوینگے کہ لَا تَحْزَنْ
وَلَا تَخَفْ وَاَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتَ تُوْعَدُ اور کافر کو کہینچتے ہوئی لیجاوینگے [illegible]
اور فاسق اندہے ہوکر اور کتّے اور سور اور بندر کی صورت مین اوٹہینگے سود خوار مست بیہوش کے
مانند اوٹہینگی یتیمون کی مال کہانیوالون کی منہ سی آگ کا شعلہ نکلتا ہوگا کما قال تعالی یَاْكُلُوْنَ
فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا گاہ متکبرون کو چیونٹیون کی مانند بناکر خلائق کی پاؤن مین روندواوینگی بغیر [illegible]
سوال کرنیوالیکی منہ پر گوشت نہوگا مسلمانون کے قتل کرنیوالیکی منہ پر رحمت سی نا امید لکہا
ہوگا جو دو بیبیون مین انصاف نہین کرتے ہین اونکا ایک پہلو شکستہ ہوگا علی ہذا القیاس نقل
کیا اسکو بدور السافرہ مین جلال سیوطی نے المختصر ہر شخص قبر سے اوٹہکر محشر مین آویگا جب
تمام اہل محشر تنگ ہونگی کہ قریب ایک میل کی آفتاب ہی دہوپ کی شدت گرمی کے تیزی ہے
کوئی سایہ دار چیز نہین علی ہذا القیاس تکالیف ہونگی تب لوگ کہین گے حضرت آدم کے پاس چلو
کہ وہ ابو البشر ہین شاید انکی شفاعت سی حساب شروع ہووی سو انکی پاس آوینگی وہ کہینگی
آج خداوند کا نہایت غضب و قہر ظاہر ہے کہ کبہی ایسا ہوا تہا مین ڈرتا ہون کہ مجہسی یہ پوچہہ
بیٹہی کہ تو نے ہماری حکم گیہون کو کیون کہایا تہا تم نوح کے پاس جاؤ تب انکی پاس آوینگی
وہ بہی اسیطرح عذر کرینگے اسیطرح پہر ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہر موسی پہر عیسی علیہ السلام کے
پاس آوینگی سب اسیطرح عذر کرینگی حضرت عیسی کہین گے تم خاتم النبیین امام الرسل محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہ شفاعت کرینگے تب آپ کی پاس آکر کہین گے آپ کی خدا نے
اگلی پچہلی سب گناہ معاف کردیے اور آپکو خاتم النبیین کیا اور درجہ شفاعت آپ کو دیا آپ ہمارے

شفاعت کیجے حضرت فرماوینگی ان مین کرونگا تب حضرت سجدہ مین گرینگی اور خداکی نہایت ثنا و صفت کرینگی پہر حکم ہوگا ای محمد سر اوٹہا جو مانگیگا ملی گا شفاعت کر قبول ہوگی اور براق جبرئیل لیکر انکی پاس آوینگی آپ اوسپر چڑہکر آسمان پر جاوینگی اور ایک جگہہ مقام محمود ہی وہان جاکر حمد و ثنا کرینگی اور سب لوگ دیکہینگی اور ثنا و صفت حضرت کی کرینگی پہر حضرت نیچی تشریف لاوین گی لوگ پوچہین گے کیا حکم ہوا حضرت فرماوینگی اللہ تعالی اب زمین پر تجلی فرماتا ہی اور ہر ایک سے حساب لیکر اوسکی جزا و سزا کو پہنچاتا ہی اسی عرصہ مین ایک نور عظیم آواز ہولناک کی ساتہہ آتا ہوا معلوم ہوگا لوگ کہین گے کیا اسی مین تجلی خدا ہے ملائکہ تسبیح و تنزیہ بیان کرکے کہین گے ہم آسمان دنیا کے فرشتے ہین تب وہ زمین کے کناری صف باندہکر کہڑے ہوجائین گی بعد اسکی اسیطرح ایک نور عظیم اوترتا ہوا نظر آویگا اور اسیطرح لوگ پوچہین گی اور اسیطرح ملائکہ کہینگے کہ ہم دوسرے آسمان کی ملائکہ ہین پہر وہ بہی صف باندہکر کہڑے ہوجاوینگی اسیطرح ساتون آسمان کے ملائکہ اوترینگی اور لوگونکی گرد اگرد صف باندہکر کہڑے ہونگی پہر اسرافیل کو حکم ہوگا کہ صور مین آواز کرینگے اونکی صور بجاتیہی سوای موسیٰ علیہ السلام کے سب بیہوش ہوجاوینگی پہر خدا کا عرش یعنی تخت اوتریگا کہ آٹہہ فرشتے اوسی اوٹہاوینگی اور اوسپر تجلی خداوند تعالی کے ہوگے تجلی لین کہا کہ وہ مکان اور جسم سے پاک ہی پہر اسرافیل کو حکم ہوگا کہ صور بجاوی تب سب ہوش مین آجاوینگے پہر دوزخ و جنت تخت کے داہین بائین طرف لائی جاوینگی اور سب چپ و ہولناک ہوجاوینگے اور حساب شروع ہوگا کہ جسکی تفصیل آگی آتے ہے اور یہہ مضمون قران و حدیث مین بکثرت ہی لہذا اختصار کے لئی آیت اور حدیث کو نقل نکیا پہر نیکی و بدیکا حساب ہوگا مومن کو نامہ اعمال داہنی طرف سی اور کافر کو بائین طرف سی دیا جاویگا قال تعالی وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اور ہر آدمی کی گردن مین ہمنی اوسکا عملنامہ باندہ دیا ہی اور قیامت کو ہم اوسکی لئی اوسکو کتاب بناکر نکالین گے کہ وہ آدمی اوس کتاب کو کہلا ہوا دیکہیگا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ

کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا حکم ہوگا پڑہ اپنی کتاب کہ اپنی حساب کی لینی آج تو ہی کفایت کرتا ہے
اپنی حساب کو فاما من اوتی کتبہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا و ینقلب
الی اھلہ مسرورا واما من اوتی کتبہ وراء ظھرہ فسوف یدعوا ثبورا و یصلی
سعیرا یعنی پس جس شخص کو نامہ اعمال داہنی ہاتہہ کی طرف سے ملا پس جلد اوسکا حساب آسان
کیا جاویگا اور وہ اپنی گہر والونکی طرف جنت مین خوش ہوکر آویگا اور جسکو نامہ اعمال اوسکی پیٹہہ
پیچہے سی ملا پس جلد مانگیگا موت اور داخل ہوگا آگ مین۔ حدیث مین آیا ہی کہ مومن سی آہستہ
حساب یسیر ہوگا اور کافر کو رسوا کریگا چنانچہ صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضہ سی روایت ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین بندہ کو اپنی قریب بلاکر اور سب اہل محشر سے
چہپا کر آہستہ سی یون فرماویگا کہ فلان فلان گناہ تو نے کیا ہے یا نہین وہ کہیگا ہان یا رب یہانتک
کہ بندہ سبہی اقرار کر لیگا اور بندہ اوسوقت اپنی دل مین خیال کریگا کہ آج مین ہلاک ہوا پس اللہ فرماویگا
کہ مینی جسطرح دنیا مین تیرا پردہ فاش نکیا اسیطرح اب بہی تجہکو بخشدیا پس اوسکو اوسکی نیکیوں کے
کتاب دیویگا اور منافق اور کافر کو سب خلق کے روبرو بلاکر رسوا کریگا اور ایک شخص پکار کر آواز بلند
کہیگا ان لوگون نے اللہ پر جہوٹ باندہا تہا اور سنلو جہوٹی پر خدا کی مار ہی۔ امام احمد نے ابی ہریرہ
سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندہ کو اپنی پاس
بلا کر کہیگا اپنی اعمال کے کتاب کو پڑہ پس جب نیکی دیکہیگا تو خوش ہوگا اللہ فرماویگا کہ یہہ نیکی مینی قبول
کی پہر بندہ سجدہ مین گر پڑیگا اور جب گناہ دیکہیگا تو غمگین ہوگا اور ڈریگا اللہ فرماویگا کہ مینی
یہہ تیرا گناہ بخشدیا وہ پہر سجدہ مین گر پڑیگا پس لوگ فقط اوسکو سجدہ کرتے ہی دیکہین گے اور سمجہینگے
کہ اسنی کوئی گناہ نہین کیا اور یہہ خبر نہوگی کہ اس مین اور اللہ مین کیا معاملہ گذرا ہی پس یہہ حساب
یسیر ہے۔ عائشہ رضہ سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین دعا کرتے تہی اللھم حاسبنی
حسابا یسیرا پس جب فارغ ہوئی تو مینی پوچہا کہ حساب یسیر کیا ہی فرمایا حساب یسیر یہہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ نامہ اعمال دیکہکر بخشدیوے اور جس سے حساب مین سختی ہوئی تو بگڑ گیا۔ حدیث

حدیث شریف مین آیا ہی کہ اول اللہ تعالی جانورون مین فیصلہ کریگا پس جس سینگ والی نی بی سینگ
والیکو مارا ہی وہ بہی اوسکو اوسیطرحسی ماریگا پس ان سب کو حکم ہوگا کہ خاک ہوجاوینگی پس اوسوقت کافر
حسرتسی کہیگا یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا اے کاش مین بہی آج خاک ہوکر نجات پاتا بعد اوسکی بندون مین
فیصلہ کریگا پس ایک فرشتہ آواز بلند پکار کر کہیگا کہ جو شخص جسکو پوجتا تہا وہ اوسکی پاس جاوے پس [illegible]
اور بتہان اور جنہونسی پوجتی والونکو اونکی معبودونکی ساتھہ بشرطیکہ وہ معبود انبیا اور اولیا اور ملائکہ نہون دوزخ
مین ڈالدیا جاویگا روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس اوسکی بعد انبیا مین اور اونکی امتو مین فیصلہ ہوگا
صحیح بخاری مین ہی کہ اللہ تعالے نوح کو پوچہیگا کہ تمنی اپنی امت کو میری احکام پہنچائی تہی وہ کہینگی ہان اے رب
مین پہنچا چکا ہون پہر اونکی امت سی پوچہینگی کہ نوح نی تمکو ہمارے احکام پہنچائی تہی وہ انکار کرینگی پہر نوح سے
گواہ طلب ہونگی نوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت کو گواہ قرار دینگی پس تم لوگ نوح کی گواہی دوگی کہ اونہون
نے حکم پہنچائی تہی پہر حضرت نی یہہ آیت پڑہی وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَی
النَّاسِ وَیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَهِیۡدًا پس جب کفار اور مشرکین سی حساب لیکر اون کو دوزخ مین ڈالدیا جاویگا
تو پہر مسلمانون سی حساب ہوگا اول فرائض سی سوال ہوگا اور فرائض مین سب سے پہلی نماز کا حساب ہوگا
پس اگر نماز مقبول ہوگی تو اور اعمال کو بہی دیکہا جاویگا علی ہذا القیاس پہر بندونکی آپس مین حقوق کا فیصلہ ہوگا
اونمین سب سے پہلی خونریزیونکا حساب ہوگا قاتل کو جہنم مین داخل کیا جاویگا یہانتک کہ اگر کسینی دودہ مین پانی ملاکر
بیچا تہا تو حکم ہوگا کہ الگ کری پس جس شخص نے کسیکو مارا تہا یا اوسکا مال لیا تہا یا گالی دی تہی یا اوسکی آبرو ریزی کیے
تہی تو مجرم سی بمقدار جرم اوسکی نیکیان لیکر مظلوم کو دیجاوینگی اور اگر مجرم کی پاس کوئی نیکی نہوگی تو مظلوم
کی بدیان اوسیقدر اوسپر الدیجاوینگی اور اوسکو عذاب کیا جاویگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ کسیکا قرض
سر پر لیکر نہ مرا کیونکہ آخرت مین روپیہ پیسا نہین ہی پس اگر نیکیان ہونگی تو نیکیان عوض مین دلائی جاوینگی
ورنہ اوسکی گناہ تجہپر ڈالے جاوینگی حدیث مین آیا ہے کہ مفلس وہ شخص ہی کہ باوجود نماز و روزہ وغیرہ حسنات
کے اوسنی کسیکو گالی دی ہوگی اور کسیکو ناحق قتل کیا ہوگا اور کسیکا مال چہینا ہوگا اور کسیکو ناحق ستایا ہوگا
پس ہر ایک مظلوم کو اوسکی نیکیان دیجاوینگی اور جب نیکیان نرہینگی تو مظلومون کے گناہ اوسپر ڈالکر

اوسکو دوزخ مین لیجاوینگی پہر اللہ تعالی اپنی سنے ہوئی سوال کریگا کما قال ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم
یعنی پہر البتہ پوچھی جاؤ گی تم اوس دن نعمتون سے وقال ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا
اور کان اور آنکھ اور دل ان سب سے نشان سوال کیا جاویگا پس سوال ہوگا کہ کانسی اچھی باتیں یا بری
سنی تہین یا راگ باجی غیبت و بہتان و فحش کی سننے مین اسکو صرف کیا تہا اور آنکہ سی اچھی چیزین
دیکہین تہین یا عورتیں امردونپر نظر ڈالتا تہا اور دلکین خاص اللہ کی محبت رکہتا تہا یا مال و زر زن و فرزند
پر عاشق تہا اور اسیطرح عمر سے سوال ہوگا کہ اسکو کس چیز مین صرف کیا اور اسیطرح مال سی سوال ہوگا
کہ کہانسی کمایا تہا اور کہان خرچ کیا تہا اگر وجہ حلال سی کمایا تہا اور اچھی کامون مین خرچ کیا تو
نجات پاویگا ورنہ حکم ہوگا کہ اسی جہنم مین لیجاؤ و بادشاہ سی رعیت کی عدل و انصاف کی نسبت اور بیوی سے
میان کی مال و استبا عزت و حرمت کی نسبت اور غلام سی مولی کی مال کی نسبت سوال ہوگا پس اگر بادشاہ
یا قاضی نے عدل نہین کیا یا بیوی نی میان کی مال مین خیانت کی یا اوسکی غائبانہ مین کسی غیر مرد سی کچھ کام
کیا یا غلام نی مولی کی امین خیانت کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ آگ مین ڈالدو علی ہذا القیاس مرد سی
اوسکی عورتون اور اولاد کی نسبت سوال ہوگا اگر عورتونمین عدل و انصاف نکیا ہوگا یا اوسکو اور اولاد
کو احکام الہی پر چلنی کی تاکید نکی ہوگی یا اونکو دین کی ضروریات مسائل نسکہائی ہونگی تو دوزخ مین جاویگا
جس جس سی حساب لیا جائیگا اوسنی نجات پائی ورنہ ہلاک ہوا جہنم مین گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ گناہ تین قسم کی ہونگی ایک شرک کہ وہ ہرگز نبخشا جاویگا دوسرے حقوق الہی کی کمی بیشی
سو اللہ تعالی اپنی حقوق کی معاف کرنیمین کچھ پرواہ نکریگا تیسرے حقوق العباد کی نسبت جو گناہ ہین
اونمین بلا استیفا فیصلہ اور قصاص ہوگا اور حقدار کو حق دلایا جاویگا (اور میزان قائم کی
جاویگی) حشر کے میدان مین اللہ کی حکم سی ایک ترازو کہڑی ہوگی کیفیت اوسکی اللہ ہی جانتا ہے
لیکن وہ اس دنیا کی ترازو کی مانند نہین ہے کہ جس سی اناج وغیرہ اشیا کا وزن کرتی ہین پس
جس کا نیکی کا پلہ بہاری رہا اوسکو جنت ہی اور جسکا بدیکا پلہ بہاری رہا اسکو دوزخ اور جسکی وزن
برابر ہونگی تو وہ شخص کچھ مدت اعراف مین رہیگا پہر اوسکی رحمت سی جنت مین جاویگا اور بہرا...

ذکر آگی آا ہی انشاء اللہ تعالی قال تعالی وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذٍ الْحَقُّ یعنے قیامت کو اعمال کا تلنا حق ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ اور رکہیں گی ہم ترازوئیں عدل کی قیامت کے دن پس نظلم کیا جاویگا کسی پر کچہہ اور اگر آدمی کا عمل رائی کی دانی کی برابر ہوگا تو ہم اوسکو بہر لاوین گی اور کفایت ہین ہم حساب لینی والے فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ پس جس شخص کی بہاری ہوگی تول پس وہ اچہی عیش میں ہی اور جو کوئی کہ ہلکی ہوگی اوسکی تول تو اوسکی جگہہ ہاویہ جہنم ہے - احادیث صحیحہ بہی میزان کے بیان مین بکثرت ہین - پس فرائض مین اول نماز کا وزن ہوگا اگر کمی ہوگی تو نوافل سی پورے کیجاوینگی علی ہذا القیاس کہ روزہ وغیرہ فرائض کا وزن ہوگا اگر وہان کمی ہوگی تو صدقہ نفلی سی اوسکو پورا کرینگے اور روزہ فرض کو روزہ نفلی سی پورا کرینگے ف معتزلہ جن آیات و احادیث مین میزان کا ذکر ہے اونکی تاویل کرکے میزان کا انکار کرتے ہین اور یہہ دلیل عقلی لاتی ہین کہ اعمال اعراض ہین اگر اونکا اعادہ ممکن ہو تو پہر اونکا وزن ناممکن ہے اور دوسری اللہ تعالے کو اعمال معلوم ہین پہر اونکا تولنا عبث ہے جواب یہہ ہے ہم کہتے ہین کہ ہر چند کہ میزان کی کیفیت ہمکو معلوم نہین مگر یہہ ظاہر ہی کہ وہ دنیا کی میزانون کی مانند نہین پس جب وہ دنیا کی میزانون کی مانند نہین تو اوسمین اعراض کا وزن کیا محال ہی ان اس قسم کی ترازو مین البتہ نامکن ہی اور اسکی ہم بہی قائل نہین پس ان اعراض کا اللہ تعالی قیامت مین اوسی ترازو سی لوگونکو اندازہ کرکر دکہا دیگا دوسرے اگر یہہ بہی تسلیم کرلیوین کہ وہ اسی قسم کی ترازو ہی تو اعمال عالم مثال مین ایک صورت پکڑتے مین جیساکہ پہلی ہم اسکا ثبوت کر چکی ہین اور بہت احادیث صحاح سی صورت پکڑنا ثابت ہے پس اونکا اوس عالم مثال کے صورتون مین وزن کرنا ممکن ہی پس قیامت مین اللہ اعمال کو اونکے صورت مثالی مین ظاہر کرکے وزن کر دکہائیگا اور اگر یہہ بہی تسلیم نکرو تو احادیث مین آیا ہی کہ نامہ اعمال تولیجاوینگی اور عبث ہونیکا جواب یہہ ہی کہ وزن کرنے مین صدہا مصالح اور حکمتین ہین اگر ہم انپر مطلع نہو تو کچہہ پرواہ نہین ظاہر حکمت بہی معلوم ہوتی ہی کہ بندونکو اپنی نیکی بدی کا اندازہ

معلوم ہو جاتی ہو کہ اللہ کو ظالم کہیں ف تعالی عنہ چند اور شبہہا حشر بالاجساد کے نسبت اوسکی جو اوذکر کرتا ہون شبہ ملین
بالاجساد کے قائل ہیں کہ ہر حیوان اپنی دنیا کی جسم کے ساتھہ زندہ ہوکر حشر مین اویگا جیسا کہ بیان سابق سے
واضح ہوتا ہے بتلا کہ یہہ زمین بحساب اہل جغرافیہ اسقدر بہی وسیع نہین کہ اسی ہزار برس کی کل انسان اگلی پچھلی
آجاوین پس یہہ ہزارہا برس کے کل انسان او حیوان بلکہ ملائکہ کہ اونکی کئی صف ہونگی او بخت سب بعلمیں اس
کس طرح آویگا جواب یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ جس روز بدلی جاویگی یہہ زمین اور زمین
اور آسمان اور آسمان سی پس اللہ تعالی قیامت کے روز اس زمین دنیا کو بدلیگا اور نئی نہایت وسیع زمین
کہ جسپر سب آسکین پیدا کریگا یا اسی کو کشادہ اور وسیع فضا بناویگا کہ جسمین سب اولین و آخرین اور ملائکہ اور جنت
اور دوزخ اور عرش سب بعلمین آجاویگا شبہہ قیامت کا دن جیسا کہ قرآن مین آیا ہے پچاس ہزار برس کا برابر
ہوگا جواب جب یہہ ثابت ہوا کہ اللہ اپنی قدرت سی اس زمین کو اسقدر وسیع کریگا کہ تمام اہل حشر اوسمین
آجاوینگی پس اوسکی فضا کی موافق آفتاب بہی بڑی بڑی دورہ تمام کریگا کیونکہ جسقدر بسبب وسعت زمین کی اوس کی
افق وسیع ہوگا اسیقدر قوس نہار کہ جو آفتاب سی پیدا ہوتے ہے وسیع ہو جاوینگی یہانتک کہ وہ دن پچاس ہزار
برس کی برابر ہوگا کما قال تعالی كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کہ وہ دن پچاس ہزار برس کی برابر ہوگا
اور اوسکی درازی مین حمد الحکمتین ہونگی امام مسلم نے مقداد رضی سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ قیامت کو ایک میل کی فاصلہ پر آفتاب ہو جاویگا ہر شخص کو اوسکی اعمال کی موافق پسینہ
آویگا کسیکے ٹخنوں تک کسیکی الوتک کسیکی ناف تک کسی کی منہ تک ہوگا شبہہ ایک میل کی فاصلہ پر آفتاب کا
آنا اہل ہیئت کی نزدیک محال ہی جواب اہل ہیئت کا ایک امام فیثاغورس ہی اوسکی نزدیک
آفتاب بغیر اسکی کہ چوتھی آسمان مین ہو اور اوسکی گردش سی پہری آپ ہی آپ اپنی مدار پر گردش کرتا ہے
اور اوسکا مدار اوس مدار سے کہ جو حکیم بطلیموس دوسرا امام اس فن کا چوتھی آسمان مین ثابت کرتا ہے
نہایت بلندی کو وہ بلندی اس سے بہی زیادہ ہی کہ جسقدر رسم سے اب آفتاب بلند ہی پس جسطرح فیثاغورس
امام ہیئت کی نزدیک وہ بلندی اوسکی مدار کی ممکن کیا بلکہ واقع ہی اسیطرح قیامت کے روز اوسکی مدار کی
اسقدر پستی کہ جسکی ہم قائل ہین کیا محال ہی اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سوتہہ او پر واف کب

شبہ
جواب
شبہ
جواب
شبہ
جواب

اسکی یہہ معنی ہین کہ موافق اعمال کی وہان گرمی ہوگی اور موافق گرمی کے پسینا ہوگا جسطرح کہ اسعالم مین
ہوتا ہی پس بعض کو اپنی اعمال کی شامت سے بسبب گرمی کی اسقدر پسینا آویگا کہ اگر سبکو جمع کرتے تو انکی
ٹخنے یا زانو یا ناف تک آتا یا یہہ معنی کہ اوس پسینی کو وہ قدرِ مذکور ادہر ادہر بہنی نہ دیگا بلکہ ایک جا مجتمع کریگا
سو وہ کسیکی زانو تک کسیکی ناف تک کسیکی منہ تک آ رہیگا اور وہ گرمی سی بمنزلہ گرم پانی کہولتی کی ہو جاویگا
سوا اوس سے اور زیادہ تکلیف ہوویگی پس یہہ بہی ممکن ہی لیکن بظاہر یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ محشر مین نیک و بد
سبہی ہونگی پس جب ایک میل کی فاصلی پر آفتاب آیا اور پچاس ہزار برسکا ایک دن ہو تو جسطرح آفتاب کی
گرمی اور دن کی درازی ہر ایک کو یہان مساوی معلوم ہوتی ہی اسیطرح وہان بہی سب کو برابر معلوم ہوگی
پس نیک بندی ناحق بلا مین گرفتار ہو گئی اور یہہ اللہ کی عدالت کی خلاف ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ نیک بندونکو
وہ پچاس ہزار برسکی درازی ایک صلوٰۃ مکتوبہ کی وقت کی برابر معلوم ہوگی اور اللہ تعالیٰ وہان اونکو عرش کا
سایہ دیگا چنانچہ بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی کسینی اوس
پچاس ہزار برسکی درازی پوچہی انہی فرمایا مجہی قسم ہی اوسکی کہ جسکی قبضہ مین میری جان ہی کہ وہ دن مومن
پر نہایت کم کیا جاویگا یہانتک کہ فرضی نماز کے وقت سی بہی کم معلوم ہوگا انتہی پس کم ہونیکی یا تو
وجہہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مومن سی بہت جلد حساب لیکر اوسکو جنت مین داخل کردیگا یا یہہ وجہہ کہ مومن
کو وہان جنت کی سیر وغیرہ چیزونکی ملاحظہ سی بسبب خوشی کی وہ دراز وقت نہایت کم معلوم ہوگا جیسا
کہ اسعالم مین عاشق کو شبِ وصل ایک ساعت کی برابر معلوم ہوتی ہے اور بیمار کو رات نہایت بہاری
ہو جاتی ہی یا یہہ وجہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو کسی ایسی جگہہ مین ٹہرا دیگا کہ باعتبار بعد مدار کے اونکی دن جلد
ختم ہو جاویگا اور گرمی بہی نہ معلوم ہوگی اور جو اونکی مدار کی نیچی ہونگی اونپر نہایت درازی ہوگی
اور دہوپ بہی شدت سی ہوگی اسعالم مین جو لوگ جسقدر خط استوا سی اونچی ہوئی ہین اونکی یہان دن گرمی
کم ہوتا ہی اور دنکی کمی سی اور آفتاب کے میلان سی دہوپ بہی کم ہوتی ہی چنانچہ اقلیم اول مین کہ جو آفتاب
کے قریب ہی جو دن تیرہ گہنٹی کا تہا ہی سو وہی دن اقلیم ہفتم مین کہ جو آفتابکی مدار سی نہایت
دور ہی تخمیناً ایک گہنٹہ کا ہی چنانچہ علم ہیئت کی جاننی والی پر یہہ بات ظاہر ہی اور حدیث مین بہی آیا ہے

گا اور اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ اپرا کر دیگا **سوال** حکماء کی رد یہ ہے تو محدد جہات فلک الافلاک
ہی اس ساری کی باہر کوئی چیز نہیں اور نہ خلا اور نہ فضا انکی ان محال ہے **جواب** ہم حکماء کی فصیح تقریر
کا کیا علاج کریں کہ انہوں نے اللہ کو عاجز اور بے قدرت سمجھ رکھا ہے جسطرح گولے کے اندر کے جانور اوس گولے
کو محدد جہات جانتی ہیں اور سب حد کے کار خانی زمین جانتی ہیں اور اسکی باہر کوئی چیز نہیں سمجھتے
اسیطرح حکماء کا حال ہے بھلا اسنے اپنی ارادے اور اختیار سے یہ عالم بنایا ہے اور وہ کسی چیز میں کسیکا محتاج
نہیں اوسکی نزدیک ایسی ایسی کرور ہون فلک الافلاک اور کرات بنانی کیا محال ہیں دریا میں جسقدر
دری ہیں اگر وہ چاہے تو اتنی ایسی ایسی بڑے کرے اور فضا میں بنا دیوی کیا اب وہ کم زور ہو گیا ہے
یا سامان آنا ہی تھا کہ جس سے یہ ایک ہی کرہ بنا سکا تعالیٰ عن ذلک علوا کبیرا ایسا کمزور اور محتاج
ہمارا اللہ نہیں ہے حکماء کی جسطرح اور بہت سی غلطیاں ہیں ایک یہ بھی ہے اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ
انہوں نے چند باتیں اپنی ان مقرر کر رکھی ہیں ان سوا انکی جو لازم آتا ہے خواہ صحیح ہو خواہ ایسا ہی السلطان
ہو کہ عامی لوگ بھی اسپر ہنسے ہوں اوسکو درست جانتی تھی سو ان اصول فاسدہ کا یہ ثمرہ ہے اور ان
اصول کی بڑی بدی ہیں عمارتیں اوکھاڑ دی ہیں جسکو شوق ہو وہ علم کلام کی مطولات کو دیکھے

ف بعض شخصوں کو اللہ تعالیٰ بے حساب جنت میں داخل کریگا چنانچہ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مجھے ایک بڑا انبوہ کہ جسنی زمین کی کنارے گھیر لیے دکھلایا اور کہا کہ یہ تیری امت ہے
انمیں سے ستر ہزار بے حساب بہشت میں جاوینگے ترمذی اور ابو داؤد نے ابی امامہ رض سے اور انہوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے مجھسے یہ وعدہ کیا ہے کہ ستر ہزار آدمی تیری امت میں سے بلا حساب
بہشت میں داخل کرونگا اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہونگے اور تین حثیات اللہ حثیات کے (محشر

حوض کوثر کا بیان

میں مومنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کا پانی پیوینگے) قیامت کو ہر نبی کے
لئے ایک حوض ہوگا اور ہر ایک نبی کی امت کے جدی جدی علامت ہوگی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے حوض کا نام کوثر ہے وہ سب حوضوں سی بڑا ہے اور وضو کی جا سے حضرت کی امت کے اعضاء
نہایت روشن ہونگے یہ علامت انکی امت کی ہوگی پس جب لوگ قبروں سے اوٹھائے جاوینگے تو

نہایت شدت کی پیاس ہوگی ہر نبی اپنی امت کو اوس علامت سی پہچان کر اوسکا پانی پلاویگا صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری حوض کی درازی ایک مہینے کی راہ ہی اور اوسکی کنارے برابر ہین اوسکا پانی دودہ سے سفید زیادہ ہے اور اوسکی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہی اور اوسکی آبخورے آسمانکی ستارون سی زیادہ ہین جو ایکبار اوسکا پانی پیگا پہر پیاسا نہو گا ۔ یعنی حشر کی میدان مین اوسکو پہر پیاس لگی گی صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری حوض کی مسافت ایلہ اور عدن کی مسافت سے زیادہ ہی اور وہ برف سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین ہی اور اوسکی آبخورے اتنی ہین کہ جتنی آسمانکے تارے اور مین مرتد لوگونکو اپنی حوض سی اسطرح دور ہانکونگا کہ جسطرح کوئی غیر کے اونٹونکو اپنی تالاب سے دور کرتا ہی لوگون نے پوچہا کیا اوسروز آپ ہمکو پہچان لین گی فرمایا ہان تم لوگونمین سب امتون سی جدا ایک نشانی ہوگی اور وہ یہ ہے کہ وضو کی جگہہ سی تمہاری اعضا روشن ہونگی ۔ جن لوگونکو آپ اپنی حوض سی دور کرینگے وہ مرتد اور کافر اور مشرک لوگ ہونگی سو بالاتفاق اونکو حشر مین پانی حوض کا نصیب نہوگا بعض علما کہتی ہین کہ اسلام کی گمراہ فرقے مثل شیعہ و خوارج و معتزلہ وغیرہ کی بہی اس نعمت سی محروم رہینگی حدیث مین آیا ہی کہ حضرت علی اور سرور لوگونکو پانی پلاوینگی اونکی ساتہہ اور صحابہ بہی شریک ہونگے غرض حوض کوثر کا ذکر اور بہت احادیث مین وارد ہے سو اسکو بہی حق جاننا چاہیے شک کرنیوالیکی ایمان کا خوف ہی **ف** بعض علما کہتی ہین کہ پل صراط پر گذرنیکی بعد حوض پر اہل محشر آوینگی اور بعض کہتی ہین کہ حساب سی پہلی لیکن ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعض کو قبر سی اوٹہتی ہی وہ پانی ملیگا اور بعض کو حساب کی بعد ملیگا یہانتک کہ بعض کو پل صراط پر گذرنیکی بعد اور بعض کو دوزخ سی نکلنی کی بعد جنت مین جانیسی پہلے ملیگا علی ہذا القیاس (پہر سبکو پل صراط پر چلنی کا حکم ہوگا پس نیک اپنے اعمال کی موافق بہت جلدی نکل جاوینگی اور بد لوگ کٹ کر گر جاوینگے

میدان حشر کے گرد دوزخ محیط ہوگی جنت مین جانیکی لئے اوس دوزخ پر ایک پل ہوگا کہ بالسی باریک اور تلوار سی زیادہ تیز ہوگا سب کو اوس پر چلنیکا حکم ہوگا سو مومن بہت جلد گذرینگی اور جہنمی کٹ کر گر جاوینگے

پل صراط کا ذکر

چنانچہ اسکی تفصیل احادیث مین مذکور ہے بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی سے روایت کیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کے پیٹھ پر ایک رستہ ہوگا سب سے اول میں اپنی امت کے
ساتھ مین اوس سے گذرونگا اور اوسوقت سوا انبیا کے اور کوئی نکلام کریگا اور انبیا کا کلام ہوگا اللّٰہم
سلّم سلّم یعنی اے اللہ سلامت رکھنا سلامت رکھنا اور جہنم مین کلالیب سعدان کی کانٹی کے
مانند ہونگی کہ ان کا بڑاپن سوائے اللہ کی کو معلوم ہے پس لوگونکو بقدر اعمال کے پکڑینگے بعض کو ہلاک کرینگے
اور بعض کا گوشت چھیل ڈالینگے لیکن اونکو اللہ نجات بخشیگا صحیحین مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ
مومن آنکھ کی جھپک مین نکل جاویگا اور بعض بجلی کی مانند اور بعض تیز ہوا کی مانند اور بعض پرندون کی
مانند اور بعض تیز گھوڑے کی مانند اور بعض تیز اونٹ کی مانند چلیگا اور پل صراط پر اندھیرا ہوگا سوائے ایمان کے
روشنی کی اور روشنی نہوگی جیسا کہ اس آیت مین اسکی طرف اشارہ ہے يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ
لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا
فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ
اوسدن کہینگی منافق مرد اور منافق عورت مومنون سے ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی تمہاری روشنی مین چلیں
کہا جاویگا پھر جاؤ اولٹے وہانسے نور لاؤ پس اونکے بیچ مین ایک دیوار کھڑی کی جاویگی کہ اوسکی اندر کیطرف رحمت
یعنی جنت ہوگا اور باہر کیطرف عذاب ہوگا یعنی دوزخ پس جب منافقون اور مومنونکی بیچ مین دیوار ہو جاویگی
اور اوسکی دروازے مین سے مومن جنت مین چلے جاوینگے اور منافق باہر عذاب مین مبتلا ہونگے پس اوسوقت منافق
حسرت سے مومنونکو پکارینگے کہ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ کیا دنیا مین ہم تمہاری ساتھ نتھی جواب ملیگا ہاں ساتھ تھے
مومن کہینگے بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ
أَمْرُ اللَّهِ ہان تم ساتھ تھے لیکن فتنہ مین ڈالا تھا تم نے اپنی جانون کو اور منتظر رہتے تھے تم ہماری برائی کے
اور شک کیا تھا دین مین اور فریب دیا تمکو تمہاری آرزوؤن نے یہانتک کہ آگیا حکم اللہ کا یعنی موت آگئی اور
مومنونکی لئے وہان نور ہوگا جیسا کہ اللہ فرماتا ہے يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ
يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ یعنی جسدن نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور اون لوگون کو جو ایمان لائے

ہین ساتھہ اوسکی نور اونکا اوسمین دوڑتا ہوگا اونکی آگی آگی اور اوسی طرف شریعت عالم مثال مین
پل صراط کی صورت مین ظاہر ہوگی جسطرح کہ اور چیزین وہان اپنی اپنی صورتون مین ظاہر ہونگی چنانچہ دنیا
پر ہیا صورت مشکل کی صورت مین ظاہر ہوگی پس جن لوگون کو اس عالم مین شریعت پر چلنا آسان تہا
اونکو وہان پل صراط پر عبور کرنا آسان ہوجاویگا اور اونکو پل صراط برابر چوڑا صاف راستہ نظر آویگا اور موافق
استعداد و عمل کی کوئی بجلی کی مانند اور کوئی ہوا کی مانند اور کوئی گہوڑی کی مانند جلد وہان سی نکلکر جنت مین
سیدہا چلا جاویگا چنانچہ احادیث مین اسکی صراحت ہی اور اسی لئے شریعت کو صراط المستقیم کہتی ہین کہ
اسپر چلنی والا سیدہا جنت مین جاتا ہی اور جن لوگونکو شریعت پر چلنا یہان جسقدر مشکل اور دشوار
تہا وہان اوسیقدر اونکو اوسپر چلنا دشوار ہوجاویگا اور بال کی مانند باریک اونکی لئی وہ پل ہوجاویگا
چنانچہ ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نی روایت کیا ہی کہ پل صراط قیامت کو بعض پر بال سے
باریک اور بعض پر میدان کی مانند فراخ کیا جاویگا۔ پس بعض اہل ہوا جو پل صراط کا اس دلیل سی انکار
کرتے ہین کہ پل صراط پر چلنا محال ہی اور اگر چلنا ممکن ہو تو بہی نیک بندونکو ناحق تکلیف دینا ہی
بالکل غلطی پر ہین اونکو پل صراط کی حقیقت معلوم نہین کیونکہ اگر وہ اسکی حقیقت جانتی تو اسپر چلنا
محال نکہتی اور مومنین کیواسطی اسپر چلنا عذاب و تکلیف قرار نہ دیتی۔ اصل حال یہہ ہی کہ بعض کو
خود پسندی کا مرض ہوتا ہی سو وہ احمق اپنی رائے غلط کی آگی نہ وحی کا اعتبار کرتے ہین نہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بات پر اعتماد کرتے ہین اعوذ باللہ من ہذا **(نبی صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گار
مسلمانون کی شفاعت کرینگی)** حضرت کی شفاعت کی بیان مین بیشمار احادیث
وارد ہین کہ سب کا مضمون ملا کر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے از انجملہ یہہ احادیث ہین بخاری اور مسلم نے
انس سی اور انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ قیامت کے روز بہت بیقراری اور
مضطر ہوکے لوگ جمع ہوکر آدم علیہ السلام کی پاس آکر کہین گی چلو خدا سے ہماری سفارش کرو آدم کہینگے
یہہ میرا کام نہین تم ابراہیم پاس جاؤ وہ اللہ کے بڑے دوست ہین پس ابراہیم کی پاس آکر کہینگی ابراہیم
بہی کہینگی کہ میرا یہہ کام نہین تم موسی پاس جاؤ وہ اللہ سی کلام کیا کرتے تہی پس اونکی پاس

آوینگے وہ بہی کہینگے کہ یہہ میرا کام نہین تم عیسے کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور اوسکا کلمہ ہین
پس عیسیٰ کی پاس آوینگے عیسیٰ کہین گے یہہ میرا کام نہین ہے تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ پس لوگ مجہہ پاس آکر کہینگے تب مین قبول کرونگا اور کہونگا ہان مین اسکی قابل ہون پس مین اپنے
رب سے اذن چاہونگا پس مجہی اجازت ہوگی اور اوس وقت اللہ مجہے اپنی اسقدر تعریفین کرنی
سکہاویگا کہ آج وہ مجہے نہین آتی ہین پس مین سجدہ مین گرونگا اور اون تعریفون سے اللہ کو
ستا ہونگا پہر مجہے حکم ہوگا کہ ای محمد سر اوٹہا اور کہہ تیرا کہا سنا جاویگا اور مانگ جو مانگیگا وہ
تجکو ملیگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی پس مین کہونگا یا رب امتی امتی پس حکم ہوگا کہ جسکے
دلمین جو کی دانہ کے برابر بہی ایمان ہی اوسکو دوزخ سی نکال پس مین جاکر اونکو دوزخ سی
نکالونگا اور پہر آکر اسیطرح سجدہ مین حمد وثنا کرونگا پہر حکم ہوگا سر اوٹہا تو جو کہیگا وہ
سنا جاویگا اور جو مانگیگا تجہکو ملیگا اور شفاعت کر قبول کیجاویگی تب مین کہونگا یا رب امتی امتی
پس حکم ہوگا کہ جسکی دلمین ذرہ یا رائی کی دانہ کے برابر بہی ایمان ہو اوسی جہنم سے نکال پس مین
جاکر نکالونگا پہر آکر اوسیطرح سجدہ مین حمد وثنا کرونگا پہر حکم ہوگا سر اوٹہا تو جو کہیگا وہ سنا
جاویگا اور جو مانگیگا تجہکو وہ ملیگا اور شفاعت کر قبول ہوگی پس مین کہونگا یا رب امتی امتی پس
حکم ہوگا جاؤ جسکی پاس ادنی کا ادنی بہی رائی کی دانہ برابر ایمان ہے اوسے جہنم سے نکال
پس مین جاکر نکالونگا پہر مین چوتہی بار آکر سجدہ مین ویسی ہی حمد وثنا کرونگا پس حکم ہوگا سر اوٹہا
ای محمد کہہ تو جو کہیگا وہ سنا جاویگا اور مانگ دیا جاویگا اور شفاعت کر قبول ہوگی تب مین
کہونگا ای رب جسنی فقط لا الہ الا اللہ کہا ہے اوسکے لئے مجہے اجازت دی کہ اوسکو جہنم سے
نکالون اللہ فرماویگا کہ یہہ کچہہ تیرے کہنے پر موقوف نہین مجہی اپنی عزت اور جلال اور کبریائی
اور عظمت کی قسم ہے جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہے مین اوسکو دوزخ سے نکالونگا انتہے اوس
حدیث کے یہی معنے ہین کہ جو صحیح مین یون آیا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا جنت مین جاویگا
اگرچہ چوری اور زنا اوس سے ہوگیا ہو یعنی انجام جنت مین جاویگا ۔ بخاری نے ابی ہریرہ

سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنی صدق دلسی لا الہ الا اللہ کہا ہوگا وہ
میری شفاعت سی خوب نفع پاویگا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہے کہ نبی صلعم نے
فرمایا ہی کہ میری امت مین سی کبیرہ گناہ کرنیوالیکو بہی میری شفاعت ہوگی ترمذی اور ابن ماجہ نے
عوف بن مالک رض سے اونہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ میری پاس ایک شخص
رب کے طرف سی آیا اور کہا کہ تجہی اختیار دیا ہے کہ یا تو اپنی نصف امت کو جنت مین لیجا یا شفاعت
اختیار کرلے پس مینی شفاعت کو اختیار کیا پس جسنی اللہ سی شرک نکیا ہوگا اوسکو میری شفاعت
پہنچی گی انتہی الغرض اور بہت کثرت سی اس باب مین احادیث آئی ہین کہ قیامت کی دن سید المرسلین کو
تاج کرامت پہنا کر مقام محمود مین بٹہلایا جاویگا کہ تمام انبیا اولین وآخرین رشک کرینگی اور جس روز کہ
اللہ کی جلال کی مارے کسی فرشتی یا نبی کا حوصلہ اللہ سی کلام کرنیکا نہ پڑیگا اوس روز تمام اولین
وآخرین کی آنکہہ سید المرسلین کیطرف ہوگی اور حضرت خلق کی شفاعت کرینگی اور اللہ تعالی تمام
خلایق کو حضرت کا اعزاز واکرام دیکہاویگا کہ جو حضرت کہین گی قبول فرماویگا پس اوس روز
پہر ایک جان لیگا کہ یہہ سید المرسلین ہین اور امام النبیین اور محبوب رب العالمین ہین جو اونکی
دامن تلی آچہپا اوسکو اللہ نی معاف کر دیا آپکی شان کا تو کیا ذکر ہے **بلکہ** آپکی امت کے علما
اور شہدا اور اولیا بہی شفاعت کرینگے چنانچہ ابن ماجہ نی عثمان بن عفان رض سے اونہون نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے کہ قیامت کو تین گروہ شفاعت کرینگی انبیا پہر علما پہر
شہدا انتہی اور انبیا بہی جب حضرت شفاعت کا دروازہ کہولوا دینگے اپنی اپنی امت کی لیی شفاعت
کرینگی ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نی عبد اللہ بن ابی الجدعا رض سی روایت کیا ہی کہ نبی صلعم نے
فرمایا ہے کہ میری امت کی ایک شخص کی شفاعت سی قبیلہ بنی تمیم سی بہی زیادہ لوگ جنت مین جاوینگے
ترمذی نی ابو سعید رض سی اونہون نی نبی صلعم سی روایت کیا ہے کہ بعض شخص میری امت مین سے
ایک بڑی انبوہ کی شفاعت کرینگی اور بعض ایک قبیلہ کے اور بعض چالیس آدمی کی اور بعض ایک
شخص کے شفاعت کریگا یہانتک کہ سب جنت مین داخل ہونگی ابن ماجہ نی روایت کیا ہے کہ نبی صلعم

فرمایا ہی کہ دوزخیونکی پاس سی کوئی جنتی گذریگا پس دوزخی اوس سی کہیگا ای فلان کیا تم اب بھی
نہین پہچانتی مین وہ ہون کہ جسنی تمکو ایکبار پانی پلایا تہا اور بعض کہیگا مین وہ ہون کہ جسنی تمکو وضو کا
پانی دیا تہا پس وہ اونکی شفاعت کرکے جنت مین لیجاویگا بعض احادیث سی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون
کے چھوٹی لڑکے کہ جو بلوغ سے پہلے مرگئی ہین اپنی ماں باپ کی شفاعت کرینگی اور بعض شخص کے قرآن
پاکی اور عمل صالح شفاعت کریگا ف نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعض کو قبر مین شفاعت کرکے نجات
دلوائینگے بعض کو حشر مین شفاعت کرکے دوزخ مین جانی سی باز رکہینگے بعض کو دوزخ سی
شفاعت کرکی نکالینگے بعض کی جنت مین ترقی درجات اور رفع مراتب کے لئے شفاعت کرینگی پس شفاعت
کے چار قسم ہین معتزلہ اس پہلی قسم کے شفاعت کا اقرار کرتے ہین اور پچھلے تینون قسم کا انکار کرتی
ہین اور اونکی انکار کے اصل یہہ ہی کہ اونکی نزدیک کبیرہ گناہ کرنے سی کافر ہوجاتا ہی پس کافر کے لیے
شفاعت بالاتفاق نہین اور صغیرہ کرنے سی عذاب نہین ہوتا پس اون شفاعت کی حاجت نہین پس اب
ترقی درجات کی سوا اور شفاعت ممکن نہین آور ہم پہلی قرآن و احادیث سی انکی اس اصل کو باطل کرچکی ہین کہ
جسپر اونہون نے یہہ چند باتین بنائی ہین جسکو دیکہنا ہو فصل ایمان مین دیکہہ لے ف بعض مخصوص
شفاعت کا حضرت نے خاص وعدہ کرلیا ہے اور بعض ایک وہ ہی کہ جو حضرت کی مزار شریف کی زیارت کرے
اور ایک وہ ہی کہ جو حضرت پر کثرت سی درود بہیجے اور ایک وہ ہی کہ جو ثواب جانکر کہ یا مدینہ مین وفات
پائی آور کافرون اور مشرکون کی لئی بالاتفاق آپکی یا کسی اور کے شفاعت نہونگے جسطرح دنیا مین
سرکار کی ساتہہ مقابلہ کرنیوالیکے کوئی شفاعت نہین کرتا ہے اور بعض گناہگار مسلمانون کی لئی بہی
نہین ہوگی چنانچہ حضرت نی فرمایا ہے کہ قدریہ اور مرجیہ کو میری شفاعت نہوگی اور بادشاہ ظالم کی بہی مین
شفاعت نکرونگا اور شرع سی تجاوز کرنیوالیکے بہی شفاعت نکرونگا پس یا اسکو ظاہر پر محمول کیا جاوے
اور اہل کبائر مین سی یہہ لوگ مستثنی ہوجاوین یا شفاعت ترقی درجات انکی لئی نہونگے واللہ اعلم

فصل جنت اور دوزخکی درمیان ایک مکان ہی کہ اوسکو اعراف
کہتے ہین اور وہانکی لوگ اہل جنت اور اہل دوزخکو دیکہینگے اور اونسی کلام

ف

فصل اعراف کے بیان مین

قال تعالیٰ بینہما حجاب اور درمیان جنت اور اہل دوزخ کی ایک پردہ ہوگا وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا
بسیمٰہم اور اعراف پر کچھ آدمی ہونگی کہ وہ ہر ایک جنتی اور دوزخی کو انکی چہرہ سی پہچانتی ہونگی ونادوا
اصحٰب الجنۃ ان سلٰم علیکم لم یدخلوھا وھم یطمعون ؁ اور اعراف والی جنتیونسی پکار کر کہین گے
سلام علیکم اور وہ اعراف والی ابہی جنت مین داخل نہین ہوئی ہونگی لیکن طمع رکہتی ہونگی واذا صرفت
ابصارہم تلقاء اصحٰب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظٰلمین ؁ اور جب پہر جاتی ہین انکی نظرین دوزخ کی
طرف تو کہتی ہین ای رب ہماری مت کر ہمکو قوم ظالمونکی ساتہہ اعراف کا ہونا اور اعراف پر آدمیونکا ہونا تو
بالاتفاق ہی اور قرآن سی ثابت ہی لیکن اعراف پر کون لوگ ہونگی اس مین اختلاف ہی بعض علما کہتی
ہین کہ شہدا یا مومنین کاملین یا ملائکہ آدمیونکی صورت مین اعراف پر ہونگی از فضل و کرامت کے
سایہ دوزخ و بہشت کی ثواب عذاب کی سیر دیکہینگے اور اپنی مکانات جنت مین دیکہکر خوش ہونگی اور
بطور سیر کی اعراف پر بیٹہی ہونگی اور اکثر علما کہتی ہین کہ اہل اعراف وہ لوگ ہونگی کہ انکی بدی اور نیکی
برابر ہوگی نہ دوزخ کی مستحق ہونگی نہ جنت کی لیکن جنت کی طمع رکہتی ہونگی آخر اللہ کی فضل سی جنت مین
جاوینگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ادخلوا الجنۃ لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون ؁ حکم ہوگا
اہل اعراف کو کہ جنت مین داخل ہو جاؤ اب تمپر کچہہ خوف نہین اور نہ تمکو کچہہ غم ہی یا وہ اہل اعراف موحد
ہین کہ شریعت انکی پاس نہ پہونچی تہی یا کفار کی اولاد صغار ہی پس یہہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت سی انجام جنت مین داخل ہو جاوینگی اور صحیح یہی قول اکثر کا ہی کیونکہ جنت کی طمع رکہنا اور
دوزخ سی پناہ مانگتا اور آخر انکی لئی یہہ حکم ہونا کہ جاؤ جنت مین داخل ہو جیسا کہ ان آیات سی مستفاد ہے
صاف دلالت کرتا ہی کہ اہل اعراف اپنی اختیار اور خوشی سی وہان نہ ہونگی بلکہ مجبور وہان رہتی ہونگی
اور جنت مین جانی سی روکی گئی ہونگی پس شہدا یا کامل مومنین یا ملائکہ نہین ہو سکتی چنانچہ تائید
کرتی ہی اسکی وہ حدیث کہ جلال سیوطی نی بدور السافرہ مین لکہی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ
اعراف ایک پہاڑ ہی دوزخ اور بہشت کے درمیان اور اہل اعراف گناہونکی سبب وہان محبوس ہونگی
حکم الہی سی پہاڑ پر چڑہ کر جنت والی لوگونکو سفید اور روشن مونہہ دیکہکر پہچان لینگی اور دوزخیونکو سبب

اونکی سیاہ روئی کی معلوم کرلینگی پس اہل جنت کو دیکھینگی جنت مین جانیکی طمع کرینگی بعدہ خیونکو دیکھہ کر اونکی حال سے پناہ مانگینگی آخر اللہ تعالی انکو اپنی فضل سی جنت مین داخل کریگا اور فتوحات مکیہ مین بھی یہی لکھا ہی کہ اہل اعراف ساوی الموازین ہونگی کسی جانب کو ترجیح نہ ہوگی پس وہ اعراف مین ہونگی آخر اونکو سجدہ کرنیکا حکم ہوگا پس نیکیان زیادہ ہوجاویگی اسکی سبب سے جنت مین جاوینگی لیکن سب اہل حق اسبات پر متفق ہین کہ آخر اعراف والی جنت مین جاوینگی جیسا کہ ادخلوا الجنۃ اسپر دلالت کرتا ہی اور یہہ جو کہتی ہین کہ اہل اعراف وہان ہمیشہ رہینگی تاکہ جنت اور دوزخ مین ایک واسطہ قرار دیا جاوی اور تیسرا مقام علاوہ دوزخ و جنت کی ہمیشہ کو ثابت کیا جاوی جیسا کہ اہل ہوا کہتی ہین

فصل اس بیان مین کہ لوگون کو جہنم مین ڈالینگی اور وہ جہنم مین طرح طرح کی عذاب دیکھینگی

فصل دوزخ کے بیان مین

جہنم مین کفار اور بعض مسلمان گناہگار داخل ہونگی جیسا کہ پہلی بیان کرچکا ہی لیکن مومنین بقدر گناہ اون عذاب پا کر حضرت کی شفاعت سی اوسسی نجات پاوینگی اور آخر جنت مین آوینگی پس کفار ہمیشہ وہان رہینگی چنانچہ اسکا ذکر آتا ہی انشاء اللہ تعالی جہنم کی سختیان اور عذابات قرآن و احادیث مین تفصیل سی بہت مذکور ہین لیکن کچھہ مختصر بیان کرتا ہون تاکہ کتاب طویل نہوجاوی قال تعالی وَلِلَّذِینَ کَفَرُوا بِرَبِّہِمْ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِیرُ ۝ إِذَا أُلْقُوا فِیہَا سَمِعُوا لَہَا شَہِیقًا وَہِیَ تَفُورُ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ۝ اور جن لوگون نی کہ اپنی رب کی ساتھہ کفر کیا ہی انکو جہنم کا عذاب ہی اور کیا بری جگہہ ہے جہنم جب وی ڈالی جاوینگی جہنم مین تو جہنم کی چیخ سنینگی اور جوش مارتی ہوگی جہنم قریب ہے کہ پھٹ پڑی غصہ کے مارے إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِیمِ کَالْمُہْلِ یَغْلِی فِی الْبُطُونِ کَغَلْیِ الْحَمِیمِ ۝ خُذُوہُ فَاعْتِلُوہُ إِلَی سَوَاءِ الْجَحِیمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِہِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیمِ تحقیق تھوہر کا درخت گناہگار کا کھانا ہی تانبی گلی ہوئی کی مانند ہوگا پیٹ مین گرم پانی کی مانند جوش ماریگا دوزخ کے واسطے حکم ہوگا کہ اسکو پکڑو اور کھسیٹ کر بیچ دوزخ مین لیجاو پھر اسکی سر پر گرم پانی کا عذاب ڈالو ترمذی نی روایت کیا ہی کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا دنیا مین آپڑی تو اہل دنیا کی زندگی اس سی فاسد ہوجاوے وَتَرَی الْمُجْرِمِینَ یَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِینَ فِی الْأَصْفَادِ سَرَابِیلُہُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَی وُجُوہَہُمُ

النَّارُ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اور دیکھیگا تو روبرو گنہگارونکو جکڑی
ہوئی زنجیرونمین کپڑی اونکی گندہک کی ہونگی اور ڈہانک لیگی اونکی موہنون کو آگ تو کہ بدلہ دیوی اللہ
ہر شخص کو اوسکی عمل کا اللہ جلد لینیوالا ہی حساب جہنمی ستر گز کی زنجیرونمین جکڑی ہونگی احادیث مین آیا ہی
کہ جہنم کی زنجیر کی گرمی سی پہاڑ موم کیطرح پگہل جاوی اگر پہاڑ پر رکہی جاوی اور گندہک کی لباس پہناکر
آگ مین ڈالی جاوینگی گندہک سی اور زیادہ آگ بہڑکتی ہی موہنہ تک آگ پہونچ جاویگی مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ
وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ
وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ٥ اور آگی اوسکی دوزخ ہی اور پلایا جاویگا ایسا پانی کہ وہ پیپ ہوگی ایک ایک گہونٹ پیویگا اوسکو
لیکن گلے سی نہ اوتار سکیگا اور آویگی اوسکو ہر جگہہ سی موت لیکن نہ مریگا وہ اور آگی اوسکی ہوگا عذاب سخت
ترمذی نی روایت کیا ہی کہ دوزخیونکی زخمونکی پیپ کا اگر ایک ڈول بہر کر دنیا مین ڈالدیوین تو تمام دنیا کی
لوگ اوسکی بدبو سی سڑ جاوین پس ایسی سخت چیز اونکو پلائی جاویگی اور ان عذابونسی موت کا سا دکہہ ہوگا
لیکن موت نہ آویگی کہ مر کر چہوٹ جاوین وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ
مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ اور تحقیق اون سب کفار کی رہنی کی جائی کہ جسکا وعدہ کیا گیا ہی جہنم ہی کہ اوسکی سات دروازے
ہین ہر ایک دروازی کی لئی آدمیونمین سی ایک حصہ بٹا ہوا ہی دوزخ کی سات طبقے ہین لظی حطمہ سعیر سقر
جحیم ہاویہ جہنم پس ان ساتون طبقونمین کم زیادہ عذاب ہی ہر قوم موافق گناہ کی ان مین جا جا کے
داخل کیجاویگی بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ کمتی دوزخ کا عذاب یہہ ہوگا کہ آگ کی نعلین دوزخی کو
پہنائی جاوینگی اونسی اوسکا دماغ ہانڈی کیطرح ابلی گا پس وہ جانیگا کہ سب سے زیادہ مجہکو عذاب ہے حالانکہ سب سے
کم عذاب اوسکو ہوگا الغرض دوزخیونکی لئی وہان طرح طرح کی عذاب ہونگی آگ کی مکان آگ کا فرش زقوم
کہانیکو پیپ پینیکو گندہک کی کپڑی پہنیکو جسکے سبب سے اور زیادہ آگ لگیگی اگر جلکر ایک چمڑی اوتر جاویگی
تو اوسیوقت دوسری جلد طیار ہو جاویگی اور گلی مین ایسی گرم طوق و زنجیر ہونگی کہ جنکی گرمیسی پہاڑ موم ہو جاوین
بخاری اور مسلم نی روایت کیا ہی کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سی ستر حصہ زیادہ گرم ہی یہہ بات ظاہر ہی کہ سلگی
پہولنس کی آگ کوئلہ کی آگ سی کم تیز ہوتی ہی پس دوزخ مین لکڑیونکی جگہہ پہاڑ جلائی جاوینگی تو وہ آگ کسقدر

تیرے ہوئی تپس جب وہ زخمی موت آنکلیگی تو موت نہ آویگی تعاد و نہ ملک لیقض علینا ربک قال انہم
ماکثون ○ اور پکاریگی دوزخی دوزخ کی داروغہ کو کہ مالک اسکا نام ہی یہہ کہ تیرا رب ہم کو موت دیوی مالک
کہیگا تم مثل ہمیشہ یہان رہوگی موت سے تمکو نجات نہیں اور جہنمی اسدسی عا کرینگی کہ ہمکو اب دوبارہ دنیا میں
بہیجی اب کبہی نافرمانی نکرینگی اسد فرماویگا یہہ ہرگز نہوگا انکا شفاعت لوحنا باب ۱۹ مین دجال اور شیطان اور اوسکی
متبعین سترکو یکی یہی جہنم مین داخل ہونا ہم کو ہی ندرو زخکو آگ کی جہیل گندہک سی روشن تعبیر کیا ہی
اور اسی کتاس کی ۲۱ باب مین یون ہی آیت ۸ (پر ڈرنیوالون ردلی بایانون اور نفرتیون اور خونیا
اور حرامکارون اور جادوگرون اور بت پرستون اور ساری جہوٹہون کا حصہ اسی جہیل مین ہوگا جو آگ
اور گندہک سی جلتی ہی ۲۰ باب آیت ۱۰ (اور شیطان جسنی انہیں فریب دیا تہا آگ اور گندہک کے جہیل
مین ڈالا گیا جہان وہ درندہ جانور اور جہوٹہا نبی ہی (یعنے دجال) اور وی رات دن ابدالاباد عذاب مین
رہینگی) اور توریت مین بہی دوزخ کی سات طبقون کا ذکر آیا ہی الہی توفیق عمل صالح کی دی اسداب آخر
سی بہاہ مین رکہہ **کفار کو کبہی ہاں سی نجات نہوگی** کیونکہ بہت جابجا قرآن مین اللہ تعالے
نی خالدین فیہا اور کہین ابدا کر فرمایا ہی کہ وہ ہمیشہ وہان رہینگی اور کہین لن یغفر اللہ لہم فرمایا ہی
کہ کبہی اونکو اللہ نہ بخشیگا اور کہین یون فرمایا ہی کہ وہ جہنم مین رہینگی یہانتک کہ سوئی کی ناکی مین اونٹ نکل
جاوی علی ہذا القیاس ہمیشہ رہنی کی لئی کتنی وعید اور وہ ہوئے ہین اور احادیث مین بہی اسکی بہت جا بجا
تصریح ہی جیسا کہ پہلی گذرا اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی اور عقل بہی تسلیم کرتی ہی کیونکہ کفر اور شرک
نہایت سخت جرم ہی اسکی مقابلہ مین سزا بہی نہایت سخت ہونی چاہی سورہ توبہ کا جہنم ہی وقتیکہ
ادخلنا الفردوس و اخرجنا من النار **فصل اور مومنون کو جنت ملیگی پس وہ وہان**
ہمیشہ رہینگی اور طرح طرح کی عیش و آرام دیکہینگی بعد حساب کے اچہی لوگونکی
لئی جنت مین رہنیگا حکم ہوگا سورہ ال ہمیشہ رہنی کا قال تعالی ادخلوا الجنۃ انتم و ازواجکم تحبرون
داخل ہو بہشت مین تم اور تمہاری بیویان زینت کرتی ہوئی یطاف علیہم بصحاف من ذہب و اکواب
و فیہا ما تشتہیہ الانفس و تلذ الاعین یعنی پہرینگی اونکی آس پاس خادم رکابیان سونیکی اور آبخوری اور جنت

وہ چیز کہ جسکو دل چاہیگا اور آنکھین لذت پاوینگی وَاَنۡتُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ اور تم اسمین ہمیشہ رہنی
والی ہو اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا جو لوگ کہ ایمان لائے
اور عمل نیک کئے اونکی لئے جنت الفردوس اوتری کی جائی ہوگی خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا
ہمیشہ رہینگی وہان نہ چاہینگی وہانسی جگہہ بدلنا غرض وہ بہت سی جائی قرآن مین اور احادیث مین ہمیشہ رہنے
کا ذکر آیا ہی اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہی کہ جو شخص ایکبار جنت مین جائیگا پہر وہانسے نہ نکالا جاویگا
سو وہان اہل جنت ابدًا باد رہینگی اور جنت کیسے عیش و آرام اور نعمتونکا قرآن و احادیث مین بہت جا ذکر ہی
اور خوب تفصیل ہی لیکن کچہہ مختصر بیان ہی لکہتا ہون تاکہ کتاب خالی نرہجائی قال تعالٰی وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اور جو شخص اپنی رب سے ڈریگا اوسکی لئی دو جنت ہونگی ذَوَاتَاۤ اَفۡنَانٍ اور وہ دونون بہت
شاخون والی ہین فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ تَجۡرِیٰنِ اور دونون مین چشمی بہتی ہین فِیۡهِمَا مِنۡ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوۡجٰنِ
اور ان دونون بہشتومین ہر میوہ دو قسم ہین مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنۡ اِسۡتَبۡرَقٍ
وَجَنَی الۡجَنَّتَیۡنِ دَانٍ ۝ جنتی تکیہ لگائی ہوی ہونگی ایسی بچہونون پر کہ استر اونکا تافتہ ہوگا اور میوی
دونون بہشتونکی نزدیک جہکی ہوی ہونگی فِیۡهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ
وَلَا جَآنٌّ ۝ ان دونون بہشتونمین حورین نیچی نگاہ والیان ہونگی کہ اونسی پہلی کبہی اونکو نہ کسی آدمی نی
چہوا ہی نہ جن نی کَاَنَّهُنَّ الۡیَاقُوۡتُ وَالۡمَرۡجَانُ ۝ گویا کہ وہ حورین یاقوت اور مونگا ہین یعنی ایسی
صاف اور خوبصورت ہین رنگ مین وَمِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور ان دو جنتونکی سوا اور دو جنت
ہین مُدۡهَآمَّتٰنِ وہ نہایت سبز ہونگی فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ اور ان دونون بہشتونمین دو چشمی ہونگی
ابلتے ہوئی فِیۡهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخۡلٌ وَّرُمَّانٌ ان دونونمین میوی ہین اور کہجورین اور انار ہین فِیۡهِنَّ خَیۡرٰتٌ
حِسَانٌ انمین اچہی عورتین خوبصورتین ہین لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ کہ نہ ہاتہہ لگایا ہی اون عورتونکو
اونسی پہلی کسی آدمی نی نہ جن نی مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی رَفۡرَفٍ خُضۡرٍ وَّعَبۡقَرِیٍّ حِسَانٍ ۝ تکیہ لگائی ہوئے
سبز اور عمدہ قالینون پر عَلٰی سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَةٍ مُّتَّکِـِٕیۡنَ عَلَیۡهَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ۝ سونیکی تارون سی بنی ہوی
پلنگون پر تکیہ لگا کر آمنی سامنی بیٹہینگی یَطُوۡفُ عَلَیۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ بِاَکۡوَابٍ وَّاَبَارِیۡقَ

وکاسٍ من معین لا یصدعون عنہا ولا ینزفون ○ وفاکہۃ مما یتخیرون ولحم طیر
مما یشتہون لڑکی ہمیشہ رہنی والی آبخوری اور آفتابی اور پیالی صاف شراب کی کہ نہ اوس سی انکو سر درد ہوگا
اور نہ اوس سی بہکین گی اور جس قسم کی میوی کو کہ وہ پسند کرینگی اور جس پرند کا گوشت کہ وہ چاہینگی انکی پاس
پہونچیگی وحور عین کامثال اللؤلؤ المکنون اور واسطی انکی عورتین ہین گوری بڑی آنکھون والی جیسا
موتی سیپ مین چھپا ہوا ہوتا ہی جزاء بما کانوا یعملون یہہ بدلہ ہی انکی عمل کا لا یسمعون فیہا
لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما نہ سنی مین آویگی انکو بیہودہ اور گناہ کی بات مگر یہی سلام سلام کہنا
یعنی جنت مین ایک دوسری کو سلام کریگا فقط یہہ تو سنی مین آویگا باقی گالی گلوچ رنج رنجش کی بات وہان نہی
مین نہ آویگی صحیحین مین ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ مین نی
اپنی بندون نیک کی واسطی ایسی نعمتین طیار کر رکھی ہین کہ نہ کسی آنکھ نی دیکھا نہ سنا ہی نہ کسی کی خیال مین گذرین ہین
اور چاہو تو اس آیت کو پڑہو فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین نہین خبر کسیکو اوس کی کہ جو کچھ
نی چھپا رکھا ہی کہ جس سی ٹھنڈی ہو جاوین گی آنکھین صحیحین مین ہی کہ جنت مین سوار کی کوڑا
رکہنی کی جگہہ بہتر ہی دنیا و ما فیہا سی یعنی سوار جب گھوڑی سی اترتا ہی تو جگہہ کوڑا ڈالدیتا ہی جنت
کی وہ جگہہ بہی تمام دنیا سی بہتر ہی بخاری نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہی کہ اگر جنت کی عورتو
مین سی ایک عورت زمین کی طرف جھانکی تو جنت زمین تک سب روشن ہو جاوی اور خوشبو سی بھر جاوی
اور حور کی سر کی اوڑہنی دنیا وما فیہا سی بہتر ہی صحیحین مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جنت مین
ایک ایسا درخت ہی کہ اگر سو برس تک سوار اوسکی سایہ مین چلی تو بہی تمام نہو اور صحیحین مین ابی موسی
سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جنت مین مومن کی لئی ایک موتی کا ایک خیمہ اتنا بڑا ہوگا
کہ اوسکا عرض ساٹھ میل کی برابر ہوگا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسکی طول کی آئی ہی اور اوسکی ہر ایک گوشہ مین
مومن کی بیویان ہونگی کہ ایک دوسری کو نہ دیکھیگی اور مومن سب کی پاس جایا کریگا اور دو جنت چاندی کی کہ جن کی
اونکی برتن اور کل سامان چاندی کا ہی اور دو جنت اون کا کل سامان سونی کا ہی صحیحین مین ہی روایت کیا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ جنت مین سو درجی ہین اور ہر ایک درجی مین آسمان زمین کا فاصلہ

پر بڑا فاصلہ ہی اور فردوس سب سے اوپر ہی اوسمین سی جنت کی چاروں نہرین نکلتے ہین اور اوسکی اوپر عرش ہے
پس تم جنت مانگو تو اللہ سی فردوس مانگو صحیح مسلم مین ابو ہریرہؓ سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو جنت مین جاویگا ہمیشہ نعمتین پاویگا فقر و فاقہ نہ اوٹہاویگا نہ کبہی اوسکی کپڑی میلی ہونگی نہ جوانی جاویگی ترمذی
نی معاذ بن جبل سی روایت کیا ہی کہ جنتی لوگ بی ریشی ہونگی سب کے آنکہون مین قدرتی سرمہ لگا ہوگا
تیس یا تینتیس برس کی عمر ہوگی ف یہی زمانی مین تینتیس برس کی عمر مین ابتدا ارشاد ہوتا تہا سو حضرت کے
یہہ مراد ہی کہ جنت کے لوگون کی عمر ابتدا ارشاد معلوم ہوگی مسلم نی انسؓ سی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ جنت مین ایک بازار ہی ہر جمعہ کو وہان جنتی لوگ جایا کرینگی پس شمالی ہوا چلیگی اونکی مونہہ اور
کپڑون پر مشک و زعفران ڈالیگی اوس سی اونکا حسن جمال اور زیادہ ہوجاویگا پس جب بہت گہر پر آیا کرینگی تو
اونکی گہر والی کہا کرینگی کہ واللہ تمہارا آج حسن جمال زیادہ ہوگیا ہی وہ کہینگی کہ بخدا ہماری بعد تمہارا بہی حسن و
جمال بہت بڑہ گیا ہی جنت کے عیش و آرام کا احادیث و قرآن مین بہت ذکر ہے جسکو تفصیل مطلوب ہو
وہان دیکہہ لی یا اللہ جسکی نصیب کریگا وہ وہان خود جاکر دیکہیگا مکاشفات انجیل باب ۲۱ اور ۲۲ مین
بہی جنت کا بیان ہی کہ جسکو شہر مقدس کی ساتہہ تعبیر کیا ہے چنانچہ باب ۲۱ آیت ۱ مین یون ہی (پہر مینے
ایک نئی آسمان اور نئی زمین کو دیکہا کیونکہ اگلا آسمان اور اگلی زمین جاتی رہی تہی آیت ۲ اور مجہہ یوحنا
نی شہر مقدس نئی یروسلیم کو آسمان سی دلہن کی مانند سنگار کری خدا کی پاس سی اوترتی دیکہا آیت ۳
ہم اور خدا اونکی آنکہون سی ہر ایک آنسو پونچہیگا اور پہر موت نہوگی اور نہ غم اور نہ نالہ اور نہ پہر دکہہ ہوگا کیونکہ
اگلی چیزین گذر گئین) اور یہہ بیان موافق ہی آیات قرآنیہ کی جنکا ذکر ہوا گئیں آیت ۱۸ (اور اسکی
دیوار یشم کی بنی تہی اور وہ شہر خالص سونی کا شفاف شیشی کی مانند تہا آیت ۱۹ اور اوس شہر کی دیوار کی
نیوین ہر طرح کی جواہر سی آراستہ تہین پہلی نیو یشم دوسری نیلم کی تیسری شب چراغ کی چوتہی زمرد کی پانچوین
عقیق کی چہٹی لعل کی ساتوین سنہری پتہر کی آٹہوین فیروزہ کی الخ آیت ۲۱ مختصراً (ہر ایک
دروازہ ایک ایک موتی کا اور سڑک خالص سونی کی شفاف شیشے کی مانند) ۲۳ مختصراً (اور وہ شہر
سورج کا محتاج نہین اور نہ چاند کا کہ وی اوسکو روشن کرین کیونکہ خدا کی جلال نی اوسی روشن کر رکہا ہے

سو یہ مطابق ہی قرآن و حدیث کی کما قال ویرزقون فیہا ثمرات الآیہ اور احادیث میں آیا ہی کہ جنت میں
عرش کی روشنی ہوگی آیت ۲۷ (اور کوئی چیز ناپاک نفرت انگیز یا جھوٹ اوس میں کسی طرح نہ آویگی) قرآن
میں ہی اللہ تعالیٰ نی فرمایا ہی لا یسمعون فیہا لغوا ولا تأثیما وہان بیہودہ اور گناہ کی بات نہیں سنینگی
بالکل آیت ۱ (پھر اوسنی آب حیات کی ایک صاف ندی مجھی دکھائی جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور برہ کی
تخت سی نکلتی تھی) تا بیہ نہر تسنیم کا بیان ہی کہ جو عرش سی نکلتی ہی (آیت ۴) اور وی اوسکا مونہہ
دیکھینگی) یعنی دیدار الٰہی ہوگا جیسا کہ قرآن سی ثابت ہی (۵) اور وہان رات نہوگی اور وی چراغ اور
سورج کی روشنی کی محتاج نہونگی اور وی ابد الآباد بادشاہت کرینگی) قرآن میں بھی خلود اور خالدین فیہا
آیا ہی سو وہان اہل جنت ہمیشہ رہینگی پس تفصیل مکاشفات یوحنا شاگرد عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہی اور کتاب
مکاشفات عیسائیوں کی نزدیک مجموعہ انجیل میں داخل ہی پس عیسائیوں کا کوچہ بازار میں کہتی پھرنا
یہ طعن کرنا کہ آنحضرت نی یوں ہی خیالی جنت دوزخ لوگوں کی لالچ اور ڈرانیکو بیان کردی ورنہ حقیقت میں
کچھ بھی نہیں بالکل بیجا اور خلاف نقل و عقل اور بی ایمان کی بات ہی **ف** دوزخ و جنت کی حقیقت
میں اختلاف ہی بعض کہتی ہیں روحانی ہیں بعض جسمانی مگر یہ نزاع لفظی ہی کیونکہ جو جسمانی ہونیکی قائل ہیں
وہ ایسا جسم نہیں کہتی ہیں کہ جو قابل فنا و تغیر ہی بلکہ جسم لطیف کہ جسکو روح سی تعبیر کرتی ہیں اور جنت دوزخ
میں ثواب و عقاب کیلئی انسان کی اعمال کسی صورت میں ظہور کرتی ہیں اچھی اعمال حور و قصور بنتی
ہیں بری سانپ بچھو کی صورت میں آ جاتی ہیں کیا خوب فرمایا ہی کسی نی ؎ ہست دوزخ جنت
اعمال بد ہست جنت حلیت اعمال خوش ؎ اللہم ہب لنا جنۃ الفردوس **(دوزخ اور**
جنت اب بھی موجود ہیں) کیونکہ حوا اور آدم علیہ السلام کا قصہ کہ وہ جنت میں
رہتی تھی پھر وہاں سی نکالی گئی جیسا کہ قرآن میں موجود ہی اس پر صاف دلالت کرتا ہی اور علاوہ اسکی قرآن
کی بہت سی آیات اس مطلب کو ثابت کرتی ہیں کما قال تعالیٰ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ کہ جنت پرہیزگاروں
کی لئی تیار کی گئی ہی اور دوزخ کی نسبت فرمایا ہی أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ کہ دوزخ کافروں کی لئی تیار ہوئی
ہی اسکی سوا بہت سی احادیث صحاح اسپر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت نی شب معراج میں جنت اور دوزخ

کو دیکہا اور ایک حدیث خسوف الشمس مین ہی کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ مین دوزخ کے لپٹ سی نماز مین پیچہی
ہٹا تہا اور دوسری جنت کے لینے کی قصد سی آگی بڑہتا تہا اور اگر وہان کا ایک انگور کا خوشہ لیے لیتا تو تم اوسکو ابد الاباد
تک کہاتی پہرتی وہ کم نہ ہوتا چنانچہ صحاح مین یہہ حدیث موجود ہی اور شہداء بدر اور اُحد کی لئی اپنی فرمایا
تہا کہ جنت مین ہین الغرض اس قسم کی احادیث سب اگر حد تواتر کو پہونچ گئی ہین جو تہی جن آیات سے
کہ ہمنی عالم برزخ کا اثبات کیا تہا وہ جنت اور دوزخ کی موجود ہونی پر دلالت کرتی ہین اور ایسے لئی کام
صحابہ اور تابعین اسپر متفق تہی کہ جنت اور دوزخ اب بالفعل موجود ہین **معتزلہ** کہتے ہین اب موجود نہین
بلکہ قیامت کو موجود ہونگی اس لئی کہ اللہ تعالیٰ جنت کی نسبت یون فرماتا ہی تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا
لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا اس آخرت کی گہر کو بنائینگی ہم اون لوگونکی واسطے کہ جو دنیا مین اپنا علو چاہتے
ہین نہ فساد دوسرے جنت اگر بالفعل موجود ہو تو اللہ کے اس قول کی موافق كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ کہ سوا اوسکی ذات
کی ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہی جنت کا ہلاک ہونا لازم آوی حالانکہ بالاتفاق جنت کی کوئی چیز فنا نہین
ہوگی کما قال تعالیٰ أُكُلُهَا دَائِمٌ یعنے جنت کی کہانی ہمیشہ رہنی والی ہین **جواب** نجعل حال اور
استقبال دونون معنی مین مستعمل ہی پس ہم نہین تسلیم کرتی کہ وہ استقبال کی لئی آیا ہی کہ جس سے تم اپنا
مدعی ثابت کرتی ہو دوسری اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو نجعل کی معنے نملک کی ہین نہ نخلق کے پس آیت کے
معنی یہہ ہین کہ اس دار آخرت کا مالک ان لوگونکو کرونگا کہ جو دنیا مین فساد اور علو نہین چاہتی تیسرے
اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوے کہ نجعل خلق کے معنی مین ہی پس یہہ آیت اوس آیت کی کہ جس مین اعدت کا لفظ مذکور
ہی معارض ہوگی اور آدم کا قصہ اور عالم برزخ کے آیات اور جمیع احادیث بلا معارضہ باقی رہینگی پس
ہم اونہی استدلال کرینگی اور بسبب معارضہ کی نہ اعدت مسلم ہوگا نہ نجعل کیونکہ اذا تعارضا تساقطا مشہور ہی اور
دوسری دلیل کا یہہ جواب ہی کہ جنت کی کہانونکی دوام سی مراد یہہ ہی کہ اونکی نوع قطع نہ ہوگی جب ایک
پہل کہا چکی جہٹ دوسرا موجود ہوجاویگا سو یہہ اسکی منافی نہین کہ ایک لحظہ بہر اس قول کی صادق
آنیکی لئی ہلاک ہوجاوین علاوہ اسکی ہلاک اسکو نہین چاہتا کہ وہ شی فنا ہوجاوی بلکہ قابل نفع نہ رہی اور
اگر یہہ بہی تسلیم کیا جاوی تو کل شی ہالک کی یہہ معنی ہین کہ ہر شی ممکن ہی اپنی ذات کی لحاظ سی ہلاکی لئے

وجود نہین ہی اگر موجود ہی تو اللہ کی جود سی ہی اور وجود امکانی وجود واجبی کی مقابلہ مین بمنزلہ عدم کی ہی
اونکے رہنیوالونکو اور اونکی چیزون کو کبھی فنا نہین پس کبھی
جنت اور اہل جنت کو فنا نہی اور نہ کبھی دوزخ اور اہل دوزخ کو فنا ہی کیونکہ اونکی نسبت اللہ تعالی نی قرآن
مین خالدین فیہا ابدًا فرمایا ہی پہنچ جو مشہور ہی کہ اللہ کی اس قول کی صادق آنیکی لئی ایک لحظہ بھر ہر چیز
فنا کی وقت معدوم ہو جاویگی اور وہ قول یہہ ہی کل شی ہالک الا وجہہ سو یہہ اس طرح جکہ ہمیشہ رہنی کے
مخالف نہین کہ جس کا ہمنے پہلی ذکر کیا ہی **شبہہ** قرآن مین بھی اور احادیث مین بھی آیا ہی کہ جنت
مین چاندی سونی کی اینٹ یا مکانات یا موتی کا خیمہ ہوگا علی ہذا القیاس پس اگرچہ عقل کی نزدیک محال نہین کہ
اللہ تعالی سانپ بیل کا ایک موتی کا خیمہ پیدا کردی یا محل نشین کہ جسکا اہل اسلام ذکر کرتی ہین ان پیدا
کردی کیونکہ اوسکی قدرت سے یہہ باہر نہین ہی لیکن یہہ تو عقل کی نزدیک ہرگز مسلم نہین کہ سونا چاندی وغیرہ
معدنیات یا عناصر کی چیزین ہمیشہ رہین اور ابد تک قیام پذیر ہو دین **جواب** ہم پہلی ثابت کر چکی ہین
کہ یہہ دنیا بالکل معدوم ہو جاویگی اور یہہ زمین کسی اور زمین سی بدلی جاویگی پس سونا وغیرہ معدنیات
بھی جاتی رہینگی پس جہان شارع نی سونا چاندی یا موتی وغیرہ چیزین جنت کیلئے بیان فرمائی ہین سو وہ معدنیات
کی قسم سی نہین ہین اور نہ تھا منظور تھا اس عالم کی لوگونکو پس جنت مین جو چیزین ہین انکی سونی چاندی
یا موتی کی شاید کسی وصف مین تہی انکی سمجہانیکی واسطے اوسکو سونی یا چاندی یا موتی سی تعبیر کیا ہے
ورنہ وہانکی موتیو کی آگی یہان کی موتیو کی کیا حقیقت ہی اور وہانکی سونی چاندی کی آگی اس سونی
چاندی کی کیا قدر ہی اور اسی امر خفی کی طرف شارع نی فرمایا کہ جنت کی نعمتین کسی آنکھ نی دیکھا نہ کان نی سنا
نہ اوسکا کسی کی دل مین خیال آیا ہی وہ چیزین اصلی طیار کی ہی پس یہانکی چیزین اور وہانکی چیزین فقط
نام مین شرکت ہے ورنہ اونکی حقیقت اور ہی اور اونکی حقیقت اور پس اگر شارع وہانکی چیزونکو اور نام سی تعبیر
کرتی تو کوئی نہ سمجہتا **جنت مین موافق اعمال کی ہر شخص کو اللہ کا دیدار**
ہوگا پس کوئی ہر وقت مشاہدہ جمال کبریائی مین مستغرق رہیگا اور کوئی ان ہر کوئی ہفتہ بعد اور کوئی
کوئی مہینی کی مقدار مین کوئی تمام عمر مین ایکبار اللہ کو دیکھیگا اور صحیح یہہ ہی کہ عورتون کو بہی

دیدار ہوگا اور دلیل اسکی نفی یہہ ہی کہ یہہ دیدار فی نفسہ ممکن ہی کوئی دلیل اسکی محال ہونی پر قایم نہین ہی
پس جن آیات و احادیث مین اسکی صراحت ہے انکی ظاہری معنی لیی جاوینگی قال تعالی وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ
إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ یعنے بہت سی لوگ قیامت کو شاد و خرم ہونگی اور اپنی رب کو دیکھینگی بخاری اور مسلم نی روایت کیا
ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا یعنے تم اپنی رب کو انکہوں سی دیکھوگی اور ایک روایت
مین یون آیا ہی کہ ہم حضرت کی پاس بیٹہی تہی اور اُسروز چاند نکلا ہوا تہا پس آپنی چاند کی طرف دیکہکر فرمایا کہ تم اپنی
رب کو اس طرح صاف دیکھوگی کہ جسطرح اس چاند کو دیکھتے ہو الغرض یہہ حدیث مشہور ہی اسکو اکابر صحابہ رضی مین سی
انیس صحابی نی روایت کیا ہی اور تمام امت متفق ہی کہ قیامت مین دیدار الٰہی حق ہی اور اسبات مین جسقدر
آیات ہین سبکے معنے ظاہر مراد ہین البتہ بعد مین معتزلہ سی دیدار الٰہی کا انکار ثابت ہوا اور ان آیات کی تاویلات کرنا شروع
کیا اور انکی سب شبہات عقلیہ مین سی بڑا قوی شبہہ دیدار الٰہی کی نہونی پر یہہ ہی کہ انکہہ سی کسی چیز
کی دیکھنے کی لئی یہہ چند شرطین ہین اول یہہ کہ جسکو دیکھے وہ کسی مکان مین ہو دوم وہ کسی طرف مین ہو سوم
دیکھنے والی کی سامنے ہو کیونکہ پیچھی ہوگی تو نظر نہ آویگی چہارم یہہ کہ ان دونونکی درمیان نہ تو بہت مسافت
ہو کیونکہ بہت دور کی چیز نظر نہین آتی نہ نہایت قریب ہو کیونکہ جو چیز بالکل آنکہہ کی پاس ہوتی ہی وہ بہی
نہین دیکہائی دیتی پنجم یہہ ہی کہ وہانتک شعاع بصری پہونچی اور یہہ سب امور اللہ تعالی کی نسبت محال
ہین کیونکہ ان چیزونسی جسمیت ثابت ہوتی ہی **جواب** یہہ سب شرطین جسمانیات کے دیکھنے کیلئے
ہوتی ہین اور اللہ تعالی جسمانیات سی جدا ہی پس اسکی لئی یہہ شرطین ثابت کرنا قیاس مع الفارق ہی
بلکہ اللہ تعالی جنت مین مومنین کو ایسی انکہین عطا فرماویگا کہ جس سے وہ اسکو بدون ان شروط کے
دیکھینگے اور نقلی شبہہ معتزلہ کا یہہ ہی کہ اللہ تعالی قران مین فرماتا ہی لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کہ اسکو انکہین
دریافت نہین کرسکتین اسکا جواب یہہ ہی کہ اول تو الف لام استغراق کی لئی نہین ہے پس معنے
یہہ ہوئی کہ کل ابصار اسکو نہین دریافت کرسکتین بلکہ بعض دریافت کرسکتے ہین دوسرے ادراک سی
کہ جسکی نفی کی ہی کامل مراد ہے کہ بالکل احاطہ کرلیوی پس یہہ نہ ثابت ہوا کہ کسی طرح پر اسکو بصر دریافت
نہین کرتی تیسری اس آیت سی مراد یہہ ہی کہ ہر وقت اور ہر جگہہ ابصار اسکو دریافت نہین کر سکتے

پس یہہ ثابت ہوا کہ کسی وقت بعبارت سی معلوم ہوتا ہی کہ اس آیت سی اللہ کو دیکھنا ممکن معلوم
ہوتا ہی کیونکہ یہہ آیت اللہ تعالی کے مدح مین ہے پس مدح یہہ ہے کہ دیکھنا اوسکو ممکن ہے لیکن
وہ نظر نہین آتا بسبب حجاب کبریائی اور جلال کے پس اسی لیے لن ترانی فرمایا اور لن اُری
نہین ذکر کیا کہ تو اے موسی مجھی نہین دیکھہ سکتا نہ یہہ کہ مین دکہائی نہین دے سکتا اور دوسرا
نقلی شبہ یہہ ہے کہ جہان کہیں اللہ تعالی کے دیدار کے طلب کا ہے تو اوسکے جواب مین اللہ نے استعظام
اور استنکار ظاہر فرمایا ہے چنانچہ موسی کی قوم نے کہا تہا کہ جبتک خدا کو نہ دیکھہ لین گے تب تک ہم ایمان
نہ لائین گے تو اونکو بجلی نے ہلاک کیا یا موسی نے کہا تہا رب ارنی انظر الیک کہ اے اللہ تو مجھکو اپنا
دیدار دکہلا تو جواب مین فرمایا لن ترانی کہ تو مجھی ہرگز نہین دیکھہ سکیگا اسکا جواب یہہ ہے کہ موسی کے
قوم عناد اور سرکشی کی طور پر اللہ کا دیدار چاہتے تہی سو اسلیئے اونکو یہہ ہوا اور اگر نا ممکن ہوتا تو موسی علیہ السلام
اونکو خود منع کر دیتی جسطرح کہ بت کو خدا بنانے سے منع کر دیا تہا اور موسی علیہ السلام کا دیدار کا سوال کرنا خود
دلالت کرتا ہی کہ دیدار الہی ممکن ہی کیونکہ اگر محال ہوتا تو پہر موسی کا طلب کرنا موسی کے لاعلمی پر دلالت کرتا
کہ انکو بقدر معلوم نہ تہا کہ اللہ کا دیکھنا محال ہے اور اوسکی نسبت موجب عیب ہی یا ایک عبث اور بیفائدہ چیز کے مانگنی پر جرأت کرنا ہے
اور انبیاء علیہم السلام کی شان سی یہہ امر بہت بعید ہے اور دوسرے اللہ نے جواب مین موسی کو فرمایا کہ اگر پہاڑ تہم رہا تو تو بہی مجھے
دیکھہ لیگا پس پہاڑ کے قیام پر رویت کو معلق کیا جا ا کہ پہاڑ کا قیام محال نہین ہی پس رویت اللہ کے بہی محال نہین ہی لیکن
دنیا مین بشر کو اوسکی دیکھنے کی طاقت نہین سو الہی موسی کو منع کر دیا تیسرے موسی کی یون فرمایا کہ تو مجھی نہین دیکھہ سکتا سو اس سے
یہہ نہین ثابت ہوتا کہ خدا کسیکو نظر نہین آ سکتا کیونکہ ممکن تہا کہ اوسوقت موسی کو دیدار کی طاقت نہ تہی اور صحابہ کا
شب معراج مین وقوع دیدار الہی مین اختلاف کرنا ممکن ہونی پر دلالت کرتا ہی **ف** خواب مین اللہ تعالی کو دیکھنا
جیسا کہ سلف سی منقول ہی ممکن ہی چنانچہ امام ابوحنیفہ رح اور امام احمد حنبل رح سی منقول ہی کہ اونہون نے خواب مین اللہ تعالی
کو دیکہا لیکن معتزلہ بہی اسکا انکار نہین کرتی کیونکہ خواب مین دیکھنا مشاہدہ باطنی ہے کہ رویت بصری اور سی
جانے سی علما متفق ہین کہ جو شخص دنیا مین اللہ کو آنکھہ سے دیکھنے کا دعوے کرے وہ کافر ہے یہہ بحث
علم کلام کے مطولات مین بڑی تفصیل سے مندرج ہی جسکو زیادہ تحقیق منظور ہو وہان دیکھہ لے

خاتمۃ الکتاب

فصل: مسلمانونپر واجب ہی کہ ایک شخص کو امام بناوین:

مسلم نے ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص بے امام کے مرگیا تو اوسنے جاہلیت کی موت پائی - یعنے جس زمانے مین امام موجود نہو تو اوس زمانے کے مسلمانونکی جاہلیت کے زمانہ کی طرح موت خراب ہے اسسے امام بنانیکی بہت تاکید ثابت ہوئی اور دوسرے بہت سے دین کے واجبات امام پر موقوف ہین اور جس چیز پر کوئی واجب موقوف ہو تو وہ چیز بھی بضرورت واجب ہو جاتی ہے اور وہ واجبات یہہ ہین مسلمانونکی نزاع کا فیصلہ کرنا عیدین اور جمعہ کا قائم کرنا حدود شرعی کو جاری کرنا لشکر اسلام کی طیاری کرنا غنائم کا تقسیم کرنا صدقات اور ضعفاء مسلمین کی پرورش کرنا علی ہذا القیاس اور بہت سے ایسی امور ہین کہ بدون حاکم کے اونکا عمل مین لانا ممکن نہین اور اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اول ابوبکر صدیق رضہ کو اپنا حاکم بنایا تب حضرت کی تجہیز و تکفین کی اور اسی جانبی سے اسلام کی تمام فرقونکا اس بات پر اتفاق ہی ہان معتزلہ اللہ پر واجب کہتی ہین کہ اوسکو ضرور ہی کہ مسلمانونمین سے کسی کو حاکم کرے تاکہ اسلام کی جمیع امور بخوبی ادا ہوتی رہین اور مسلمان لوگ خراب نہو جائین ورنہ امام نہونیکی صورت مین خود سر لوگ ہو جاوینگی غیر لوگ اونکو اپنا محکوم بنا کر ہزارہا امور دینی انسی ترک کرا دیوینگی اور یہہ بیچارے اونکی ہاتون مین ذلیل ہو جاوینگی پس اسلام ہی ذلیل ہو جاویگا حالانکہ اسلام کو سب دینونسے غالب رکھنی کا وعدہ اوسنے کیا ہے یا یون کہ ایک دوسرے پر جو بد جفا کر کے ضعیف ہو جاوینگے اور صدہا طرح کی خرابیان جو حاکم کے نہونے سے ہوتی ہین پیش آوینگے لیکن اہل حق کے نزدیک اللہ پر کوئی چیز واجب نہین ہے ہان مسلمانون پر ضرور واجب ہے کہ وہ اتفاق کر کے ایک شخص کو اپنے مین سے حاکم بنا دین تاکہ یہہ مفاسد جو مذکور ہوے ہین لازم آ دین سوال

اگر کوئی شخص حکومت عامہ رکھتا ہو اور اوسمین امامت کی شرطین اگر نہ پائی جاوین وہی
کافی ہے جواب ہان امور دنیاوی مین کافی ہو سکتا ہے لیکن امور دینی جو مقصود
تر مین بہت سے فوت ہو جاوینگے پس بدون امام کی حکومت عامہ والی شخص
سے کام نہین چلتا ہے امام کی شرطین یہ ہے (اور وہ امام مسلم حر مرد عاقل
بالغ قریشی صاحب سیاست اور احکام جاری کرنے پر اور دار الاسلام
سلام کی حدود کی محافظت رکھنی پر اور مظلوم کا ظالم سے حق دلانے
پر قادر اور سب لوگون پر ظاہر ہو) پس جس شخص مین یہ صفات پائی جاوین
اوسکو اہل اسلام متفق ہو کر اپنا حاکم بنا دین اور اوسکی تابعداری کرین اب ان شروط
کی تفصیل کرتا ہون مسلمان ہونا امام کے لئی اس لئی شرط ہے کہ اللہ قرآن مین فرماتا ہے
مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا کہ اللہ نے کافرونکی لئی مسلمانون پر حکومت
نہین بنائی ہے پس کافر کو مسلمانون کا حاکم ہونا نہین پہنچتا ہے اور حر اس لئے کہ غلام
اول تو اپنے مولی کی خدمت سے فارغ نہین ہوتا دوسرے لوگونکی انکھون مین حقیر ہوتا ہے
اور مرد اس لئی کہ عورتین ناقصات الدین والعقل ہوتی مین سو وہ حکومت کے قابل نہین
اور عاقل اس لئی کہ دیوانہ حکومت کا اہل نہین اور بالغ اس لئی کہ لڑکا تدبیر امور مصالح
جمہور کے قاصر ہے اور قریشی ہونا اس لئی شرط ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
الائمة من قریش کہ امام قریش ہی ہونا چاہیی اور یہ حدیث اگرچہ خبر آحاد ہی لیکن جب کہ
ابو بکر صدیق رض نے انصار کی مقابلہ مین حجت بنا کر روایت کیا اور اوسکی بعد کسی نے
اسکا انکار ہی نکیا تو گویا مجمع علیہ و متفق علیہ ہو گئی لیکن خوارج اور بعض معتزلہ کے
نزدیک امام کا قریشی ہونا کچھ ضرور نہین بلکہ جو مسلمان اسکی قابل ہو وہ امام ہو سکتا ہے
اور امام کا قریشی ہونا شاید حضرت م نے اس لئی مقرر کیا ہو کہ امام بنانی سی
[illegible] ہے اور لوگونکی عادت یون ہے کہ وہ سردار کی بعد اوسکی ہم قوم کو

تو مانتی ہین اور ہی انکار کرہیٹہی ہین اور سردار سبکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین لیس ائمہ بہی
قریش تہی سو اس لئی آپنی فرمایا و اللہ عالم اور امام کا صاحب سیاست ہونا اور احکام کی
جاری کرنے پر قادر ہونا اور مظلوم کا حق دلانے پر قادر ہونا اور حدود دار الاسلام کی پاسبانی
پر قادر ہونا اس لئی شرط ہی کہ بدون ان کے وہ غرض کہ جسکی لئی اوسکو امام بنایا ہے حاصل
نہین ہوتی اور امام کا سب لوگونکے نزدیک ظاہر ہونا اس لئی شرط ہے کہ اگر امام لوگونسی
پوشیدہ ہوا اور کسیکی اوسکی پاس آمد رفت نہو تو اوسکا ہونا نہونا برابر ہے جس غرض کی لئی
اوسکو امام کیا تہا وہ اوس سے حاصل نہین شیعہ اور اونمین سی بالخصوص امامیہ کا یہہ
عقیدہ فاسد ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد امام برحق علی رضا ہین پہر اونکی بعد اونکی بیٹی
حسن ہین اونکی بعد اونکی بہائی حسین ہین اونکی بعد اونکی بیٹی علی زین العابدین ہین اونکی بعد
اونکی بیٹی محمد باقر ہین اونکی بعد اونکی بیٹی جعفر صادق ہین اونکی بعد اونکی بیٹی موسی کاظم ہین اونکی بعد
اونکی بیٹی علی رضا ہین اونکی بعد اونکی بیٹی محمد تقی ہین اونکی بعد اونکی بیٹی علی نقی اونکی بعد اونکی
بیٹی حسن عسکری اونکی بعد اونکی بیٹی محمد الملقب بہ مہدی ہین اور امام مہدی دشمنونکے خوفسی
پہاڑ مین چہپکر بیٹہہ گئی ہین کبہی موقع پاکر نکلین گے اور انکی ہان بارہ امام یہی ہین اب ہم ان شیعہ
سی روایات پوچہتی ہین اول یہہ کہ تم امام سے کیا مراد لیتی ہو آیا تم بہی یہی معنی مسلم رکہتی ہو پس
اس معنی سی تو سوای حضرت علی رضی اللہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ان حضرات مین سی
کوئی حاکم نہ تہا بلکہ اوسوقت کی ظالم حاکمونکی خوفسے یہہ سب بزرگوار چہپی پہرتے تہی چنانچہ
شیعہ کی کتابون مین بہی اسکی خوب تصریح ہی ہان مہدی رضی اللہ عنہ قریب قیامت کی
پیدا ہونگی اور امام بنای جاوینگی اور اگر تمہارا مطلب یہہ ہے کہ یہہ بزرگان دین اور اہل بیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین یہہ لوگ حاکم بنانے کے قابل تہی سو یہہ ہماری نزدیک
بہی مسلم ہے بلکہ شیعہ سی زیادہ ہم انکی محبت اور اونسی حسن عقیدت رکہتے ہین اور
انکی محبت کو رونق ایمان جانتی ہین کیونکہ یہہ ہماری پیشوائی ہین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شاید

شیعہ اور سب صحابہ کے برا کہنے کو اور محرم مین اونکی نانکی کا عذ ونکی بت بنانی اور سر پر سہرا بندہا
اور شادیونکی طرح تاشی مرفے بجانی کو اور عشرہ محرم مین تعزیونکی ساتہہ جوان عورتون کا
بناؤ سنگار کرکے ہر گلی وکوچہ مین گشت کرنے کو اور امام باڑون مین بیٹہہ کر سر پیٹنی ماتم داری
کرنیکو اور مرثیہ خوانی کرکے اوچہلنی کودنیکو کہ جسپر ہنود یہود ونصاری قہقہی مارکر ہنستی ہین اہل
بیت کی محبت کہتی ہین تو خیر یہہ محبت کہ جسکی برای صریح آیات قران واحادیث مین ہی
انہین کی پاس رہے ہم اس محبت سے بری ہین اللہ ہمکو اونکی محبت دی کہ جس سی وہ بہی ہمسی
خوش رہین اور اللہ اور رسول بہی راضی رہین آمین آمین دوسری بات یہہ ہی کہ جبکہ صدہا
برس سی امام مہدی ڈر کر پہاڑ دشمنین چہپی بیٹہی ہین اور اہل اسلام پر صدہا طرح کی آفات وبلیات
جو امام کی نہونے سے ہوتی ہین نازل ہو رہی ہین او ہو چکی ہین پس ایسی وقت مین اونکی
امام ہونے نے کیا فائدہ دیا امام اس لئی ہوتا ہی کہ لوگ جاکر اپنی ضرورت اوس سے روا کرین
اونکی پاس تو کوئی مظلوم جا سکتا ہی نہ کوئی فریادی پہنچ سکتا ہی بلکہ ہزارہا بیچارے اسی انتظار
مین مرگئی ہونگی اگر اونکی بعد آپ آئی تو بقول شخصے پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد کس کام اونکی
اچہا یہہ مانا کہ وہ عیسی اور خضر کی طرح صدہا سال سے زندہ ہین لیکن ایسا کیا خوف اونپر غالب
آیا کہ اونکی بعد ایران وہندوستان مین خصوص شیعہ کی بڑی بڑی سلطنتین ہو چکی ہین
اور خصوص نواب محمد علیشاہ اور آصف الدولہ وغیرہ حاکمان لکہنو کی فوجونکے نقارے اور باجے
کے اونکی کانمین آواز گئی ہوگی پہر بہی وہ باہر تشریف نہ لائی نہ کسی شخص کو کبہی اپنی حالسے
خبردار کیا خیر امامت کا دعوی نکرتے پر اپنی آبا و کرام کی مانند لوگون پر ظاہر تو ہوتی اللہ تعالی
شیعہ کی عقل کو درست کرے انا للہ وانا الیہ راجعون (امام کی واسطی اپنی سب
اہل زمانہ سی اچہا ہونا یا ہاشمی یا علوی ہونا یا معصوم ہونا شرط نہین حضرت
اپنی سب اہل زمانہ سے اچہا ہونا اس لئی شرط نہین ہی کہ اول تو جس کا اہل زمانہ
اچہا ہونا یقینی معلوم ہونا مشکل کیا بلکہ محال ہی دوسری امامت ایک مسلمانونکی خدمت

ہی پس ادنیٰ اوقات کم رتبہ کا آدمی اعلیٰ رتبہ کے آدمی سی اس خدمت کو اچھی طرح
ادا کرتا ہے اور ہاشمی یا علوی ہونا اس لئی شرط نہین کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان
ذی النورین رضوان اللہ علیہم اجمعین قطعی امام تہی حالانکہ یہہ نہ ہاشمی تہی نہ علوی بلکہ قریشی
تہی ہان اگر ہاشمی یا اولاد فاطمہ رض کو امام بنایا جاوی تو اولی ہی اور معصوم ہونا اس لئے شرط نہین کہ شرط
ہونیکی لئی کوئی دلیل قطعی چاہئی اور اسکی لئی کوئی دلیل نہین ہے ہان شرط ہونیکی واسطے
دلیل کا نہ ہونا کافی ہی کما لا یخفی (فسق یا جور سی امام کو معزول کرنا چاہئی) اگر امام سے
کوئی گناہ سرزد ہو جاوے خواہ کبیرہ خواہ صغیرہ یا کسی پر وہ ظلم کر بیٹھی پس اس سبب سے
مسلمانون کو نہ چاہئی کہ اوس امام کو برطرف کر دیوین ہان اوسکو حتی المقدور اس سے
باز رکہین کیونکہ برطرف کرنے مین فتنہ عظیم کا ڈر ہی کس لئی کہ وہ صاحب شوکت ہی پس
اوسکی طرف بہی ایک جم غفیر ہوگا پس مسلمانو نمین قتال و جدال واقع ہوگا اور دوسرے
جب امام کے لئی معصوم ہونا شرط نہین تو گناہ کے سبب سے اوسکا معزول کرنا محض
بیجا ہی اسی سبب سے سلف کی لوگ خلفاء راشدین کی بعد ائمہ فاسقین اور جابرین
کی بہی اطاعت کرتی رہے اور اونکی ساتہ جمعہ اور اعیاد پڑہتے رہی اور اونپر خروج کرنا
کرنیکو برا سمجہتی تہے لیکن امام شافعی کے نزدیک فسق و جور سی امام کو معزول کر دینا چاہئے
اور اسیطرح ہر قاضی اور امیر کو برطرف کر دینا چاہئی کیونکہ اونکی نزدیک اصل یہہ ہے
کہ فاسق اہل ولایت نہین پس جب کہ اوسنی اپنی نفس کے رعایت نکی تو اوروں کی حقوق کیا
بجا لاویگا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک فسق سی ولایت باقی رہتی ہے یہانتک کہ باپ
فاسق کو اپنی بیٹی کے نکاح کرنیمین ولایت ہی اور وہ اوسکا ولی ہے اور کتب شافعیہ مین
لکہا یون ہے کہ فسق سی قاضی کو معزول کرنا چاہئی اور امام کو نہین اور فرق یہہ ہی کہ اسکی
معزول کرنیمین آثار فتنہ ہی اس مین نہین اور روایتہ نوادر مین کہ جو علماء ثلثہ یعنی امام محمد اور
امام ابو یوسف اور امام زفر سی ہی یون آیا ہی کہ نہین جایز ہے قضاء فاسق کی اور قیاس بہی

قاضی خان مین ہی کہ اجماع ہی اس بات پر ہی کہ جس مقدمہ مین قاضی نے رشوت لیکر
فیصلہ کیا وہ فیصلہ ناجائز ہے اور وہ قاضی عہدہ قضا سے دور ہوگیا زیادہ تشریح اس
مسئلہ کی مطولات مین ہے لیکن خلاصہ یہہ ہی کہ اگر امام کی معزول کرنے مین فتنہ نہو تو اولی ہی
کہ اوسکو معزول کرکے دیندار متقی کو امام بناوین اور عصمت شرط تہونیکا اثر یہہ ہی
کہ محض فسق و جور سے امام عہدہ امامت سی دور نہین ہوتا والله اعلم پس امام برحق
نبی صلی الله علیہ وسلم کی بعد ابوبکر صدیق ہین کیونکہ جب نبی صلی الله علیہ
وسلم نے وفات پائی سب صحابہ انصار و مہاجرین نے بنی ساعدہ کی چہتی مین جمع ہوکر
ابوبکر صدیق کو بالاتفاق امام بنایا اور سب نے اور علی نے علی رؤس الاشہاد اونسی بیعت کی
پس اگر اس خلافت کی ابوبکر صدیق مستحق نہوتی تو اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم
اتفاق نکرتے اور جن انصار و مہاجرین نے الله اور اوسکی رسول پر جان و مال کو فدا کردیا
تہا اور وہ امر حق مین کسی کی نسنتی تہی اور قرآن مین جا بجا انکی خوبیان مذکور ہین
چنانچہ آگے اونکا ذکر آویگا انشاء الله تعالی پس انکی نسبت کیونکر تصور کیا جاوے
کہ انہون نے امر باطل پر اتفاق کیا تہا اور جو نص کہ علی رض کی خلافت پر تہی اوسکو
نہ مانا اور دوسری اگر وہ مستحق نہوتے اور نبی صلی الله علیہ وسلم علی کی لئی فرما جاتے تو
خود حضرت علی رض اونسی تکرار کرتے اور اوس مسند کو نہ بیٹھنے دیتے جیسا کہ معاویہ سے
کیا تہا اور خود بیعت نکرتے حاشا انصاف ہی کہ تمام صحابہ کہ جنکی قرآن مین ثنا ہی اور خود
حضرت علی شیر خدا امر ناحق کسطرح اختیار کرتے اور ابوبکر صدیق سے کسطرح ڈر جاتے پس اب جو
ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق نکہی تو وہ تمام صحابہ اور حضرت علی کو ناحق پر کہتا ہی نعوذ بالله
بعد اونکی عمر فاروق رض جب حضرت ابوبکر صدیق کی وفات قریب پہنچی تو اونہون نے
ایک کاغذ میں حضرت عمر کا نام لکہوا کر اوس کاغذ کو بند کرکے لوگونکو جمع کرکے فرمایا کہ جس
شخص کا نام اسمین لکہا ہی اوس سے بیعت کرو اور اوسکو خلیفہ بناؤ پس جس جس کی پاس وہ

کا خدا آنا کیا وہ بیعت کرتا گیا یہانتک کہ وہ کا خد حضرت علی کے پاس آیا فرمایا مین نے
جس کا اس کا خد مین نام ہے اوس سے بیعت کی خواہ عمر ہی ہون پس سب مہاجرین
وانصار اور علی حیدر کرار رضی اللہ عنہم کے اتفاق سے حضرت عمر بن الخطاب
خلیفہ ہوئے اور واضح ہو کہ اگر حضرت صدیق اکبر غاصب باحق و بانوالی ہوتی
تو اپنی بیٹی کو خلیفہ کرتے اور اگر اونکی وجاہت سے تمام صحابہ نے اونکو خلیفہ کیا
ہوتا تو وہ اونکی بیٹی کو بہی اونکی خلیفہ بنانے سے خلیفہ کرتے بلکہ پہلے سے اب
وجاہت اور زیادہ ہو گئی تہی اونکی بعد عثمان بن عفان رض جب حضرت
عمر رض کو ابو لولو مجوسی غلام نے صبح کی نماز مین زخمی کیا حضرت عمر سے لوگون نے
کہا کہ اپنی بیٹی عبد اللہ کو خلیفہ کر دیجئے حضرت عمر نے کہا اوسکو مین اس خدمت کی
قابل نہین پاتا ہون لیکن ان چہہ شخصون کو پسند کرتا ہون انہین سے جسکو چاہو
خلیفہ بنالیا وہ چہہ یہہ ہین علی عثمان عبد الرحمن بن عوف طلحہ زبیر سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین پہر ان پانچ شخصون نے عبد الرحمن بن عوف کو مختار
کر دیا کہ تم انہین سے جسے چاہو خلیفہ مقرر کر دو ہم کو وہ منظور ہے پس انہون نے عثمان
بن عفان کو اختیار کیا پہر سب انصار و مہاجرین نے متفق ہو کر اونسے بیعت کی
اور اونکو خلیفہ بنایا پس اونکی خلافت پر سب کا اتفاق ہوا واضح ہو کہ صحابہ کے
عہد مین خلافت محض مسلمانونکی خدمت تہی خلیفہ کے لیے جسقدر راہ نکا خرچ ضروری
ہوتا تہا اوسقدر بیت المال مین سے ملتا تہا لہذا خلفاء راشدین کے پاس کوئی
سامان بادشاہت کا نہ تہا بلکہ اور لوگونسے بہی مکان ولباس وغیرہ چیزونمین کمتر
رہتی تہی چنانچہ حضرت عمر نہایت پہٹی پرانے کپڑے پہنا کرتے اور مٹی کے چبوترہ
پر بوریہ بدہ ون بیٹہکر معاملات صحابہ کی رائے سے فیصلہ کیا کرتے تہی پس اسی لیے
وہ اس خدمت کو بدون اہل کے نہ دیتی تہی شیعہ نے اونکی خلافت کہ شاید

کی سلطنت پر قیاس کیا ہی کہ وہ کہتی ہین ابو بکر اور عمر نے علی کا حق دبا لیا باغ فدک
سیدالنساء فاطمہ کو نہ دیا شبہ یہہ خیال نہین کرتے اگر خلافت کچھہ ایسی چیز ہوتی
تو ہر خلیفہ اپنی بیٹی کو بھی خلیفہ کرتا غیر کے پاس نہ جانے دیتا مال و اسباب سے
اپنا گھر بہر لیتا عیش و آرام شاہانہ کرتا اصل یہہ ہے کہ وہ خدمت تہی جس سے
ادا ہوتی و یکہی اوسکو اہل اسلام نے اتفاق کرکے امام بنا دیا بان پیچہی
بادشاہت ہوگئی تہی تو اسی لئے حضرت حسن رضی نے ترک کیا اونکی بعد علی بن
ابی طالب رضی جب عثمان رضی کو عراق اور مصر کے باغیون نے شہید کیا اور مدینہ
مین فتنہ برپا ہوگیا سب انصار و مہاجرین نے جاکر حضرت علی سے کہا اونہون نے
اول انکار فرمایا آخر جب کبار الصحابہ نے نہایت اصرار کیا اور کہا کہ یہہ وقت
ایسا نہین کہ آپ خلافت سے انکار کرین اور امت خیر البشر کو پریشان حال
دیکہین سو حضرت نے قبول کیا سوا ئی چند لوگون اہل شام کے سب نے اونکو متفق
ہوکر خلیفہ بنایا اہل شام مین سردار حضرت معاویہ رضی تہی انہون نے حضرت علی
سے انتظام مملکت ہونا ممکن نہ سمجہا اس لئی آپ خلیفہ ہونا چاہا اور جن باغیون نے
حضرت عثمان کو شہید کیا تہا وہ کم بخت حضرت علی کی فوج مین آچہپی تہی لیکن
کسی کو اونکا اچہی طرح پتا معلوم نہ تہا سوا ایک بار زبیر اور طلحہ حضرت عائشہ کو مکہ کے
ساتہہ لائے اور بہت صحابہ اونکی ساتہہ ہوئے کہ چلکر حضرت علی سے صلاح کرکے
اون قاتلان عثمان کو کہ جو اب نیا فتنہ برپا کرنا چاہتی ہین قتل کیجی سو جب دونون
لشکر ملی رات کو اون باغیون نے علی کیطرف سے عائشہ کی لشکر مین تیر مارنا شروع
کیا تاکہ طرفین مین جنگ ہو جاوے اور ہم ہاتہہ نہ لگین سو ایسا ہی ہوا یہہ باعث حضرت
عائشہ اور حضرت علی کی لڑائی کا تہا آخر پہر صلاح ہوگئی اور ایسی ہی معاملات کے
سبب سے حضرت معاویہ رضی اللہ کہ اونکی پاس ہی شام کی بہت فوج تہی اور حضرت علی

علی مین کئی بار سخت لڑائیان ہوئین لیکن ان سب لڑائیون مین حضرت علی حق پر تہی حضرت معاویہ کی
سمجہ کی غلطی تہی آخر بشر تہی غایتہ ما فی الباب حضرت معاویہ کو باغی کہوگی کہ اونہون نی امام برحق کا
مقابلہ کیا لیکن اس سی نعوذ باللہ اونکو کافر کہنا اور لعن طعن کرنا اور اونکی اس ایک خطای اور غلطی
پر اونکی صحابی ہونیکی فضیلت پر لحاظ نکرنا بہت بری ؑ اونکی بعد حسن بن علی رضوان
اللہ علیہم اجمعین امام برحق ہین جب حضرت علی کو ابن ملجم خارجی نی شہید کیا تو سب
مہاجرین و انصار اہل مکہ و مدینہ نی اتفاق کرکی سید الشہدا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امام بنایا
پس چہہ مہینی تک آپنی خلافت کی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تیس برس پوری ہو گئے
حضرت حسن نی معاویہ کو بلاکر کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ اصل خلافت میری بعد تیس برس تک
رہیگی سو تیس پوری ہو گئین یہہ چہہ مہینی باقی تہی اب پوری ہو چکے اب سلطنت اور بادشاہت رہیگی
سو یہہ مجہکو منظور نہین بیجی آپ خلافت کیجی پس اونکی بعد حضرت معاویہ حکومت کرتی رہی بعد اونکے
اونکا بیٹا یزید بدبخت اونکی جاے حاکم ہوا سو اوس نالایق دنیا دار نے اس خوف سے
کہ مبادا پہر حضرت حسن خلافت کا دعوی کربیٹہین یہہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ہین
اونکے روبرو مجہے کون پوچہیگا حضرت حسن کو زہر دلواکر شہید کیا اور چند روز بعد حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کو کہ وہ اہل کوفہ کے بلانے سے کوفہ کو جاتے تہے رستی مین کربلا ایک میدان
ہی وہان فوج بہیجکر اونکا محاصرہ کیا اور دریاے فرات کا پانے حضرت تک جانے ندیا آخر
حضرت حسین نی چند آدمیون سے باوجود اوس کئے روز کی پیاس اور شدت ضعف کے
اوس کی فوج کا مقابلہ کیا آخر شمر بدبخت کے ہاتہہ سے محرم کی دسوین تاریخ جمعہ کے
روز بعد زوال آفتاب کے وہ ابن رسول اللہ علیہ وسلم شہید ہوئی اور اونکے ہمراہی بہی
سب اونکی ساتہہ جنت مین تشریف لیگئے بعد ازان یزید نے حضرت کی لڑکون اور عورتون کو اور
سر مبارک کو شام مین اپنی پاس نہایت بی تعظیمی سی طلب کیا پہر وہانسی اہل بیت مدینہ مین لی اور سر
مبارک پہر مدینہ مین آکر دفن ہوا ان واقعات کی زیادہ تفصیل مطولات مین ہے جیسے طو

شہادت حسین رضی اللہ عنہ

منظور ہووہان دیکہی پہر چند روز کے بعد یزید نے مدینہ طیبہ کو آکہیرا صدہا اہل اسلام کو قتل کیا مسجد نبوی مین گہوڑی باندہی کئی دن تک اذان وجماعت نہونے پائی تیس اس کمبخت کی بیدینی ہونے مین کیا شک ہی اسی بائی علماء کا اسکی لعنت کہنی مین اختلاف ہی بعض اکابر نے کہی ہے لیکن اکثر علماء کرام کہتی ہین کہ نہ کہنی ہی مین احتیاط ہے چنانچہ خلاصہ وغیرہ کتابون مین لکہا ہی کہ یزید پر اور حجاج پر بہی لعنت نکرنا چاہئی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبلہ اور مصلے کی لعنت سے منع فرمایا ہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکہا ہی کہ شخص خاص کی لعنت مین ہر حال سکوت اولی ہی یہانتک کہ ابلیس کا کافر ہونا قرآن سی ثابت ہی اوسپر بہی لعن کرنی سی سکوت بہتر ہے اور دوسرے خاتمہ کا حال اللہ کو خوب معلوم ہی نیز ہی اوسپر لعنت کرنیسے کچہہ اہل بیت کی محبت نہ پائی جاتی ہے نہ کچہہ اونکو دوسرے نفع ہی اسسے بہتر یہی ہی کہ سکوت کرے اور اہل بیت کی روح کو ثواب بہیجی (**خلفائی اربعہ مین ایک دوسری سی علی ترتیب الخلافت افضل ہی**) اگرچہ یہہ چارون خلفاء سب صحابہ سے بالاتفاق افضل ہین لیکن انہین ہی ایک دوسری سی افضل ہی پس اول سب سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص انکی برابر نہین ہی بعد انکی عمر کا رتبہ ہی سو ان دونون صحابیونکی سب سے افضل ہونے پر تمام صحابہ اور تابعین کا اتفاق ہی اور اونکی فضیلت کی ادلہ اونکی نزدیک ثابت ہین بعد عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان بن عفان ذی النورین کا رتبہ ہی بعد انکی حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ ہی لیکن اہل حق مین سی بعض اکابر کے نزدیک عثمان غنی کو حضرت علی پر فضیلت نہین ہی بلکہ فقط علامت اہل سنت والجماعت ہونیکی اونکی نزدیک یہی مقرر ہے کہ شیخین کو سب سے افضل جانی اور عثمان اور علی کہ دونون حضرت کی داماد ہین انسی محبت رکہی شیعہ سوائی حضرت علی کے ان تینون صاحبون کو برا جانتی ہین اور خوارج حضرت علی اور عثمان کو برا جانتی ہین حالانکہ انکی محامد اور خوبیان قرآن مین مذکور ہین انشاء اللہ ہم اونکو نقل کرینگی (**نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد تیس برس تک خلافت ہی پہر بادشاہت ہوگئی**) ترمذی اور ابوداؤد نی روایت کیا ہے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہیگی پہر کٹ کہانی بادشاہت
ہوجاویگی انتہی پس حضرت حسن تک وہ پوری ہوچکی اور حضرت کی پیشین گوئی کے موافق ظہور مین
آیا کہ وہ خلافت کہ جو خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی تہی خاص تیس ہی برس تک رہے
اور اس عرصہ مین جسقدر خلفا حضرت کی گدی پر بیٹہی وہ سب تارک دنیا عابد و زاہد رہی یہانتک
کہ خلیفہ کی مکان یا لباس مین اور غیرون سے کچہہ تمیز نہ تہی بلکہ اونسی بہی شکستہ حال رہتی تہی اور جسقدر
ملک کہ اہل اسلام کی قبضہ مین آئی اسی عرصہ مین آئی چنانچہ روم و شام و ایران مصر وغیرہ بڑی
بڑی بہاری بادشاہتین حضرت عمر کی عہد مین مسلمانونکی ہاتہہ آئین اور جو جو اہل اسلام کی لئی قرآن مین
فتح و نصرت و اشاعت دین کی پیشین گوئیان تہین سب اسی عہد مین پائی گئین اور بعد تیس برس کی عروج
دنیاوی اور رجاہ و حشم بادشاہی نی ظہور پکڑا آپسمین نزاع و قتال شروع ہوا وہ خیر و برکت کم ہوگئی اور
اسی سبب سے امیر المومنین حضرت حسن نی برا جانکر چہوڑ دیا تہا آخر اوسکی برائی یزید کی ہاتہہ پر خوب ظاہر
ہوئی **سوال** بعد تیس برس کی خلافت سی جب اسلام خالی رہا تو موافق حدیث سابق کی کہ جسنی اپنا
امام نہ پایا جاہلیت کی موت مرا لازم آیا کہ پہر بعد کے لوگ سب موت جاہلیت سے مری اور کوئی
خلیفہ اونکو نہ ملا **جواب** تیس برس کی تک ہی خلافت رہنی سی حضرت کی یہہ مراد ہی کہ خاص اس طریقہ کی
خلافت کہ جسمین کمال اتباع سنت اور وہ خلافت کامل جو تیس برس تک رہیگی نہ یہہ ہی کہ بعد مین
پہر کوئی خلیفہ نہ ہیگا کسلئی کہ بعد خلفاء راشدین کی بہی خلفا ہوئی ہین ہان وہ خاص اوس طریق کے
نہی تہی اور وہ کچہہ دنیادار رہی تہی چنانچہ خلفاء عباسیہ کو سب سلف خلفا کہتی آئی ہین یا یون
کہا جاوی کہ خلافت کہ جو حضرت کی جانشینی کا نام ہی تیس برس تک ہوچکی باقی امامت ہی
سو امام کی نہ ہونیسی جاہلیت کی موت ہوتی ہی لیکن شیعہ کی نزدیک خلافت عام ہی اور امامت
خاص وصی جانشینی کو کہتی ہین لہذا خلفاء ثلثہ کو وہ امام نہین کہتی ہین واللہ اعلم **فصل**

ہر مسلمان کی پیچہی خواہ وہ فاسق ہو خواہ متقی نماز پڑہنا درست ہے

کیونکہ ابو داؤد وغیرہ نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ ہر فاجر اور نیک کی پیچہی

سوال

جواب

نماز پڑہ دیا کرو لہذا سب صحابہ اور تابعین ومن بعدہم مبتدعین اور فساق کے پیچہے نماز پڑہنا درست جانتے تہے پس وہ جو بعض اکابر سے مروی ہے کہ اہل بدعت کے پیچہے نماز نہ پڑہا جاوے پس یا تو اس سے یہہ مراد ہی کہ جب تک متقی دیندار امام میسر آوتے فاسق کے پیچہے نہ پڑہے یا یہہ مراد ہے کہ جس شخص کی بدعت یا فسق حد کفر کو پہونچ جاوے اوسکی پیچہے نماز نہ پڑہے اور **ایسی طرح ہر مسلمانکے جنازہ کی نماز پڑہنا درست ہے** خواہ فاسق ہو بشرطیکہ ایمان پر خاتمہ اوسکا ہوا ہو کیونکہ بیہقی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ہر نیک اور بد کی نماز پڑہا کرو اور طبرانی نے بہی اوسط میں روایت کیا ہے کہ جسنی لا الہ الا اللہ کہا ہے اوسکی جنازے کی نماز پڑہو پس تمام صحابہ اور تابعین فاسقونکی جنازونکی بہی نماز پڑہتے تہے اور دوسرے حقیقت میں یہہ نماز استغفار ہے میت کے لئے پس گناہگار اسکا زیادہ محتاج ہے **موزون پر مسح کرنا درست ہے** اگر کوئی خواہ سفر میں ہو خواہ حضر میں پاؤن نہ دہوے بلکہ جرابون پر مسح کرلے تو یہہ کافی ہے کیونکہ اسکا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخوبی پہونچ گیا ہے بلکہ اکثر محدثین نے حدیث مسح کو متواتر گنا ہے سب صحاح ستہ والے اوسکو روایت کرتے ہین اور قریب ستر صحابی کے اوسکے راوی ہین اور اونمین سے بالخصوص حضرت عمر اور علی اور ابوبکر صدیق ہیں اسکے راوی ہین کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو مسح کو جائز نکہے اوسکی کفر کا خوف ہے کس لئے کہ یہہ تواتر کو پہونچ گیا ہے اور حاصل یہہ ہے کہ جو اسکو درست نہ جانے وہ اہل سنت سے خارج ہے چنانچہ حضرت انس سے کسینی اہل سنت کی علامت پوچہی فرمایا یہہ ہے کہ شیخین کی محبت رکہے اور حضرت کے دونون داماد ون پر کچہہ طعن نکرے اور موزون پر مسح جائز سمجہے نقل کیا ہے اسکو شرح عقائد نسفی مین علامہ سعد الدین نے **نبیذ حلال ہے** جو ہرا یا انگور کے شربت کو کہ اوسمین کچہہ تیزی ہوجاوے نبیذ کہتے ہین پس اسکو حلال جاننا اہل سنت کے قواعد مین داخل ہے البتہ نبیذ سکو حرام کہتی ہین ہان جسکا نشہ لانی لگی تب اوسوقت اسکا ایک قطرہ بہی بالاتفاق حرام ہے **متعہ حرام ہے** متعہ یہی کہ کسی عورت کو کسیقدر مال پر مدت معینہ تک جماع کی لئی مقرر کری سو یہہ متعہ ایکبار اور بار اول اسلام مین

جایز ہوگیا تہا پہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرام کردیا اسکی حرام ہونیکی احادیث بہی حضرت علی وغیرہ کبار الصحابہ سی بکثرت منقول ہین پس جو اسکو درست کہے وہ اہل سنت سی خارج ہے

(پائخانہ کی راہ سی جماع کرنا حرام ہی) اسکی حرمت مین بہی کثرت سی احادیث صحیحہ وارد ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جو شخص پائخانہ کی راہ اپنی بیوی سی جماع کریگا قیامت کو اللہ تعالی اوسکو نظر رحمت سی نہین دیکہیگا اور ایک حدیث مین ایسی شخص پر حضرت نے لعنت کی ہی شیعہ اسکو درست کہتے ہین اور یہہ دلیل پیش کرتی ہین قال تعالی نِسَآءُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ یعنی عورتین تمہاری کہیتے ہین جہانسے چاہو اپنی کہیتی کے پاس اؤ لیس یہہ عام ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ خود اسی آیت سی ناجائز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نی یہان عورت کو کہیتی سے تشبیہ دی ہے کہ جسطرح کہیتی مین پہل لگتا ہے عورتون کو بہی پہل لگتا ہے اور کہیتی مین جوتنے سے پہل آتا ہے اور عورتکو جماع سے حاصل ہوتا ہے پس جس راہ سے کہ پہل نہو تو اوس راہ سے استعمال نکرنا چاہیے اور یہہ سب پر ظاہر ہے کہ پائخانہ کی راہ سے جماع کرنے سے اولاد نہین ہوتی بلکہ تخم ضایع جاتا ہے اور اوسوقت عورت پر کہیتی ہونا صادق نہین آتا ہے دوسرے اگر جہانسے چاہو کی لفظ کو بالکل عام لوگے تو چاہئے کہ مونہہ کیطرف سی بہی جائز ہو اور اگر خاص کروگے تو وہی طریقہ خاص مراد ہوگا اور جہانسے چاہو کے یہہ معنی ہین کہ خواہ لٹاکر خواہ کہڑے خواہ اور طرح سے قبل مین جماع کرنا تمکو درست ہے نہ یہہ کہ یہود جسطرح اوندہا کرکے جماع کرنیکو منع سمجہتے تہی منع ہے قرآن مین اس امر کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰهُ یعنے اوس راہ سی جماع کرو کہ جس سی تمکو خدا نی حکم کیا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کا حکم بقرینہ حرث کی قبل کی راہ سی ہی اور اگر قبل و دبر دونون جگہہ جایز ہوتا تو اللہ حیث نہ لگاتا کیونکہ بالاتفاق اس قید سی موضع جماع مخصوص ہی جو تہی قرآن مین اللہ تعالی نی حیض والی عورتسی بسبب ناپاکی کے جماع کو حرام کیا ہی اور یہہ ظاہر ہے کہ دبر کی راہ سی ناپاکی حیض سے بہی زیادہ ہے اسی لیئی تمام صحابہ اور تابعین اسکو برا جانتے تہی خدا جانی شیعہ کو کہین کس علت سے

(جس کی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی بشارت فرمائی ہی اوسکو
ہم قطعی جنتی کہتی ہین) گرچہ جنتی ہر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اور وہ اسی پر مرا ہی ہو قطعی جنتی ہی لیکن
کسی شخص خاص کو بدون فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم قطعی ... جنتی نہین کہتی کیونکہ خاتمہ
کا اعتبار ہی اور ہر شخص کے خاتمہ کا حال سوای اللہ کی اور کوئی نہین جانتا ہی لیکن جن لوگونکو حضرت نے
جنتی کہا ہی اونکی سوء خاتمہ کا ڈر نہین ہا البتہ اونکو ہم قطعی جنتی کہتی ہین سو حضرت نی بہت سی لوگون
کو نام لیکر جنت کی بشارت دی ہی اونمین سی یہہ دس شخص ہین کہ انکو عشرہ مبشرہ کہتی ہین
اور وہ یہہ ہین ترمذی اور ابن ماجہ نی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ابو بکر جنتی
عمر جنتی عثمان جنتی علی جنتی طلحہ جنتی زبیر جنتی عبد الرحمن بن عوف جنتی سعد بن ابی وقاص جنتی
سعید بن زید جنتی ابو عبیدہ بن الجراح جنتی اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اور حسین اور حسن رضوان اللہ
علیہم کو بہی آپنی جنتی فرمایا ہی چنانچہ صحیح ترمذی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ فاطمہ
جنت مین سب عورتونکی سردار ہین اور حسن وحسین جنت مین جوانونکی سردار ہین پس جسکی حضرت نے
خبر نہین دی ہی اوسکی جنتی ہونیکا ظن ہی قطعی جنتی ہونا اوسکی لئی نہین پس اور کسیکو نام لیکر
قطعی جنتی کہی نہ قطعی دوزخی (حضرتکی سب صحابہ افضل تہی کسیکی جناب مین
گستاخی نکرنا چاہئی) کیونکہ یہی لوگ دینکی ترقی کا سبب ہوئی انہون نی حضرتکی روبرو اور
بعد اپنی جان و مال کو اللہ کی راہ مین صرف کیا اور تمام جہان مین دین حق کو پہیلا دیا قرآن مین
اللہ تعالی انکی خوبیان اور انکی لئی درجات ذکر فرماتا ہی قال تعالی وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ اور آگی بڑہ جانی والی پہلی
ہجرت کرنے والون اور مدد دینی والون سے اور وہ لوگ جو اونکی نیکی مین پیروی کرتی ہین اللہ اونسے
ہوگیا اور وہ اللہ سی راضی ہوگئی اور طیار کی ہا اونکی لئی اللہ نی جنت کہ اوسکی نیچی نہرین بہتی ہین
ہمیشہ رہنی والی ہین وہ اوسمین یہہ بڑی مراد ہی ۔ اس آیت مین اللہ تعالی نی اصحاب مہاجرین

اور انصار کی لئی چار خبرین بیان فرمائین اول یہہ کہ اللہ ان سی راضی ہوگیا دوم یہہ کہ وہ اللہ سی
راضی ہین تیسری جنت کی بشارت - چوتہی یہہ کہ وہ وہان ہمیشہ رہینگی اور یہہ بات سب پر ظاہر ہی
کہ اصحاب مہاجرین مین سب سی اول اور سابق خلفاء اربعہ ہین پس انکی لئی ہی یہہ چارون خبرین
ثابت ہین پس جسطرح خوارج کا علی اور عثمان کی نسبت طعن بیجا ہی اسیطرح روافض کا خلفاء ثلثہ
کی نسبت طعن کرنا بہی قال تعالی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ
بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ جو لوگ کہ ایمان لائی اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ مین اپنی مال اور جانسی
جہاد کیا وہ اللہ کی نزدیک بڑی درجہ مین ہین اور وہ مراد کو پہنچنی والی ہین اللہ انکو بشارت
دیتا ہی اپنی مہربانی کی اور رضامندیکی اور جنت کی کہ اوسمین پایدار نعمتین ہین ہمیشہ رہینگی اوسمین سدا
اللہ کی نزدیک بڑا اجر ہی - جو لوگ کہ حضرت پر ایمان لائی پہر اونہون نی اپنی گہر چہوڑی اللہ کی
راہ مین اور جان و مال سی جہاد کیا پس انکی واسطی اللہ نی چار چیزونکی بشارت دی ہی اول
یہہ کہ انکا اللہ کی نزدیک بڑا درجہ ہی دوم یہہ کہ انکو انکی مراد ملیگی سوم یہہ کہ انکی واسطے اللہ
کی مہربانی اور رضامندی اور جنت النعیم ہی چوتہی یہہ کہ وہ اوسمین ہمیشہ رہینگی - پس علی العموم یہہ
بشارت سب صحابہ مہاجرین کی لئی ہی اور اونمین سی خلفاء اربعہ کی لئی بالخصوص ہی کیونکہ خلفاء
اربعہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم حضرت پر ایمان بہی لائی اور پہر اونہون نی ہجرت بہی کی
کہ مکہ چہوڑ کر حضرت کی ساتہہ مدینہ مین آرہی تہی اور جان و مال سی جہاد بہی کیا انکا مال سی جہاد کی
یہہ تفصیل ہی کہ کئی بار ابوبکر اور عمر اور عثمان غنی نی اپنا گہر کا اسباب و مال اللہ کی لئی حضرت کی
روبرو رکہدیا پہر حضرت نی اوس سی فوج کی طیاری کی اور جان سی جہاد کی صورت یہہ ہی
کہ حضرت کی ساتہہ یہہ چارون صاحب ہر جہاد مین شریک حال رہتی تہی چنانچہ کوئی بہی
انکار نہین کرتا پس انکی لئی ہی یہہ چارون چیزین ثابت ہین پس جو انکو برا کہی وہ اللہ کی دوستونکو

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ لیکن رسولؐ جو رسول کے ساتہہ ایمان لائے ہین اور اپنے مالون اور جانون سے انہون نے جہاد کیا ہے اور انہین لوگون کے لئے بہلائیان ہین اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین انکے واسطے اللہ نے ایسی بہشتین طیار کر رکہی ہین کہ اونکے نیچے نہرین بہتی ہین ہمیشہ رہنے والے ہین اس مین یہہ ہے بڑے مراد جو لوگ کہ رسول کی ساتہہ ایمان لائے ہین اور انہون نے جہاد جان و مال سے کیا ہے اونکی واسطے اللہ تعالی اس آیت مین چار خبرین ذکر فرماتا ہے اول یہہ کہ اونکی لئے بہلائیان ہین دوسرے یہہ کہ وہ فلاح پانے والے ہین تیسرے انکے واسطے اللہ نے جنت طیار کر رکہی ہے چوتہے یہہ کہ وہ وہان ہمیشہ رہینگے پس یہہ سب صحابہ انصار و مہاجرین کے لئے بشارت ہے کیونکہ وہ حضرت پر ایمان بہی لائے تہے اور انہون نے جان و مال سے اللہ کی راہ مین جہاد بہی کیا تہا یہانتک کہ بدر اور احد اور حدیبیہ اور فتح مکہ مین یہہ لوگ حضرت کے ساتہہ تہے اور بعد حضرت کے تمام عرب اور روم اور شام اور ایران اور مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک جہاد کرکے انہون نے فتح کئے گویا اپنی جانفشانی سے تمام عالم مین انہین نے اسلام پہیلایا ہے اور خصوص اونمین سے خلفاء اربعہ کے واسطے یہہ بشارت بدرجہ اولی ہے کیونکہ جسقدر سعی انہون نی کی ہی اور کسی سے اسقدر ظہور مین نہین آئی ہی سو یہہ ہی وعدہ الہی کے موجب ہمیشہ جنت مین رہینگے اور انکے لئے بہلائیان اور فلاح ہی پس جو انکو معاذ اللہ جہنمی کہے یا انکی واسطے کوئی برائی ثابت کرے تو وہ اللہ تعالی کو جہوٹا کہتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا **ف** جب مومنین حضرت کے ساتہہ اپنی اپنے وطن چہوڑ کر مدینہ میں آ رہے تو کفار نی شب و روز انکی قتل و تخریب کے مشورے کرنی شروع کئی بلکہ ایکبار مدینہ کو گہیر لیا اور چند روز محاصرہ رکہا پس انکی ان حرکتون سے مومنین شب و روز فکر و اندیشہ مین رہا کرتی تہی اور آرزو کیا کرتے تہے کہ کبہی ایسا بہی وقت آویگا کہ ہماری حکومت ہوگی اور ہم بے خطر ہونگے کسیکا کچہ خوف و خطرہ نہ رہیگا اللہ تعالی نے وعدہ کیا

کہ ہم تمہین حکومت دینگے اور تمہارے لئے امن وچین ہوجاویگا اور تم کو کسیکا ڈر نہ رہیگا بلکہ اور لوگ تمسے ڈرا کرینگے اور یہہ آیت نازل فرمائی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اللہ نے تم مین سے بعض شخصونکے لئے کہ وہ ایمان لائے ہین اور انہون نے اچھے عمل کئے ہین وعدہ کیا ہے کہ انکو زمین پر خلیفہ کریگا جسطرح کہ تمسے پہلونکو خلیفہ کیا تہا اور اونکو اونکے دین کہ اونکے لئے اللہ نے پسند کیا ہے قادر کردیگا اور خوف کے بعد اونکے واسطے امن بدل دیگا وہ میری ہی عبادت کیا کرینگے اور میرے ساتھ کچھہ شرک نکرینگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا پس وہی فاسق ہے انتہے

اول مقدمہ سے پہلے چند باتین ہم بیان کرتے ہین تاکہ مقصد خوب اچھی طرح واضح ہوجاوے **اول** یہہ ہے کہ جبتک کسی لفظ یا کلام کے معنی حقیقے بن سکتے ہون اونکو چہوڑکر اور مجازی معنی مراد لینا تمام جہانکے خلاف ہے اور سب اہل عرف کے نزدیک ناجائز ہے **دوم** یہہ ہے کہ عرب کی زبان مین تین سے کم کو جمع کے لفظ سے نہین کہتے ہین اور زیادہ خواہ کسیقدر ہون پس ایک یا دو شخص کے واسطے صیغہ جمع کا نہ بولا جائیگا ہان فارسی اور اردو مین دو پر جمع کا صیغہ بولتے ہین **سوم** منکم مین من کی لفظ کی حقیقے معنے بعض ہین اور کم ضمیر اونکے واسطے ہے کہ جو متکلم کے کلام کے وقت حاضر ہووین **پس** جب یہہ ثابت ہوچکا تو اس آیت مین اللہ تعالے بعض مومنین کے واسطے کہ جو اس آیت کے نازل ہونیکے وقت موجود تہے اور وہ بعض مومنین تین ہونگے یا تین سے زیادہ ان چار چیزون کا وعدہ کرتا ہے اول یہہ کہ اونکو زمین مین خلیفہ بنادیگا دوم یہہ کہ اونکو اونکے دین پر کہ اللہ کے نزدیک یہی پسندیدہ ہے خوب مضبوط کردیگا سوم یہہ کہ اونکے عہد مین خوف بالکل جاتا رہیگا امن ہوجاویگا چہارم یہہ کہ وہ خلفا خاص اللہ ہی کی عبادت کرینگے اور شرک سے دور ہونگے چنانچہ اللہ کے وعدہ کی موافق ایسا ہی ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اول ابوبکر صدیق کو خلیفہ کیا اونکے عہد مین مشرکین کو عرب سے نکالا گیا اور تمام عرب مین اسلام پہیل گیا اور جو منافقین تہے ڈر کر

ملک چھوڑ گئے اور اہل اسلام مین خوب امن ہوگیا خالص اللہ کی عبادت شب و روز ہونے
لگی اور سب ارکان دین بخوبی ادا ہوئے بعد اونکے عمر فاروق کو خلیفہ بنایا اونکے
عہد مین اسلام نے اور زیادہ قوت پکڑی یہانتک کہ روم اور شام اور مصر اور ایران
اہل اسلام کی قبضہ مین آگیا اور بڑی امنا چینے ہو گئے ہر طرف دین اسلام کے جھنڈے بلند
ہو گئے بڑے بڑے بادشاہ رعب کی مارے ہزار ہا فوج کے ساتھ بھاگ کر یہا ڑونمین جا چھپے
چنانچہ یہہ بات تمام عالم جانتا ہے یہود و نصارے بہی اسکا اقرار کرتے ہین پہر اونکے بعد
عثمان غنی کو خلیفہ بنایا انکے عہد مین اندلس وغیرہ اور بہت سے ملک مسلمانون کے
قبضہ مین آئے اور ایک عالم اہل اسلام کے تلوار سے ڈر گیا اونکے بعد علی مرتضے کو خلیفہ کیا
انکی عہد مین بہی بڑی خیر و برکت ان ظہور کیا طول اندلس سے چین تک اور عرض بخارا سے
لیکر عدن تک اہل اسلام کے تحت مین آگیا اور مسلمانونکے قبضہ مین آیا پس جو شخص ابوبکر اور عمر اور
عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ خلیفہ کہ جسکا اس آیت مین وعدہ ہے قرار نہ دیوے
تب وہ بتلائے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت مین جو لوگ موجود تہی اونمین سے
دور اور خلیفہ کون ہین اگر شیعہ کی طرح علی ہی کو وہ خلیفہ قرار دیا جاوے یا علی رض کے ساتھ
دوسرا خلیفہ حسن کو مانا جاوے تو اول تو اس آیت کی نزول کی وقت اونکی موجود ہونے مین
کلام ہے ولو سلمنا پہر تیسرا اور کسکو قرار دوگے حسین یا انکی اولاد کرام کا ایسا خلیفہ ہونا
تو درکنار اونکو دشمنون سے جان بچانا ہی مشکل تہا بلکہ شیعہ کے اصول کی موجب تو ان خلفا مین
حضرت علی داخل ہی نہین ہوسکتے کیونکہ شیعہ کہتے ہین کہ علی تقیہ کرتے تہی اور ابوبکر اور عمر کے
خوف سی فاطمہ رض کا ساتھ نہ دی سکی پس جب دشمن کا ڈر ہوا اور تقیہ کیا تو وہ وعدہ الٰہی کہان
پایا گیا اور اگر ابوبکر اور عمر اور عثمان کو اس آیت کی خلفا مین داخل کرو تو پہر اونکو برا کہنا اور
خائن اور غاصب قرار دینا غلط ہے کیونکہ اللہ اس آیت مین اون خلفا کی لئے تعبد دینی
ولا یشرکو نبی فرماتا ہے لیس مثل آیت سی جسطرح کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور قرآن کا

اعجاز ثابت ہوتا ہے اسیطرحسی خلفاء اربعہ کی خلافت ثابت ہوتی ہی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ
فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ اللہ راضی ہوا
اون مومنون سی کہ جوای نبی تجہسی کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرتے تہی پس جان لے اونکی دلکی بات
پس اوتاری اوپر تسکین اور ثواب دیا اونکو فتح قریب اور بہت سی لوٹین کہ وہ اونکو لوٹین
گے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے ۔ جو لوگ کہ سال حدیبیہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
بیعت کرنے مین شامل تہی اون سبکے لئے اس آیت مین اللہ یہہ چند خبرین فرماتا ہے اول یہہ
کہ اون سبسے اللہ راضی ہوچکا دوسرے یہہ کہ اللہ نے اوپر تسکین نازل کی تیسرے یہہ کہ
اونسی فتح قریب کا کہ وہ فتح خیبر ہے وعدہ کیا ہے چوتہے اور بہت سی غنائم کہ وہ روم و ایران سے
حاصل ہوئی ہین اونکا وعدہ کیا اور یہہ ظاہر ہے کہ اس بیعت مین خلفاء اربعہ شریک ہوتے
اور فتح خیبر بہی اونکی حصہ مین آئی تہی چنانچہ عمر رض نے وہانکی زمین اخیر عمر مین وقف اللہ کر دی
تہے اور ایران اور روم وغیرہ غنائم بہی انہین کی سببسے حاصل ہوئی تہین وَاَلْزَمَهُمْ
كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا الآیۃ اللہ تعالی اون لوگونکی لئی کہ جو سال
حدیبیہ مین حضرت کی ساتہ تہی فرماتا ہی کہ کلمۂ تقوی ہمنی اونکی ساتہ لازم کر دیا اور وہ اسکے
مستحق اور اہل تہی ۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ سال حدیبیہ مین خلفاء اربعہ بہی شریک تہی پس بموجب
خبر اللہ کے انکی ساتہ بہی کلمۂ تقوی لازم ہوگیا اور جو چیز کسی چیز کے ساتہ لازم ہوتی ہے وہ
اوسی مدت بہر دور نہین ہوتی چنانچہ آگ کو حرارت لازم ہے پس آگ بحرارت کی کبہی نہو گے
اسیطرح خلفاء اربعہ سی بہی کلمۂ تقوی جدا نہوگا پس جو شخص اصحاب حدیبیہ کو اور خصوص
خلفاء کو یون کہی کہ حضرت کی بعد معاذ اللہ وہ دین سی پہر گئے اور انہون نے حق دبایا
اور خیانت کی وہ احمق اللہ کو جہوٹہا کہتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ

تطیعوا یؤتکم اللہ اجراً حسناً ج وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذاباً الیما

کہدے ای نبی پیچھے رہجانیوالی گنواروں کو کہ ابھی ایک بڑی سخت لڑنیوالی قوم کی لڑائی کے
واسطے بلائی جاؤگے یا تم اونکو قتل کروگے یا وہ خود مسلمان ہوجاوینگے پس اگر تم کہا مانو
تو تمکو اللہ اچھا اجر دیگا اور اگر پہلے کیطرح پھر گئے تم تو تمکو بری دکھ کی مار دیگا اس آیت
مین اللہ تعالی نے چند خبرین دی ہین اول یہہ کہ وہ بدو لوگ کہ جو مدینہ مین حضرت کے ساتھ
شریک نہتے کسی جنگ کی لئی بلائی جاوینگے دوم یہہ کہ وہ قوم کہ جسکے جنگ کے لیئے انکو بلاینگے
نہایت زبردست قوم ہوگے سوم یہہ کہ جو شخص انکو بلائیگا اوسکے اطاعت فرض ہوگی اون
لینے سے اجر ہوگا اور نافرمانی سے عذاب الیم ہوگا سو مطابق اس خبر کے ایسا ہی ہوا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعد مسیلمہ کذاب کی جنگ کی لئی کہ اوسکے قوم بھی بہت زبردست تھی اور شاہ روم
کے جنگ کیواسطی کہ اونکی مقابلہ مین عرب نہایت کم زور تھی جیسا کہ کتب رکے آگے لکہی ہوئے
ہے ابوبکر صدیق نے تمام عرب کے قبیلوں مین خط بہیجا کہ اب وہ وعدہ آگیا اگر لڑوگے اجر لوگے نہ
عذاب پاوگے پس وہ بدو کہ جو مدینہ مین ساتھ نہتے وہ بھی اور اونکی ماسوای اور قبائل بھی
مدینہ مین جمع ہوئی اول مسیلمہ کو قتل کیا پھر جارسے دار و نکو جنہد سے دیگر روم کی طرف بہیجا
وہان اونہون نے اللہ کے حکم کو خوب پورا کیا یہانتک کہ وہ ملک فتح ہوا پس معلوم ہوا کہ
ابوبکر صدیق خلیفہ برحق تھے کہ اونکی اطاعت فرض تھی مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ط وَالَّذِينَ مَعَهٗ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ
كَزَرْعٍ الآیہ محمد اللہ کا رسول ہی اور جو لوگ کہ اوسکی ساتھ ہین وہ کفار پر سخت ہین اور آپس مین
ایکدوسری پر مہربان ہے ۔ دیکہتا ہے تو اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئی وہ اللہ کا فضل اور اوسکی رضا
کے طالب ہین اونکی علامتین اونکی چہروں پر ہین سجدون کے اثر سے یہہ اونکے صفت
توراۃ مین ہے اور اونکی صفت انجیل مین ہے کہیتے کیسے کہ نکالی اوسنے سوئی اپنی پہر

قوت ہوئی اوسکو پہر موٹی ہوئی وہ پہر سیدہی کہڑے ہوے اپنے جڑ پر کہ اچہی معلوم ہوتے
سینے کسانون کو - انجیل مین حضرت کی اصحاب کی یہہ صفت لکہی ہتی کہ ایک قوم نکلے
گی کہیتے کے مانند کہ اول ایک ہی شاخ ہوگے سو وہ نبی علیہ السلام ہین پہر قوی ہوگی
یعنے عمر رضہ سے پہر اوسکا پیڑ موٹا ہوجاویگا یعنے دولت عثمان وابو بکر صدیق سے
پہر اپنے پیڑ کے سہارے سے اوپر بڑہیگے یعنے علی رضہ کے برکت و شوکت سے پس
یہہ آیت اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہی اس مین اونکی لیے اللہ تعالی
چند صفت ذکر فرماتا ہے اول یہہ کہ وہ کفار پر سخت ہین دوم یہہ کہ آپسمین مہربان ہین
تیسرے یہہ کہ وہ راتدن اللہ کے فضل اور رضامندی کے طلب مین رہتی ہین چوتہے یہہ
کہ بسبب سجدون کے اونکے موہنون پر علامتین ہین پانچوین یہہ کہ یہہ خوبیان اونکے
توریت مین ہین اور انجیل مین وہ صفتین ہین جو پہلے ذکر ہوین چنانچہ کفار پر سخت ہونا
حضرت عمر کا مشہور ہے اور رحم دلے عثمان غنی کی مشہور ہے اور شب و روز ہر شخص
رب کی رضامندی کا طالب رہاکرتا تہا دنیا و ما فیہا سے اونہین کچہہ کار نہ تہا اور سجدونکی آثار حضرت
علی رضہ کی چہرے پہ ہر شخص کو نظر آیا کرتے تہے پس انجیل و توریت مین اونکی یہہ تمام صفات
موجود تہے چنانچہ جب بیت المقدس فتح ہونہین نہ آیا تو وہان کی فوج کی امیر نے حضرت
عمر کیطرف نامہ لکہا کہ یہان کی اہل کتاب یہہ کہتی ہین کہ جو شخص اس شہر کو فتح کریگا ہم اوسکو خوب پہچانتے
ہین اوسکی تمام علامتین ہمارے ہان لکہی ہوئی ہین اگر تمہارا سردار وہی ہی تو اوسی بلاؤ تاکہ ہم پہچانین پہر
اگر وہی ہوا تو ہم خود قلعہ کے دروازے کہولدینگی پس جب حضرت عمر کے پاس یہہ نامہ آیا حضرت علی کی مشورہ سے
آپ وہان پہونچے تو انہون نے شہر پناہ پر چڑہکر انکو دیکہا اور کہا بیشک یہہ وہی ہی پہر دروازہ کہولدیا چنانچہ یہہ قصہ بعض
تفسیرون مین مذکور ہی اور ایسے توریت و انجیل مین اگر صحابہ کی فضیلت نہین ہی تو کچہہ عجب نہین کیونکہ انہون نی اسکے
تمام مضامین کتاب بدلڈالے ہین چنانچہ پہلی ہم انکی تحریف ثابت کرچکی ہین لیغیظ بہم الکفار
یہہ اوصاف اسلیے عطا کیے ہین تاکہ کفار اونسے غصہ کرین اور جلین -

یہاںسے ثابت ہوا کہ جو شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیظ وغضب رکھیگا وہ کافر ہے
کیونکہ کافرونکو ہی اونسے غیظ وغضب ہے - سوای ان آیات کی اور بہت سی آیات ہین کہ جنمین
صحابہ رض کی فضایل مذکور ہین لیکن اب کچہ حدیث سے اونکی فضائل ذکر کرتا ہون بخاری اور مسلم
روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری اصحاب کو گالی ندو اگر کوئی احد پہاڑ کی
برابر سونا خرچ کریگا صحابہ کے آدہ سیر جو کے برابر نہ پہنچیگا - سنن نسائی مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اصحاب کی تعظیم کرو وہ تم سب سے اچہی ہین پہر وہ لوگ ہین کہ جو اونکی بعد ہونگے
صحیح ترمذی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس مسلمان نے مجہے دیکہا اوسکو دوزخکے
آگ نہ چہوئیگی اور نہ اوسکو کہ جسنے میری دیکہنے والیکو دیکہا ہے صحیح ترمذی مین ہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم من بعدی غرضا من
احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن
اذانی فقد اذی اللہ الحدیث میری اصحاب کی برا کہنے مین اللہ سے ڈرو میری اصحابکی برا کہنے
مین اللہ سے ڈرو میری بعد اونکو نشانہ نہ بنانا جو اونسے محبت رکہیگا پس اونکی محبت سے مین
اوس سے محبت رکہونگا اور جو اونسے بغض رکہیگا پس اونکی بغض سے مین اوس سے بغض رکہونگا
اور جسنے اونکو ستایا اوسنے مجہے ستایا اور جسنے مجہے ستایا اوسنے اللہ کو ستایا اور جسنے اللہ کو
ستایا اللہ اوسکو بہت جلد خراب کریگا شرح السنہ مین انس رض سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بالملح
کہ میری اصحابونکی مثال میری امت مین ایسی ہی جیسا نمک کہانے مین کہ کہانا بغیر نمک کے درست
نہین ہوتا ہے -

مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لو کنت متخذا خلیلا
لاتخذت ابا بکر اگر مین کسیکو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا - خلیل کے دو معنے ہین اول یہ
کہ اوسکی محبت دلمین پیوست ہو جاوی سو اس مرتبہ کے محبت حضرت کو اللہ کے سوای کسیکے

نہ تہی خود سیلی تہی وہ کہ اوس سی حاجات طلب کیجا وے سو حاجات بہی حضرت اللہ ہی سی طلب
کرتی تہی مشکوۃ مین ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت مین عائشہ صدیقہ رضہ سے
فرمایا کہ تو اپنی باپ ابو بکر اور بہائی عبد الرحمن کو بلا کہ مین اوسکی لیے لکھدون کیونکہ مجہی خوف
ہے کہ کوئی اور آرزو کرنیوالا آرزو ی کرکے نہ کہی کہ مین ہون اور اوسکو اللہ او مسلمان قبول نکرین
یعنی ابو بکر کو بلاؤ کہ خلافت کی وہ مستحق ہین اونکے نام لکہدون تا کہ اور کوئی شخص عوی نکرے
صحیحین مین ہے کہ ایک عورت نی حضرت سی کچہ سوال کیا آپنی فرمایا پہر آنا اوسنی کہا اگر آپ نہون تو
کسکے پاس آؤن کہا ابو بکر کے پاس آنا اس سی معلوم ہوا کہ حضرت نی اپنی دلمین ابو بکر کو خلیفہ مقرر
کر رکہا تہا ترمذی نی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سی روایت کیا ہے کہ آپنی ابو بکر کو فرمایا انت صاحبی
فی الغار و صاحبی علی الحوض کہ تو میرا ہمصحبت غار ثور مین تہا اور حوض کوثر پر بہی تو
میرا ہمصحبت ہی۔ غار ثور مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ساتہ ابو بکر ہی تہی چنانچہ قرآن مین ہے
ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ترمذی نی روایت
کیا ہے کہ ایکبار ابو بکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپنے فرمایا انت عتیق اللہ من النار
کہ تو اللہ کیطرفسی آگ سی آزاد کیا ہوا ہے۔ سو جبسے آپکا لقب عتیق اللہ ہوا ہی۔ ابو داؤد نی روایت
کیا ہے کہ ایکبار نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ جبرئیل نی مجہی وہ دروازہ جنت کا دکہایا ہی کہ
جسمین سی میری امت داخل ہوگی ابو بکر نے عرض کیا کیا ہو کہ جب مین بہی آپکی ساتہ ہوتا
آپنی فرمایا ای ابو بکر تو میرے سب امت سی پہلے جنت مین داخل ہوگا۔ **مناقب حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ** صحیحین مین ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
پہلے امتون مین محدث ہوا کرتے تہے اگر میری امت مین کوئی محدث ہی تو عمر ہے۔ محدث اوسکو
کہتے ہین کہ جسکے دلپر اسرار غیبی القا ہوویں۔ سو اکثر اسرار غیبی حضرت عمر سے بہت ظاہر ہوتے
تہے چنانچہ منزلونکی مسافت سی ساریہ کو دیکہہ لیا تہا ابو داود نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ نے عمر کے زبان پر حق رکہا ہے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا صحیحین میں ابن عباس
سے روایت ہی کہ جب عمر کو بعد موت کی چارپائی پر لٹایا اور لوگون نے اونکی لیے استغفار شروع کیا تو ایک
شخص میری پیچھے میری مونڈھے پر ہاتھ رکھکر یون کہنے لگا کہ اللہ تیرے رحمت کرے مجھے امید ہی کہ اللہ
تمکو تمہاری دونون دوستون سے ملاویگا (یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر سے) کیونکہ مین نبی صلعم کو
اکثر تمہین دونون کا ذکر کرتے ہوئی دیکھا کرتا تھا فرمایا کرتے تہی کہ مین اور ابو بکر اور عمر فلانی جگہ
تھے اور مین اور ابو بکر اور عمر وہان گئی تہی اور مین اور ابو بکر اور عمر وہان سے آئی تہی مین نے پیچھے
مونہہ پہیر کر دیکہا تو وہ کہنے والی علی بن ابیطالب تہی ترمذی نے انس رضہ سے روایت کیا ہے اور احمد نے
علی رضہ سے ابن ماجہ نے نقل کیا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابو بکر اور عمر جنت مین
سب اولین اور آخرین بڑی عمر کے لوگونکے سردار ہین سواے انبیاء اور رسل اونکی یعنے انبیاء
اور رسولونکے سواے جسقدر بڑی عمر کے لوگ اس امت کی اور پہلے امت کے جنت مین جاوینگے
اون سبکے ابو بکر اور عمر سردار ہونگی جسطرح کہ نوجوانونکے حسن وحسین سردار ہونگے اور عورتونکے
سیدة النساء فاطمہ رضہ سردار ہونگی رضوان اللہ علیہم اجمعین صحیح ترمذی مین ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی واسطے دو شخص آسمان والون مین سے اور دو شخص زمین والون مین سی
وزیر ہوتی ہین پس آسمان کی رہنی والون مین سی میرے وزیر جبرئیل او میکائیل ہین اور زمین
کے رہنے والون مین سے ابو بکر اور عمر میرے وزیر ہین **مناقب عثمان**
ذی النورین رضی اللہ عنہ صحیح مسلم مین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمان
کے لئے فرمایا ہے کہ جس سی فرشتی حیا کرتے ہین اوس سی مین کیون نہ حیا کرون یعنی عثمان سے
صحیح ترمذی مین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لئے جنت مین ایک
رفیق ہی اور میرا رفیق جنت مین عثمان ہی امام احمد نے روایت کیا ہے کہ عثمان ہزار دینار
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پاس جیش العسرة کی طیاری کی لئی لائے تو حضرت نے اونکو
مین رکہکر اپنے گود مین لے لیا اور فرمایا آج کی بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہ کریگا [illegible]

روایت کیا ہے کہ ایکبار نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ احد پہاڑ پر چڑہی پہاڑ
لرزنے لگا حضرتؐ نے لات مارکر فرمایا کہ ٹہیر ای احد تجہپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
کے سواے اور کوئی نہین ہے ۔ پس نبی تو آپ تہے اور صدیق ابوبکرؓ اور دو شہید عمرؓ اور
عثمانؓ تہے **مناقب علی مرتضی رضی اللہ عنہ** امام بخاری اور مسلم نی سعد بن
ابی وقاصؓ سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو فرمایا کہ تو مجہہ سے اسطرح ہی
کہ جسطرح موسیٰ سی ہارون تہی مگر میرے بعد نبی نہین ہے ۔ یعنی جسطرح موسی کی بہائی بڑے
کامل مرتبہ کی ہارون تہی میرا چہوٹا بہائی بڑے کامل مرتبہ کا تو ہی مگر ہارون نبی تہی تم نہین
فقط یہہ فرق ہی ۔ صحیح مسلم مین ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نی فرمایا ہے کہ مجہی اوسکی قسم جسنے
زمین سی دانہ نکالا اور روحکو پیدا کیا مجہسی نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ عہد کیا تہا کہ جو
مومن ہوگا وہ تجہسی دوستی رکہیگا اور جو منافق ہوگا وہ تجہسے عداوت رکہیگا ترمذی نی روایت
کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ علیؓ مجہسے ہے اور مین علی سی ہون اور وہ
ہر مومن کی ولی ہین امام احمد اور ترمذی نی زید بن ارقمؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جس کا مین مولی ہون اوسکا علی مولی ہے ترمذے نے روایت کیا ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے مین حکمت کا گہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہی امام احمد
نے ام سلمیٰؓ سی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ جسنی علی کو گالی دی
اوسنی مجہکو گالی دی امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے ای علیؓ تیری مثال عیسیٰ کیسے ہے یہود کو اوسنی یہانتک بغض ہوا
کہ اونکی ماں پر بہتان لگایا اور نصارے کو اوسنی ایسی محبت ہوئی کہ جو مرتبہ اونکی لایق
نہتا وہ اونکی لیے ثابت کیا (یعنے اونکو خدا کا بیٹا کہا) پہر علی رضؓ نی فرمایا میری معاملہ مین
بہی دو شخص ہلاک ہونگی ایک وہ کہ جو مجہسی یہانتک دوستی کریگا کہ جو بات میرے لائق نہین وہ
میرے واسطے ثابت کریگا اور ایک مجہسی عداوت کرنیوالا کہ وہ میری شان کو کم کریگا اور حسد

مناقب علی مرتضیٰ

ناحق جہیر بہتان لگا دیگا **پس** ایسا ہی ہوا کہ شیعہ کو نصاریٰ کیطرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
یہانتک محبت ہوئی کہ اونکو اکثر جہلا نے خدا سمجھ لیا اور ہر مصیبت کی وقت یا علی مدد پکارنا
شروع کیا اور اونکی نام کی روزی رکہنا اور اونکو حاجت روا مقرر کر لیا اور اونکی مقابلہ مین
کبار الصحابہ کو کہ جنکی مدح قران و حدیث مین ہی برا کہنا لعن و طعن کرنا شروع کیا اور خوارج
و نواصب نے یہود کی طرح حضرت علی سی وہ عداوت کی کہ اون پر عثمان غنی کی قتل کا بہتان
لگایا اور طرح طرح کی عیوب اونمین ثابت کئی افراط و تفریط سے خالی اہل حق ہین کہ نہ
اونکو شیعہ کیطرح حد سی زیادہ بڑہاتی ہین اور نہ خوارج و نواصب کے طرح اوسکے جناب مین
کوئی کلمہ گستاخی کا نکالتے ہین **الغرض** قرآن اور احادیث سی حضرت کی صحابہ اور
اہل بیت کی بہت فضائل ثابت ہین مسلمان کو واجب ہے کہ سب کے دل سی محبت اور
سب سے حسن عقیدت رکہی اور سب امت مین اونکو افضل اور بہتر جانے اور جب کسیکا نام
سنے رضی اللہ عنہ کہی کیونکہ ان لوگون نی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت
اوٹہائی ہے سالہا سال حضرت کی سات معاشرت کی ہی قرآن انکی روبرو وحی نازل ہوا ہے
پس یہہ لوگ دین کے اصول مین اہنین سے پہیلا ہمکو دین پہونچا ہے اور قرآن مین یہی لوگ
مخاطب بالذات ہین بدر اور احد وغیرہ جہاد و نمین حضرت کی ساتہہ اونہون نے بڑے
بڑے محنتین اوٹہائی ہین انکی لئی اللہ نے قرآن مین جنت کا وعدہ فرمایا ہے
معاذ اللہ اگر یہی لوگ برے ہین اور امین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحبت نے اثر نکیا
تو پہر کون بہلا ہے اور کس مین حضرت کی صحبت موثر ہوئی ہے **شیعہ** کو کیا ہوا
کہ وہ ایسی جہوٹی قصون کی اعتماد پر کہ جنکا بسند صحیح ثبوت نہین ہے یقینی ہونا تو درکنار
حضرت کی اصحاب کو کہ جنکی خوبیان قرآن مین مذکور ہین اور اونکا ثبوت یقینی ہی برا کہتی
ہین اور طرح طرح کی عیب و نقص ثابت کرتی ہین اور اونکی عداوت کو اور اونپر لعن
و طعن کرنیکو اپنا ایمان بنا رکہا ہے اور اہل بیت مین سی بہی بہت لوگونکو برا کہتی ہین

اہل بیت کہہ کر انکو کہتی ہین سو اول گہر والی بیوی ہوتی ہی اور بعد مین بیٹی بیٹیان نواسے نواسیان بہانجے بہتیجے علے ہذا القیاس سو حضرت کے چچا عباس اور اونکی بیٹی عبد اللہ کو اور حضرت کی بیویون کو اور خصوص عائشہ صدیقہ ام المومنین کو برا کہتی ہین ۔ اور حضرت کی بیبیون کو کیا کیا عیب لگاتی ہین اور کیسی کیسی نالایق کلمات اونکی شان مین کہتی ہین اگر کوئی کسی ادنی شخص کے بیوی کو ایسا کہی قدرت ہو تو فوراً سر کاٹ ڈالے تو آہ حضرت کے روح پر فتوح جنت مین جب یہہ حضرت کے صحابۂ اہل بیت کو اور خصوص بیبیونکو برا کہتی ہونگی کیا خوش ہوتی ہونگے اور کیا اولاد صالح ہے کہ مان کی لئی کیا کیا عیب ثابت کرتی ہین اور حیف صد حیف ہی اون مسلمانون پر کہ جو ایسی لوگون سے محبت رکہتے ہین اور انکی ساتہ تعزیہ داری مین شریک ہوتی ہین اور اپنی شادی بیاہ کرتے ہین کچہ شک نہین کہ ایسی لوگون سی بہی جناب سید المرسلین ناراض ہونگی اور اونکو حوض کوثر سی دور ہانکین گے اور اکثر ایسی لوگونکی دنیا ہی مین صورتین مسخ ہوگئی ہین الٰہی مجکو اور میری سب احباب اور اقربا کو اور کل مسلمانونکو حضرت کی اور حضرت کی صحابۂ و اہل بیت کی محبت کامل نصیب کر اور اونکی ساتہ حشر فرما آمین آمین یا رب العالمین **فصل** پہلی بیان ہو چکا ہے کہ کفر شرع مین ایمان کی ضد ہی پس جن چیزون پر ایمان لانا اور اونکے تصدیق ایمان تفصیلی مین ضرور ہی اونکی انکار کرنے سے خواہ دلمین انکار کرے یا زبان سی کوئی کلمہ ایسا نکالی کہ جس سی صراحتاً یا اشارۃً انکار ثابت ہوجاوے یا دلمین شک لائی یا کلمات شک زبان سی نکالنے سے خواہ اونسی صراحتاً شک ثابت ہووی یا اشارۃً یا کسی ایسے کار سی کہ جو منافی تصدیق ہو قطعی کافر ہوجاتا ہے جب تک توبہ نکریگا مومن نہوگا خواہ یہہ شخص اپنکو مومن سمجہی اور عبادات اور ریاضات شاقہ عمل مین لاوی اور کفار کیطرح ہمیشہ جہنم مین جلیگا نعوذ باللہ منہا مومن کو چاہیے کہ ایمان لانیکے بعد اوسکے محافظت رکہی اور جن چیزون سی ایمان جاتا ہے اور کفر لازم آتی ہے اونسے دور رہنے کیونکہ ثابت رہنا ہی نجات کے لیے

مترد ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ یعنی جنہوں نے یہہ کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پہر وہ اوسپر قائم رہے
تو اونکو کچھ خوف اور غم نہوگا اس لئے اون کلمات کفر کا کچھ مختصر طور پر بیان کرتا ہوں تاکہ
مومنین خبردار ہوکر پرہیز کریں اور قاعدہ کلیہ اسکا مین ابہی بیان کر چکا ہوں موجبات کفر
موافق بیان سابق کے چند اقسام ہیں **قسم اوّل** وہ کلمات ہیں کہ جو صراحتًا انکار پر
دلالت کرتے ہیں مثلاً کسی نے کسیکو کہا کہ نماز پڑہ یا روزہ رکہہ اوسنے سنکر کہا کہ نماز فرض
نہیں یا روزہ فرض نہیں پس یہہ شخص کافر ہوگیا کیونکہ نماز و روزہ کا فرض ہونا قرآن سے
ثابت ہے پس جس چیز کے فرضیت قرآنکے ظاہر عبارت سے یا حدیث متواتر سے معلوم ہوجاوے
پس جو شخص اوسکو فرض نہ کہیگا کافر ہوگا یا جس چیز کا حلال ہونا اسطرح سے ثابت ہوچکا ہی
جو اوسکو حرام کہیگا کافر ہوگا اسیطرح جس چیز کا حرام ہونا قرآن کی ظاہر عبارت یا حدیث
متواتر سے ثابت ہو جو اوسکو حلال کہیگا کافر ہوجاویگا پس جسنے کہا کہ خنزیر یا سود کہانا یا
زنا یا جہوٹہہ بولنا یا ناحق قتل کرنا یا ظلم یا سحر کرنا یا شراب یا جوا کہیلنا یا غیبت کرنا حلال
ہے کافر ہوگیا پس کبیرہ یا صغیرہ گناہ سبکو کہ جنکا گناہ ہونا قطعًا ثابت ہوجاوے جسنے حلال
کہا کافر ہوا یا اللہ تعالے کی کسی صفت کا انکار کیا مثلاً کہا کہ اللہ ہر چیز پر قادر نہیں
یا وہ ہر شخص کی دعا نہیں سنتا یا فلان فلان چیزونکی اوسکو خبر نہیں یا وہ ہمیشہ سے نہیں ہے
یا وہ کلام نہیں کرتا یا وہ مردہ ہے یا مرجاویگا پس ان سب صورتونمیں کافر ہوگیا
یا اوسکی لئے کوئی بری صفت ثابت کرے مثلاً کہا کہ اللہ ظلم کرتا ہے یا اوسکی جورو بیٹی
ہیں یا وہ کہاتا پیتا ہے یا وہ سوتا اونگہتا ہے یا کسی عورت یا لڑکی سے عشق رکہتا ہے
یا جماع کرتا ہے یا اوسکی لئے باپ ماں بہائی برادر ہیں یا وہ کسی مرد یا عورت کے
شکل میں ہے یا وہ بخیل ہے یا وہ کسی سے ڈر جاتا ہے یا کسی سے مغلوب ہوجاتا ہے
یا کسی چیز کو بہول جاتا ہے یا بہت کام کرنے سے تہک جاتا ہے پس ان سب صورتونمیں

کافر ہوگیا یا اوسکی کسی نام کا انکار کیا اور کہا رحیم یا رحمٰن یا اللہ یا ودود مثلا اوسکا نام
نہین ہے کافر ہوگیا یا کسی نبی کا انکار کیا مثلا کہا کہ موسیٰ یا عیسیٰ یا محمد مصطفےٰ یا آدم نبی
نہین ہین کافر ہوگیا یا کسی کتاب الٰہی کا انکار کیا یا اونمین سی کسی ایک تہوڑی سی کلام کا
انکار کیا کافر ہوگیا یا انبیاء کو جہوٹھا کہا یا کتاب الٰہی کو یا اوسکی کسی ایک ادنیٰ خبر کو جہوٹھہ
کہا کافر ہوگیا یا فرشتون کا انکار کیا مثلا یون کہا کہ فرشتہ کا وجود نہین اگر ہوتا تو کبہی نظر
بہی دکہلائی دیتا لوگونکی سنا ہنکو قرآن مین فرشتی کا ذکر کیا ہے کافر ہوگیا یا فرشتونکو
اللہ کے بیٹیان کہا کافر ہوگیا یا حشر کا انکار کیا مثلا یون کہا کہ مرنیکے بعد کوئی نہین جئیگا
یا اللہ بہی آسمان و زمین فنا نہین ہوسکتی یا حساب نہوگا یا کہا دوزخ و جنت فقط لوگون کے ڈرانی
اور خوش کرنیکو ذکر کر دئے ہین ورنہ ہین نہین یا جنت و دوزخ کی کسے ثواب و عذاب خاص کا کہ
جو قرآن مین مذکور ہی انکار کیا مثلا کہا وہان حورین نہین یا غلمان نہین یا دوزخ مین زقوم کا
درخت نہین یا کسی دوزخی کی لئی ستر گز کے زنجیر نہوگی علیٰ ہذا القیاس کافر ہوگیا یا اللہ
کی کسی حکم کو کہا کہ اسکو مین نہین مانتا مثلاً کسینے کہا کہ چلو شریعت سی فیصلہ کرائین دوسرے نے
کہا مین شریعت کی فیصلہ پر راضی نہین کافر ہوگیا کسلئے کہ ایمان فقط جان لینی ہی کو
نہین کہتے ورنہ کافر بہی اللہ کو اور رسول کو حق جانتے تہے بلکہ مان لینا بہی شرط ہی یا کہا
اور سب احکام الٰہی کو تو مانتا ہون مگر زکوٰۃ یا روزے یا نماز یا حج کے حکم کو نہین مانتا کافر
ہوگیا مثلا کسینے کسیکو کہا کہ تم فلان بری پیشے کو چہوڑ دو اوسنی کہا خدائی ہمکو یہی فرمایا ہی
کافر ہوگیا **قسم دوم** وہ کلمات ہین کہ جنسی اشارۃً انکار ثابت ہو ورسے مثلا اونہین
پہلی چیزون کو سطرح سے کہے کہ اوس سی انکار نکلتا ہو مثلاً کسنے نبی کی اہانت کی یا اونکے
کسی بات پر عیب لگا یا یا اونکی کسی فعل پر ہنسی کی یا اونکی حسب و نسب شکل و صورت پر
طعن کیا یا کسینے کہا سب دینون مین اسلام حق ہے کسینے سنکر کہا سب دین حق ہین کافر
ہوگیا یا نجومی یا کاہن کو سچا کہا کافر ہوگیا **قسم سوم** وہ کلمات ہین کہ جن سے شک

صراحتاً ثابت ہووے مثلاً کہا کہ کبھی اللہ کے کریم ہونے مین یا رحیم یا رزاق ہونے مین شک ہے
کافر ہوگیا یا کہا اوسکے ظالم نہونے مین شک ہے کافر ہوگیا یا کہا کہ کبھی فرشتون کی یا رسولونکی
یا کتابونکی موجود ہونے مین شک ہے یا قیامت کی ہونے مین شک ہے کافر ہوگیا علی ہذا القیاس
جو خبرین قطعی الثبوت ہین اگر اونمین شک و شبہ کریگا کافر ہوجاویگا **قسم چہارم** وہ کلمات
ہین کہ جنسے اشارۃً شک ثابت ہووے مثلاً کسینے کہا کہ قیامت ضرور آویگی کسینے کہا
دیکھا چاہیئے کافر ہوگیا یا کسینے کہا کہ جنت مین مومنونکو بڑی نعمتین ملین گی اور کافرونکو
بڑی سخت عذاب ہونگے اوسنے کہا کیا خبر ہے کافر ہوگیا علی ہذا القیاس اگر کسینے کوئی کلمہ
کہا اور اوسکو معلوم نہین کہ یہہ کلمہ کفر ہے بعض علماء کے نزدیک جہل عذر نہین کافر ہوگیا
بعض کہتے ہین نا جاننا عذر ہے کافر نہین ہوا **قسم پنجم** وہ افعال ہین کہ جنسے انکار یا شک
صراحتاً یا اشارۃً سمجھا جاوے مثلاً کسینے قرآن مجید کو اہانت کی راہ سے نجاست یا آگ مین ڈالا
کافر ہوگیا یا اہانت کی راہ سے کعبہ کیطرف پیشاب کیا یا تہوکا کافر ہوگیا یا اہانت کی راہ
سے کسی مسجد کو گرادیا یا کسی عالم کو مار ڈالا کافر ہوگیا یا شرع کی کسی بات پر ٹھٹھا کیا
مثلاً ایک شخص واعظ قرآن کی نقل کرنے لگا اور چند لوگ اوسکی آس پاس بیٹھکر ہنسی سے
اوس سے مسائل پوچھنے لگے بس وہ سب کافر ہوگئے یا ثواب جانکر کسی کفر کے رسم کو
عمل مین لایا مثلاً زنار گلے مین ڈالا یا صلیب ڈالی یا ہندو کی مانند ماتھے پر ٹیکا لگایا یا اور
کسی خاص لباس کو پہنا یا ہولی دیوالی نوروز کو منایا ان سب صورتون مین کافر ہوگیا
اگر گناہ جانکر کریگا تو گنہگار ہوگا کافر نہوگا اور اگر کسی کی خوف سے کریگا کہ اگر
نکرونگا تو وہ مجھے مار ڈالیگا یا ضرر پہونچاویگا تب گناہ بھی نہین یا کسی بت کے نام یا کسی
قبر کے نام بکرا ذبح کیا یا اونکو سجدہ کیا یا توپ یا تہان یا دریا یا چبوترہ یا جہنڈی کی آگے
جانور ذبح کیا یا اللہ کے سوائے کسیکو سجدہ کیا یا اور افعال شرک ظہور مین لایا ایمان گیا
کافر و مشرک ہوگیا یا قبلہ معلوم ہوتے ہوئے بے وضو اور طرف منہ کرکے نماز پڑھے

کافر ہوگیا یا کسی امر منہی عنہ کو حلال سمجھکر کیا مثلاً زنا کو درست جانکر کیا یا شراب کو مباح
سمجھکر پیا یا اور گناہ اسیطور سی کیا کافر ہوگیا یا کوئی شخص مسلمانون اور کافرونکے عین مقابلہ
کیوقت کفار کے ساتھ ہوگیا اور مسلمانون پر حملہ آور ہوا کافر ہوگیا کسلئے کہ یہہ جمیع افعال
انکار یا شک دین پر دلالت کرتی ہین **ف** جسوقت کسینے کفر کی نیت کی اوسیوقت کافر
ہوگیا خواہ نیت دس برس کی لی کی ہو وی مثلاً کسینے نیت کی کہ اگلی سال مین کرسٹان
یا یہودی ہوجاؤنگا وہ ابہی کافر ہوگیا اللہ سے نڈر ہونا کفر ہے لانہ لا یامن مکر اللہ
الا القوم الکافرون ٥ اور اللہ کے رحمت سی ناامید ہونا بہی کفر ہے لانہ لا ییئس من
روح اللہ الا القوم الکافرون ٥ **ایمان خوف اور رجا مین ہے**
بس اللہ سے ڈرتا بہی رہی کہ وہ بی پرواہ ہے جہنم مین ڈالدے اور کچہہ پرواہ نکرے اور
اوس سی امید نجات کی بہی رکہی کہ نہایت رحیم وکریم اور بڑا احسان کرنیوالا ہے جو کوئی آدمی
مانگتا ہے وہ عطا کرتا ہے اپنے بندونکو بخشدیگا اور کچہہ پرواہ نکریگا اللہم اغفرلنا
وارحمنا وادخلنا جنت الفردوس **تنبیہ** محققین علمای فرماتی ہین کہ جن چیزونپر
ایمان تفصیلے مین ایمان لانا ضرور ہے جب تک کوئی شخص اونکا انکار یا شک نکرے
یا کوئی ایسا فعل کہ جس سی انکار وشک سمجہا جاوی اوس سی ظہور مین نہ آوے کافر نہین ہوتا
بس مفتی کو ضرور ہے کہ جب تک موجبات کفر ندیکہی کافر نکہی اور بات بات پر کسی مسلمانکو
کافر نبنادیا کرے اسی لئے امام ابوحنیفہ رح اسلام کے گمراہ فرقون کے تکفیر نہین کرتے تھے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کوئی کسیکو لعنت کرتا ہے یا کافر کہتا ہے ملائکہ اوس
کلمہ کو آسمان تک لیجاتے ہین پس اگر جسکو کہاہی وہ اوسکے قابل ہے تو اوسپر ڈالدیتی
ہین ورنہ جسنے کہا تہا آخر وہ کلمہ اوسپر پڑتا ہے بعض لوگون نی ایسا طریقہ اختیار
رکہا ہے کہ جہان کسی شخص نی اونکے معتقدات مین سے خواہ وہ خلاف قطعی ہی ہون کسی چیز کا
ذرا بہی انکار کیا اوسکو اوسیوقت کافر بنادیا گویا کفر و اسلام اونکی معتقدات کی ماننی نماننی پر منحصر ہے

وصیت ایمان سی زیادہ کوئی نعمت نہیں ہی کیونکہ گنہگار بھی ایمان کی دولت سے
نجات پاویگا اور آخر جنت میں جاویگا پس اوسکی محافظت ہر وقت واجب اور اوسکی زینت کیواسطے
کما مومنین بنیا عبادت میں معروف رہنا مناسب ہے اس عالم جسمانی کی ہر چیز فانی ہی وہ عالم جاودانی
کوئی عاقل یہاں کی کسی چیز سے دل نہ لگاوی بلکہ عالم قدس کا مشتاق ہوکر مسبب حقیقی واہب الوجود اصل
ہر موجود باریتعالی کیطرف رجوع لاوی ع دلا میکہ داری دل درو بند + دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند
ای انسان آلودگی جسمانی کو چھوڑ عالم قدس کیطرف موہنہ موڑ رشتہ علائق کو موت سی پہلے توڑ

رباعی زد سحر طائر قدسم ز سر صدر صفیر + کہ درین دامگہ حادثہ آرام مگیر + قدسیان بہر تو آراستہ
عشرتکدہ اند + تو درین غمکدہ چون غمزدگان ماندہ اسیر + دنیا مین پہر کوئی دوبارہ نہین آویگا
جو کچہ کرنا ہی آج کر لو کل خدا جانی کیا ہے پس اگر کسیکو کہین شبہہ ہو جاوے تو فورا کسی عالم ربانی سے حل
فرماوی اور اگر کوئی نہ ملی تو یون سمجھی کہ اللہ اور اوسکی رسول سی کوئی دانا اور عاقل نہین جو کچھ اونہون
نے فرمایا سب حق ہی یہہ میری فہم کا قصور ہے کیونکہ ہزارہا امور دنیویہ کی ادراک سی فہم قاصر ہے
الہی تو نی جسطرح بن مانگی اپنی رحمت کاملہ سی ہمکو ایمان عطا فرمایا ہے اسیطرح اسکو ہر آفت سے بچا
اور ہمکو جنت الفردوس عطا فرما اور دنیا و آخرت مین کوئی تکلیف نہ دکھلا اِنَّكَ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ
وَجَوَادٌ کَرِیْمٌ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ
اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ ط

قطعہ تاریخ تالیف لمؤلفہ

چون درین روز بافضل خدا — یافت این نسخہ صورت اتمام
داشتم فکر سال آن کہ کسے — گفت با من تمام گشت کلام
۱۲ ہجری ۹۲

الحمد للہ کہ تیسری ذالحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری نبوی مین بوقت صبح اس کتاب کی تالیف
شروع ہوئی تھی اور چودہوین ربیع الاول سنہ مذکور کو عصر کے وقت تمام ہو گئے

تمت

599

رسالہ رد متعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی احل النکاح ⁂ وحرم السفاح ⁂ وارسل من ھو انفع من الریاح ⁂ فصلے اللہ علیہ علی آلہ وصحبہ
الذین اتبعوا الحق الصریح فی العشیۃ والصباح **امابعد** ابو محمد **عبدالحق** عفا اللہ عنہ وعن اسلافہ
وجعلھم من اہل الفوز والفلاح کہتا ہے کہ جماع شرعاً منہی عنہ اور محظور الاصل ہے مگر جس سے جسطور کہ شرع نے
اوسکو مستثنی کرلیا وہ درست اور مباح ہے باقی حرام ہے پس ہم کہتے ہین کہ شرع نے دو طریق کو درست کہا ہے
ایک نکاح کہ کسی عورت کو بلاشرط مدت کسیقدر مہر پر دو گواہون کے روبرو بقصد دوام بیوی بنادے
اور احد الزوجین مین سے ایک ابتدا یعنی ایجاب دوسرا قبول کرے سو اس کا مشروع ہونا قرآن و احادیث
و اجماع امت سے ثابت ہے قال تعالے والذین ھم لفروجھم حافظون الا علے ازواجھم او ما ملکت
ایمانھم الایۃ کہ مومن لوگ اپنی شرمگاہ کو سوائے بیویوں اور لونڈیوں کے نگاہ رکھتے ہین یعنی انکی سوا اور کسی سے جماع نہین کرتے
اور بہت سی آیات سے اسکا ثبوت ہے اور اسکے درست ہونے مین کسیکو انکار نہین کیونکہ بقاء توالد و تناسل
عموماً اسی پر منحصر ہے **دوسرا ملک رقاب** کہ جہاد مین سے کافرہ عورت کو لاوے
یا اوسکو بکتی ہوئی یا اوسکی نسل مین سے کسیکو بقیمت خرید لے یا بطور ہبہ یا میراث کی حاصل کرے پس
اوس سے بھی جماع درست ہے کما قال اللہ تعالی او ما ملکت ایمانھم الایۃ اور اسکے ثبوت مین بھی اور
بہت سی آیات و احادیث وارد ہین اور امت کا بھی اسپر اجماع ہے **لیکن تیسرا طریق** کہ جسکو صاحب
شریعت نے اول اسلام مین کسی ضرورت سے جائز کیا تہا آخر کو حرام کردیا **وہ متعہ** ہے کہ کسی
عورت سے کچھہ دیکر میعاد مقرر کرلیوے اور اوس مدت تک اوس سے جماع کرے **پس** اسکو شرع نے
منسوخ اور حرام کردیا ہے سوائے **شیعہ** کے تمام امت محمدیہ علی صاحبہا السلام کا اسپر اتفاق ہے
اور قرآن و احادیث صحیحہ اسکی منسوخ اور حرام ہونیکی دلیل ہین چنانچہ ان آیات و احادیث کا بھی
ذکر آتا ہے انشاء اللہ تعالے **شیعہ** کے دلیل یہہ آیت ہے فما استمتعتم بہ منھن
فآتوھن اجورھن اور یہہ احادیث پیش کرتے ہین قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا

فجئناه فی منزله فسأله القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعة فقال نعم استمتعنا علی عهد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رواہ مسلم اور دوسری روایت مین مسلم کے یون آیا ہی کہ جابر
کہتی ہین کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین متعہ کیا کرتے تہے پہر عمر نے اسکو منع کر دیا پہر ہمنے
اسکو نکیا پس ثابت ہوا کہ بعد نبی علیہ السلام کے بہی لوگ اسکو کرتے تہی **جواب** اس آیت اور
حدیث سی غایة یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ فعل درست ہے مگر جب اسکا ناسخ قرآن و احادیث
جو اسکے حرمت پر دلالت کرتا ہے آچکا تو یہہ حرام ہوگیا اسیہم اوس ناسخ کا بیان کرتی ہین
مگر قبل اسکی ہم یہہ کہتی ہین کہ گو حدیث سی اسکا جواز معلوم ہوتا ہے مگر اس آیت سی ہرگز ثابت
نہین ہوتا کیونکہ اسکی یہہ معنی ہین کہ جس عورت سی تمنے نفع لذت بطور نکاح حاصل کیا ہو تو اونکا
مہر دیدو پس بیان سے یہہ کب ثابت ہوا کہ طلب لذت بطور متعہ کے مراد ہے کیونکہ
استمتاع لغت مین نفع لینی کو کہتے ہین خصوصیت متعہ کے ہرگز نہین پائی جاتی اور جو عموم
کری اوسکو لازم ہے کہ کوئی دلیل متحکم پیش کری **سوال** جب لغت مین استمتاع نفع لینی کو کہتی ہین
تو مطلق نفع بطور نکاح کی کیونکر خاص کیا **جواب** اس آیت سی پہلی نکاح کا ذکر ہو چکا ہے اور مہر کا ذکر
آچکا ہی پس اس قرینہ سی وہی مراد ہوگا بخلاف متعہ کے کہ وہ کہین بہی قرآن مین مذکور نہین اور اگر
ہم یہہ بہی تسلیم کرلیوین تب اسکی لئی قرآن کی آیت ناسخ موجود ہے قال تعالی والذین ہم لفروجہم
حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم یہہ آیت بالاتفاق اول آیت سی بعد نازل
ہوئی ہے اور اس مین صاف حصر کر دیا ہے کہ بیوی اور لونڈی کی سوا اور عورت سی جماع درست
نہین پس اب ہم پوچہتی ہین کہ یہہ متعہ کی ہوئی عورت لونڈی ہی یا بیوی مگر لونڈی تو نہین کیونکہ یہہ ظاہر
ہے اور بیوی بہی نہین کیسلئے کہ بیوی کو شوہر کے مال مین سے اوسکی بعد علاوہ مہر کے جو چہارم اور آٹہوان
حصہ ملتا ہی جیسا کہ قرآن مین مذکور ہی اور متعہ والی عورتکو بالاتفاق کسی ورثہ مین حصہ نہین ملتا
پس جب یہہ نہ بیوی ہی نہ لونڈی تو اس آیت کی موجب صریح حرام ہے پس اس حدیث اور اس قسم کی
اور احادیث کا یہہ جواب ہی کہ ان لوگون کو اسکی منسوخ ہونیکی خبر نہ پہنچی تہی اسلیے اسکو کیا گئی آخر

جواز

سوال

جواب

خبر پاکر باز آئی اور خبر نہوا بعض صحابہ کو اسکی منسوخ ہونیکی کچہ امر بعید نہین کیونکہ یہہ متعہ ایکبار خیبر مین نظر
پہلے صحابہ تو ی القویٰ تہی اور مسافرت مین بیویان پاس نرکہتی تہی مضطر ہوگئی تہی درست ہوا تہا
پہر اوسی جگہہ حرام ہوگیا پہر فتح مکہ مین بہی یہی معاملہ پیش آیا پہر وہان بہی آپنی اجازت دی پہر
تین روز کے بعد قیامت تک کو حرام کردیا پس یہہ معاملہ سفر مین واقع ہوا تہا دوم اسکی
نسخ کی لیے آنحضرت علیہ السلام نے کوئی نقارہ نہین بجوا دیا تہا کہ خواہی نخواہی اوسکی سبکو خبر ہوجاتی
پس جو اوسوقت نہ تہی یا کسی کار مین مصروف تہی اونکو خبر نہوی اسلئی کئی گئی آخر جب خبر ہوئے باز آئی
جیسا کہ ان احادیث سی ثابت ہوتا ہی **مسلم** نے سبرہ رضہ سی روایت کیا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
متعہ کی اجازت فرمائی تہی پس مینے ایک عورت سی ایک یمانی سی چادر دیکر متعہ کیا اور تین روز مین اوسکی پاس رہا
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کان عندہ شیٔ من ھذہ النساء التی یتمتع بھن فلیخل
سبیلھا کہ جسکی پاس کوئی متعہ کی ہوئی عورت ہو تو اوسکو چہوڑ دیوے اور مسلم کے دوسرے روایت مین
اونہین سبرہ رضہ سی یون منقول ہے فلم اخرج حتی حرمھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مین اوس
عورت کی پاس یہانتک رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو حرام کردیا یعنی جب حضرت نے
متعہ حرام کردیا تب مینے اوس عورت کو چہوڑ دیا پس اس سی صاف معلوم ہوا کہ اول مرتبہ متعہ درست
ہوگیا تہا پہر حرام ہوگیا **قال المسلم حدثنا** محمد بن عبد اللہ بن نمیر قال نا ابی قال نا
عبد العزیز بن عمر قال حدثنی الربیع بن سبرۃ الجھنی ان اباہ حدثہ انہ کان مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایھا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء
وان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ الحدیث کہ سبرہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس تہے آپنی فرمایا مینے
تمکو پہلے متعہ کی اجازت دی تہی اور اب اوسکو اللہ تعالی نے قیامت تک حرام کردیا **وعن** علی
بن ابیطالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل
لحوم الحمر الانسیۃ رواہ مالک ومسلم وغیرہما حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتونکے متعہ سے اور مانوس گدہونکے گوشت کہانی سی منع

فرمایا ہی پس جسطرح گدہی کا گوشت حرام ہی اوسیطرح متعہ بہی حرام ہی اور ہماری مدعا پر صاف ایک
حدیث او مسلم کی دلالت کرتی ہی اور وہ یہہ ہے **عن علی** انہ سمع ابن عباس یلین فی متعۃ
النساء فقال مہلا یا ابن عباس فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہا یوم خیبر وعن
لحوم الحمر الانسیۃ رواہ المسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کو متعہ کی بارہ میں نرمی
کرتی ہوا سنا تو فرمایا ٹہیرو ای ابن عباس بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا ہی عورتوں کی متعہ
اور پالتو گدہونکی گوشت کہانی سی خیبر کے روز دیکہو ابن عباس کو معلوم نتہا اسلیے وہ اوسکو درست
جانتی تہی پہر جب حضرت علی نے اونکو منع کردیا باز آئی اور جان گئی کہ یہہ منسوخ تہا **الغرض** تمام صحابہ
اسپر متفق تہی کہ آخر کو نبی علیہ السلام نے متعہ کو حرام کردیا ہے اور اسی جیسی جن شخصونکو نہ دیکا اور
جب اونکو منع کی خبر ہوئی بلا حجت و تکرار اسکی باز آئی وہ نہ حجت کرتی اور کوئی دلیل لاتی پس اب
ان احادیث صحیحہ کو کہ جو بکثرت وارد ہیں اور جنکو ثقات بیشمار روایت کرتی ہیں اور قرآن مجید کے
آیت کو اور تمام صحابہ کے قول و فعل کو ترک کرنا اور اپنی خواہش نفسانی سے اون بعض بزرگوں کے
اقوال کو مستند بنانا مومن کی شان سی بہت بعید ہے **ف** علمار کرام کا اس بارہ میں اختلاف ہی کہ
جسنی متعہ کیا اور اوسکا ثبوت قاضی تک چار گواہوں سے پہونچ گیا یا اس شخص نے خود اقرار کیا
پس بعض علمار یہہ فرماتے ہیں کہ اسکو حد ماری جاویگی پس اگر محصن ہوگا تو رجم یعنی پتہراو
کیا جاویگا ورنہ سو درّے مارے جاوینگے کیونکہ یہہ صریح زنا ہے پس جو زانی کا حکم ہے
اسکا بہی ہے اور اکثر علمار یوں فرماتے ہیں کہ گو یہہ زنا ہے مگر یہہ ایک حیلہ سے واقع
ہوا ہے کہ وہ کبہی درست تہا تو اس سبب سے اسمیں کسیقدر شبہ پایا گیا والحدود تندرئ
بالشبہات کہ ادنی شبہ سی حدود ساقط ہوجاتی ہیں زیادہ تفصیل اسکی کتب فقہ میں موجود ہے
مومن کو لازم اور واجب ہے کہ اس سی باز آوی اور اسکو موافق ارشاد آنحضرت علیہ السلام قیامت تک
حرام جانی اور کسی زید بکر کے فعل کو نہ دیکہے ادلہ شرعیہ پر نظر کرے مگر انصاف شرط ہے
[illegible] واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۱۲۹۲ [illegible]

تمت

فہرست عقائد الاسلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۰	شبہ کہ حشر بالاجسام کو یہ زمین کافی نہیں	۲۳۸	بعد آنحضرت کے خلفاء اربعہ امام برحق
″	شبہ کہ قیامت کو پچاس ہزار برس کا دن کیونکر		ہیں حالات خلفاء اربعہ کے
″	ہے سلوٰۃ مکتوبہ کے برابر کیونکر ہوگا		اور اون سے لوگوں نے بیعت کیونکر کی
″	شبہ ایک میل فاصلہ پر آفتاب کے آنے کا محال ہے		ذکر شہادت حسنین وغیرہ اموں کا بیان
۲۱۴	سوال جواب حوض کوثر کا بیان	۲۴۲	حضرت کے بعد خلافت تیس برس تک رہی ہے
۲۱۵	پل صراط کا ذکر	۲۴۳	فصل ہر مسلمان کے پیچھے نماز درست ہے
۲۱۷	اہل کبائر کی حقیقت شفاعت کبریٰ کا بیان	۲۴۴	ہر مسلمان کی نماز جنازہ موزوں پر مسح نبید
۲۲۰	فصل اعراف کے بیان میں وہاں کون رہیگا کا ذکر	۲۴۵	متعہ و دبر سے جماع حرام ہے
۲۲۲	فصل جہنم اور اہل جہنم کے بیان میں	۲۴۶	جنکو حضرت نے جنتی فرمایا وہ قطعی جنتی ہے
۲۲۳	فصل اہل جنت اور جنت کے بیان میں	″	حضرت کے صحابہ افضل تھے
۲۲۷	انجیل سے جنت کا بیان	۲۴۷	فضائل صحابہ
۲۲۸	دوزخ اور جنت اب بھی موجود ہیں	۲۵۳	مناقب ابوبکر رض
۲۲۹	معتزلہ کی ادلہ کا رد اس میں	۲۵۵	مناقب عمر رض
۲۳۰	اہل جنت کے خلود کا بیان شبہ جواب	۲۵۶	مناقب عثمان رض
″	دیدار الٰہی ذکر	۲۵۷	مناقب علی رض
۲۳۱	معتزلہ کے ادلہ کا جواب	۲۵۹	فصل کلمات کفر کا بیان اور انکی اقسام
۲۳۲	خاتمہ مسئلہ امامت کا بیان	۲۶۰	قسم اول
۲۳۴	امام کے شروط اور مخالفین کا رد	۲۶۱	قسم دوم قسم سوم
۲۳۶	امام کا معصوم ہونا شرط نہیں	۲۶۲	قسم چہارم قسم پنجم
۲۳۷	فسق سے امام کو معزول کرنا واجب	۲۶۳	ایمان خوف و رجا میں ہے تنبیہ

غلطنامہ کتاب عقائد الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۱۳	چنانچہ	کیونکہ
۸	حاشیہ	صفاتی الہیہ کے	صفات الہیہ کے
۹	۲۰	تعرابف الرجع	تعریف الرجع
۱۱	۹	السمرت	السمرات
۲۳	۲۰	بے عقل	بے سمجھ
۲۶	۱۹	زنا نے	زنا کے
۲۹	۱۰	احمق	نافہم
″	۱۹	عاند	عاجز
۳۷	۱۰	رسالتیہ	رسالتہ
۴۱	۱۳	ہوائی	رہتی
۴۴	۱۹	طبیح	جمیع
۴۵	۱۰	مذلت	ردالت
۴۹	۱۵	بشارت	بشارات
″	″	تھے	تہلین
۵۰	۲	اول	اول مین
″	۱۴	کے	کی
″	۱۶	علیسی	یحیٰی
۵۱	۸	کا	کو
۵۵	۴	خوت	خوب
۵۵	۱۲	مین	مین سے
۵۵	۱۷	کیونکہ	اور
۶۸	۲۱	فرماتا ہے	فرمایا ہے
۷۰	۲	مریع	مربع
۷۳	حاشیہ	جان کا تہا	جان کا بدلا کرتا
۷۶	۸	حضرت	حضرت کا
″	۱۲	پہیر کر	پہیر
″	۱۹	ہوئے	ہے
۸۰	۹	زردیار	ارو یاد
۸۵	حاشیہ	قرینہ	اتہ
″	″	کالو	گروہ
۸۷	حاشیہ	برجا	یعقوب
۸۹	حاشیہ	التفسیر	تفسیر
۹۱	۹	کرلی رہی	کرتا تہا
۹۳	۱۳	تہی تو جبرئیل	اور
″	″	سناتے	سناتے تہی
″	۱۰	تیسرے	اور تیسری
۹۵	حاشیہ	التمار النفس	اقتدار النفس
۹۸	۱۴	جیسا	جیسا کہ